











# ہناظر کارا طراپین

یعنی

واقعہ شناس ہر جنگ اور پورے مینیوں میں غیر متعصب جناب انسٹ این ٹیٹ صاحب ابی  
میرا ہینٹ اگلی حال پر غیر مبنیات متعلقہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے بحیثیت  
تجربہ کار و فقیہانہ نگار اخبار ماہیٹر کارٹون انگلستان متعینہ افواج ٹکی کے چشم دید  
حالات جنگ حرکات میں سہ ماہی ٹریس ان ٹریبولی

## کمل افزایا محاورہ اردو ترجمہ

جس میں

وہ جرات جنگ، ترکوں کی شریفانہ شجاعت، عربوں کی مافوق العادت باکلت؛  
اطالیوں کی بزدلی و حماقت؛ متحارمین کی صحیح صبح حالت اور ولایت طراپین کی  
طبعی و تمدنی کیفیت وغیرہ وغیرہ جملہ ضروری حالات و واقعات بمصاحبت طبعی  
(کیئے گئے ہیں)

مترجم

جناب شی محمد عبداللہ خان صاحب بیس خور جلالاک متحدہ، میرا ایجاب لنامولوی  
العبد سلیم محمد ناصر اللہ خان صاحب علیہ الرحمۃ صاحب تصانیف کثیرہ و پیشہ صدر تعلقات  
(جیسند آباد۔ وکن)

ہیلا کی پرین ہلا باہتا فیضل حسیطین ہوا



# تمہید از مصنف

اس بید ہی سادہی تصنیف کا بڑا حصہ ایسی حالتوں میں تحریر کیا گیا ہے جبکہ عربی کیمیک اور ٹونوں اور  
 آرمیوں وغیرہ کے ٹوٹنے کی وجہ سے سکون طبیعت حاصل نہ ہو سکی حالت میں مجھے اپنے چھوٹے سے عربی نجمہ پر  
 ہٹرنے کا منظور اہبت وقت میسر ہو جاتا تھا اور کہیں کہیں سواری اور پیدل دونوں صورتوں کے طبع لانی  
 سفروں کے اثناء میں ایک کتاب کو لکھتا پڑا ہے جو پہلے سے ہی زیادہ پریشان حالت میں تحریر  
 کیا جانا متصور ہو سکتا ہے فرید بران میرے دامان طرابلس چھوڑنے کے بعد کچھ عرصہ تک نیا  
 دامن گیر رہا اور کوئی پُر سکون موقع اس کتاب کی تصنیف کے متعلق نصیب نہ ہو سکا حتیٰ کہ  
 نظر ثانی پر وہ بھی بیرون از امکان ہو گئی ظاہر ہے کہ ایسی صورتوں کی کوئی تصنیف بحیثیت  
 ادبی دعویٰ وقعت نہیں کر سکتی لیکن صرف اس غرض سے یہ کتاب ہدینہ ناظرین کیجاتی ہے کہ  
 اگر ان کو کوئی جہلک ان اُمیدوں اور کامیابیوں کے متعلق محسوس ہو جو انہ ماف کی خاطر  
 ہر ایک امکانی شرفیافہ قربانی پر کمر بستہ قلیل التعداد مگر کثیر الشہامت قوج سے وابستہ ہیں تو  
 مجھے میری محنت کے ضایع نہ جانے پر اطمینان ہو جائیگا میرا ذاتی تجربہ مدافعت کی لابیوں اور ان  
 قصبات تک محدود ہے جو سردست ترکی مقبوضات میں داخل ہیں اور ان اطلاعات کی بابت جو  
 سرچ لائٹ سے متاثر ہوئی ہے حصہ میں کیمتعلق مجھے حاصل ہو ہیں بین اخبار ٹیمپس اور دوسرا اخبار  
 کا جو میدان جنگ میں بھی داخل اسباب دستی ہے وزیر اہم بڑا ان اخبارات متذکرہ کا ممنونیت کیساتھ  
 شکر گزار ہوں جنگ ہتوڑ اپنی پہلی ہی منزل پر جاری ہو لہذا بغیر مناسبتہ کہ ترکی افواج کے رجحان  
 طبع تعداد اور دونوں اور نند بیرون کے متعلق اپنے طرز عمل کے خلاف کوئی ایسا اشارہ یا جاسے بنظر احتیاط  
 یردا جگہ سے پہچے ہو خطو میں بھی خد کیا گیا ہو مگر اسکے تقابلی ہند عرض کی حرارت پر نام نہیں ہوں کہ ترک صدر  
 مشام کے حال اور ان اُمید سے بالکل بے خبر نہیں ہیں جو ان کے پراثر حلقوں سے باہر نزع ہوتے رہتے ہیں ۔

شعلہ ای۔ این۔ بی۔ مصنف

# معذرت مستحجم

سب سے بڑا نقص یا کمی اس ترجمہ میں یہ ہے کہ بجائے ایک کے دو شخصوں نے اردو مسودہ صاف کیا ہے۔ چنانچہ یہ دو رنگی صاف نمایاں ہے گونا گویا اس سے مطالعہ میں کوئی دقت محسوس نہیں ہو سکتی تاہم کسی کتاب میں اس قسم کی کمی ضرور قابل گرفت ہے ناظرین معاف فرمائیے کہ جب انھیں یہ معلوم ہو گا کہ یہ فروگزاشت محض بدینوجہ قصداً عمل میں لائی گئی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس ترجمہ کو جلد شایع کیا جائے کیونکہ بصورت تاخیر ناظرین کو مطالعہ سے وہ لطف حاصل نہیں ہو سکتا جو ہر ایک چیز کے بر محل تازہ ترین حصول سے مخصوص ہے بہر حال آئندہ ادیشن میں اس نقص کے بھی دور کرنے کی کوشش کی جائے گی میں اپنے مکرم جناب ایاز محمد خان صاحب کا کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتا جنہوں نے کمال بے غرضی سے اپنی اہلیہ صاحبہ کی دیرینہ تیمارداری اور خود اپنے جسم پر آپریشن کرنے کی پریشان کن حالتوں میں میرے مسوئے کو شاندار بنانے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے مقرر کو درد گلو اور مصنف مترجم یا مؤلف کو عظیم فہمتی اور غیر دلچسپی کی بسا اوقات شکایت ہوتی ہے چنانچہ مجھے بھی کم فہمتی کی واقعی شکایت ہے علاوہ ازیں چونکہ مجھے ترجمہ کر نیکا پہلا اتفاق ہے لہذا اجمینیت اور ناواقفیت بھی قابل سماعت عذر ہیں۔

احقر

عبدالمجید خان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# باب اول

بعض واقعات موجود اور ممکنات آئندہ

یہ تقریباً ناممکن ہے کہ اس چھوٹی عیسیٰ کتاب میں موجودہ جنگ اٹلی کے  
وجوہات کی نسبت کسی قدر مفصل بحث کی جا سکے۔

تاہم یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو وقت سے فرانسیسیوں  
نے ٹیونس پر قبضہ کیا اسی وقت سے اطالیوں نے بزم خود اپنے آپ کو  
ولایت طرابلس کا آخری قابض و حقدار سمجھنا شروع کر دیا۔

کرسی سابق وزیر اعظم اٹلی یہ دیکھ کر کہ سلطنت جمہوریہ فرانس نے  
ایک ایسے صوبہ میں جہاں بہ نسبت فرانسیسیوں کے اطالیوں کی تعداد  
زیادہ ہے اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے نہایت پچھین ہوا اور طرابلس الغرب پر

قبضہ کرنے کے لیے طرح طرح کی تدبیریں کرنے لگا اگر اس کی وزارت چند ماہ اور قائم رہتی تو یہ جنگ آج سے بیس سال قبل شروع ہو گئی ہوتی ۱۸۵۷ء میں بمقام آذربائیجان سوم شہنشاہ فرانس نے اٹنار گفتگو میں پرنس کنسرت سے کہا تھا کہ طرابلس الغرب کا کچھ حصہ سارڈینیا کو دیا جاسکتا تھا۔

بعد ازاں جب کرسی کو موقع ملا تو اس نے بہت کوشش کی کہ دول عظام اٹلی کے حقوق کو طرابلس میں تسلیم کر لیں۔

فرانس کی سرپرستی ٹیونس کا اعلان ایک ایسا امر تھا جس نے کرسی کی امیدوں کو کم اور خوف کو زیادہ کر دیا کہ مبادا سلطنت جمہوریہ اپنی الحاقی کارروائی کو شمالی افریقہ میں زیادہ وسعت و بکتر بھر منتوسط کو فرانسیسی جھیل نہ بنالے بعض اقتباسات جو کرسی کی خط و کتابت سے اخذ کئے گئے ہیں وہ کرسی کی امیدوں اور اندیشوں کو نہایت وضاحت سے ظاہر کرتے ہیں مثلاً وہ اطالین سفیر متعینہ برلن لکھتا ہے کہ اب جبکہ ٹیونس میں فرانسیسی اثر متحد فوجوں کی مخالفت کے بغیر قائم ہو گیا ہے تو ہمارا طرابلس پر قابض ہونیکا ارادہ ایسی مشتبہ حالت میں زیادہ عرصہ تک ملتوی نہیں رکھا جاسکتا۔ اس لیے حکمو ایسے وسائل معلوم کرنے چاہئیں جن کی وجہ سے ٹیونس پر فرانس کا کامل اقتدار قائم نہ ہو سکے یا ایسے انتظامات کئے جائیں چاہئیں جن کی رو سے طرابلس الغرب کے ہم بلا خدشہ مالک بن جائیں۔ کیونکہ صرف یہی ایک صورت بطور قابل اعتبار ضمانت کے ایسی ہو سکتی ہے جس کے ذریعہ سے آئندہ فرانس کی بری و نحری قوت کی ترقی میں مزاحمت کی جاسکے۔

کر سہی نے لارڈ سلسبری وزیر غلط سمجھ بڑا نیو کو بھی لکھا کہ سرحد طرابلس پر  
فرانس کی دست دراز کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت جمہوریہ طرابلس  
پر بھی قبضہ کرنے کے لیے تلی بیٹھی ہے ایسی صورت میں ضروری معلوم  
ہوتا ہے کہ ہم طرابلس پر پیشتر اسکے کہ فرانس اور کوئی مزید کارروائی کرے تاخیر  
ہو جائے تاکہ بائکینر طاسہ اٹلی یا برطانیہ غلطی کو کوئی خدشہ باقی نہ رہے۔  
اس کا جواب اطالین سفارتخانہ لندن کی معرفت دیا گیا یوریکسنسی کی تحریر  
نے لارڈ سلسبری پر گہرا اثر کیا ہے چنانچہ مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں بذریعہ  
تار اطلاع دوں کہ جب بحر متوسط میں جلد یا بدیر کسی تبدیلی کا وقت آئے  
تو طرابلس پر اٹلی کو بطور لازم قبضہ حاصل کرنا چاہیے۔ مگر لارڈ موصوف آپ کے  
اس خیال سے متفق نہیں ہیں کہ قبضہ کرنے میں عجلت سے کام لیا جائے  
کیونکہ انکا خیال ہے کہ طرابلس پر قبضہ کر نیکا وقت ابھی تک نہیں آیا ہے  
چنانچہ وہ آجیرین کہتے ہیں کہ اٹلی کی گورنمنٹ طرابلس کو حاصل کرے لیکن  
اُس شکاری کو جو بارہ سینکے کا شکار کرنا چاہتا ہے اُس وقت تک صبر سے  
انتظار کرنا چاہیے جب تک کہ شکار پورے طور پر بندوبست کی زوین نہ آجائے  
ایسی صورت میں عموماً شکاری کامیاب ہی ہو جاتا ہے ورنہ کم سے کم شکار  
زخمی ہوئے بدون نہیں بچ سکتا۔

یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ جب کر سہی اور اُس کے ہم نو دوست باہم  
یہ مشوئے کر رہے تھے اُس وقت سلطنت عثمانیہ کی حالت بہت خراب  
ہو رہی تھی اور ترکی کا بڑے سے بڑا دوست بھی سلطنت کے جلد پڑنے  
پڑنے ہو جانے کی علامات بین طور پر دیکھ رہا تھا اور یورپ میں مروجہ

کی میراث کی تقسیم قریب تر دکھائی دے رہی تھی اس حالت میں شمالی افریقہ کی  
دُور اُفتادہ ولایت قدرتی طور پر یورپین صوبجات سے پہلے حصہ بخرے  
ہو جانے والی متصور ہو سکتی تھی گزشتہ چند سالوں میں ترکوں کی ترقی نے  
دُنیا کو حیران کر دیا ہے ۱۸۹۸ء میں باب عالی نے یونان کی جنگ اور  
دوسری ضروریات کی سرانجام دہی کے لیے باوجود استبدادی حکومت کے  
پانچ لاکھ سپاہی ایسی سہولیت اور خاموشی سے جمع کر لیے کہ یورپ کی دوسری  
سلطنتیں حیران رہ گئیں۔ اور اب تو سلطنت عثمانیہ کا فوجی بازو استفد زبردست  
ہے کہ جس کی قدر ہر ایک شخص کو بخیرگی سے کرنی چاہیے۔ علاوہ ازیں نیابتی  
گورنمنٹ پوری قوت سے قائم ہو چکی ہے اور باوجود بہت سی دقتوں اور چند  
بُرے نتائج پیدا کرنیوالی غلطیوں کے ایسی اصلاحات عمل میں لائی جا چکی  
ہیں جنکا اثر دور تک پہنچنے والا ہے۔ یورپ کے اعلیٰ محسوسات نے  
ترکی راجال سیاست کی شریفانہ کوششوں کو قدر کی نگاہوں سے  
دیکھا ہے اور اسوقت ترک ہر طرح تعریف اور حوصلہ افزائی کے مستحق ہیں  
مگر عین اُسی وقت میں جبکہ ترک ترقی کا پہلا مرحلہ طے کر چکے تھے یورپ کے  
سیاسی حلقوں نے اُن کے مقبوضات میں سے بوسینیا اور ہرزیگوینا  
ہضم کر کے اُن کے مفید اصلاحات کو بیکار کرنے کی کوشش کی اور اسی  
ضمین میں اُٹلی کو اسکے بے شرمانہ ڈاکہ طرابلس میں بڑھاوا دیا گیا ہے ابک ترکی  
افسر نے مجھ سے کہا کہ اُن سیوقت جبکہ ہم نے اصلاح کی تحریک کو آگے بڑھایا  
یورپ نے اُسے کمزور کرنے کی کوشش کی۔ یورپ بچہ کا پیدا ہوتے ہی۔

۱۹۰۰ء وہ دو صوبے ہیں جنہیں سلطنت آسٹریا نے اپنی سلطنت میں سلطان عبدالحمید خان  
کے عزل کے بعد ملحق کر لیے ہیں ۱۲



گلا گھونٹنا چاہتا ہے اور اُسکو کوئی موقع ترقی کرنے کا نہیں دیتا چاہتا۔

اٹلی نے جنگ جاری کرنے کے لیے جو کمزور بہانے پیش کئے ہیں میرے نزدیک ان پر بحث کرنا ہی بیکار ہے۔ گو ہماری فارن پالیسی کم و بیش ہموار و مسطح ہے مگر انگریزی ٹیکس دہندہ بھی انگارستان کے تحفظات خارجہ کی نسبت اُس سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا جو شام کا ایک ناپل کاشتکار باب عالی کی تجارت کے متعلق رکھتا ہے۔ مگر ہم یہ کہے بدوین نہیں رہ سکتے کہ دول یورپ جس میں برطانیہ ظلمی بھی شریک ہو سرت اٹلی کے مقابل نفرت ارادوں سے آگاہ ہی نہیں تھے بلکہ خاموشی کے ساتھ اُسے اس ناپاک کام کی جرات بھی دلائی گئی۔

یہ خیال کس قدر بدنام ہے کہ برٹش فارن آفس جس کو ایک لیبرل گورنمنٹ کی ماتحتی کا فخر حاصل ہے اس میں اتا قوامی ڈاکہ کو جس سے نوے فیصد سی آبادی نے نفرت کا اظہار کیا ہے بغیر کسی عذر و معذرت کے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ آسٹریا میں کاؤر کا بیان کس قدر قابل قبول ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ اُس نے ایسے موقوفوں کے واسطے کہا تھا کہ ہم سلطنت کی خاطر ایسے افعال قبیحہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں جن کو اپنی ذات کے واسطے بھی کبھی کسی حالت میں گوارا نہیں کر سکتے۔

عہد ناموں کی نسبت کچھ نہیں کہا جاسکتا جو آج کل صرف اس غرض سے مرتب کئے جاتے ہیں کہ جب وہ مفاد میں باج ہوتے ہوئے پائے جائیں تو اُس سلطنت کے ہاتھ سے چاک کر دئے جائیں جو دست درازی

کرنے پر آمادہ اور شرائط کے توڑنے کے واسطے کافی مضبوط ہو۔

۹ جون ۱۹۱۱ء کو اٹلی کی پارلیمنٹ کے اجلاس میں مارکوس سان گیولی  
سنے وزیر خارجہ اٹلی نے ایک سابق وزیر خارجہ کی تقریر کو دہراتے ہوئے بیان  
کیا کہ اٹلی کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ نہ صرف یورپ میں بلکہ افریقہ  
میں بھی سلطنت عثمانیہ کی مضبوطی کی پاسداری کرے اور یہ پالیسی جن  
وجوہات کی بنا پر قائم کی گئی ہے اور جن کا اظہار میرے پیشرو نے  
کیا تھا ان میں اب تک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ہے مگر تعجب ہوتا  
ہے کہ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو یعنی صرف سولہ ہفتہ بعد اسی ایماندار وزیر نے اپنی  
دھوکا دیے والی تقریر کے خلاف ترکی کو بدین مضمون اعلان جنگ دیا  
کہ اٹلی کا پاک ارادہ صوبجات طرابلس و برفنتہ الحمرا پر قبضہ کرنے کا ہے۔

آخر ۳ ماہی ۱۹۱۱ء کی ابتدا سے جنگی انتیاز ملتے کے اسباب میں  
علاوہ اُس دیرینہ آرزو کے جو زیادہ مستقل طور سے کرسیبی کے زمانہ سے  
اہل اٹلی کو بطور سیاسی میراث کے ملتی چلی آتی تھی۔ اور چند امور بھی شامل تھے  
ایک طرف نوکنسرو پٹو فرقہ اور طبقہ امراسبات کے خواہشمند تھے کہ  
کلیوٹی کی گورنمنٹ کی توجہ سوشیل ریفارم کے محتاج توجہ پروگرام سے  
ہٹا کر کسی دوسری جانب متعطف کرائی جا سکے چنانچہ شروع جنگ سے  
اب تک اٹلی میں سرکاری بمیہ اور پارلیمنٹ میں عام رائے کو وزن دار  
بنانے کے متعلق کوئی چرچا نہیں سنا جاتا۔

دوسری طرف پبلک کی اڈو واکا داغ بدنامی مٹانے کی شرمسارانہ  
خواہش مثل ہماری اس منتقامہ آواز کے مشتعل تھی جو ہم نے لاندہیا

لے موجودہ وزیر عظمیٰ ۱۲ ۱۱ اصلاح تمدن ۱۲ ۱۱ براعظم افریقہ میں ملک شہن کا ایک شہر ۱۲

طریقہ سے مجبور کے واقع کا بدلہ لینے کے لیے بلند کی تھی اس پر طرہ یہ ہے کہ  
ہتے سوڈان کا بدلہ سوڈان سے لینا چاہا تھا لیکن اطالیوں نے ابی سینیا  
کی کلوش کو طرابلس کے خون سے دھوئے کی کوشش کی ہے۔

اور اسی موقعہ پر مہاجنون نے طرابلس کے مفروضہ مال و دولت کے  
متعلق حریصانہ مقاصد کو چھپاتے ہوئے حسب الوطنی کا اظہار کیا۔

طرابلس کی معنی دولت اور زراعتی ذرائع آمدنی کی اٹلی میں بہت کچھ  
تعریف کی جاتی ہے اور اس مضمون پر اٹلی کے اخباروں نے ساہا سال تک خامیہ  
فرمانی کی ہے۔ اٹلی میں سب سے زیادہ صدر دل عزیز گیت جو گایا جاتا ہے وہ خوبصورت  
طرابلس کے نام سے مشہور ہے فی الحقیقت ایسے غیر آباد حصے اور تجربے کے ٹپے  
ٹپے قطععات رکھنے والے ملک کے لیے جیسے کہ طرابلس کے اندرون ملکات مز  
واقع ہیں خوبصورتی ہی ایک ایسی صفت ہے کہ ملک کو رعیت دلانے کے لیے  
اس سے زیادہ اور کوئی موزون صفت نہیں مل سکتی۔ مگر جنگ کا بخار اترتے ہی  
عام طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ اٹلی کی آبادی کو شمالی افریقہ کی دولت کے باب میں  
مبالغہ آمیز حکایات کے ذریعہ سے بڑی بے بردی کے ساتھ دھوکا دیا گیا ہے  
جیسا کہ اس وقت بھی علامات سے ظاہر ہو رہا ہے کیونکہ آبادی کے عقلمند حصہ نے  
ایسا ہی محسوس کرنا شروع کر دیا ہے۔

طرابلس کی دولت کے بارہ میں عام طور پر جو بیانات شایع کئے گئے  
ہیں ان میں سے مثال کے طور پر ایک طویل مضمون کا جو ۱۸ جنوری کو  
اٹلی کے اخبار موسومہ کیونٹیل ڈی سیسیلیا میں شایع ہوا ہے ممتباس  
پیش کرتے ہیں۔ اس کا مصنف سینٹر ڈی فلیس ہے جو پارلیمنٹ کا ممبر

۱۸ جنوری افریقہ میں مثال کے مثال مغرب میں اس نام کا ایک پہاڑی جہان بوردون نے انگریزوں کو شکست دی تھی ۱۱

ہونے کے علاوہ سسلی کے مشہور فرقہ اشتر اکیہ کا ممبر بھی ہے اور جس کے حملہ اور اتہ جنگ کے پوش لینے تمام سچے اشتر اکی ممبروں کو نفرت آمیز حقارت سے بھر دیا ہے۔

حسب بیان مصنف سینٹر ڈی فیلس اور اُس کے تین دوست گزشتہ جنوری میں طرابلس پہنچے تاکہ زمین کی قوت پیداوار اور ترقی زراعت کے متعلق تحقیقات کریں اس ڈیپوٹیشن میں سینٹر ڈی فیلس - لانگی - گلوئی - اور بولوگ - مینی شریک تھے جن میں سے کم سے کم دو شخص فرقہ اشتر اکیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سینٹر ڈی فیلس کے یقین دلانے کے مطابق ڈیپوٹیشن کے اور ممبروں نے بھی اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا کہ زراعت کی ترقی طرابلس میں کامیاب ثابت ہوگی۔ چنانچہ یہ بھی جنگ کے طرفدار فرقہ کا ساتھ دینے کے لیے ہر طرح آمادہ ہو گئے۔ لیکن جنگ کے اخلاقی پہلو کی نسبت اپنے آپ کو غیر مکلف سمجھتے ہوئے فرقہ اشتر اکیہ کے عجیب ممبر بھی صرف اس اصول پر کاربند تھے کہ جنگ کے نتائج سے کیا مادی فائدہ حاصل ہوگا؟ ایسی صورت میں کس قدر مشکل ہے کہ ان ممبروں کے اُس یقین کی نسبت جو اُن کو فرقہ اشتر اکیہ کے عقائد کے متعلق ہے کوئی نیک رائے قائم کیجائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُس طریقہ تحقیقات کی نسبت بھی جس سے اس ڈیپوٹیشن کو طرابلس کی زرخیزی کی نسبت اطمینان ہوا ہے کچھ حذر کیا جائے شکر کی جگہ ہے کہ اطالیوں نے جس ملک کے الحاق کا ارادہ کیا

۱۔ اشتر اکیہ وہ فرقہ ہے جو دولت اور محنت کی منصفانہ تقسیم کا خواہشمند اور مساوی

ہے اُس کا بہت ہی تھوڑا حصہ ان ممبروں کو چھل قدمی کے لیے سیر آیا اور لامبرن ڈیپوٹیشن سیدی مصری گئے اور اپنی خندقوں سے تھوڑی دور آگے بڑھ کر رینیلے میدانون کا ملاحظہ کیا۔ اور اپنی گاڑی ہی میں سے اوچک اوچک کر نگاہیں بھاڑنی شروع کیں تاکہ دور تک نظر سے کام لے سکیں اور انھوں نے اُن ناہموار میدانون میں جسے اپنی تحریر میں ہموار بیان کیا ہے عجیب و غریب چیزیں دیکھیں۔ میں بذات خود اُن گھاس دار جنگلوں سے واقفیت رکھتا ہوں ان وسیع خطوں میں اٹھارہ انچ اونچی بلکرت ایک خاص قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے جسے انٹ بھی بجز اُس حالت کے کہ بھوک سے اس کی جان بخل رہی ہو کبھی نہیں کھاتا۔

ان عجیب و غریب اشیاء کے ملاحظہ کے بعد ممبروں نے آپ رسانی کے سوال پر توجہ کی اور انھیں اپنے رہنما سے معلوم ہوا کہ پانی کی قلت نہیں ہے نخلستان میں ہر ایک عرب کے مکان میں کنواں ہے اور اس ضلع کے باہر قریبی طور پر رسات کی کمی کا عوض شبنم کی کثرت سے ہوتا رہتا ہے اس احمقانہ بیان کے علاوہ ایک اور امر بھی ہے جسکی بنیاد پر وفد کا بظاہر اُس ملک کی آب رسانی کے متعلق اطمینان ہو گیا جو اُٹلی سے پانچ گنا زیادہ وسیع ہے اور وہ امر یہ ہے کہ طرابلس کے نخلستانوں میں پانی یا فراطے اور پانی کے بے مثل ذخیرے موجود ہیں کیونکہ گھاس دار جنگلوں اور چٹانوں کا پانی اُن بہت سے جگہوں میں مٹی کے قطعات پر جانب سمت بہتا ہوا پایا جاتا ہے جو اطراف شہر میں واقع ہیں سینڈوی فیلس پانی کی کثرت اس امر سے بھی ثابت کرنے میں کہ الجیریا میں اوسط پیلے کنوؤں سے ایک منٹ کے اندر ایک لاکھ تیرہ ہزار رطل پانی چل کیا جاسکتا ہے

۱۵ مساوی ہے ایک لاکھ تیرہ ہزار رطل کے - رطل ۲ سیر کا ہوتا ہے -

وہ اس موقع پر استسبا کو بالکل متظر انداز کر گئے ہیں کہ شمالی افریقہ کا وہ حصہ جس میں مراکو ٹیونسٹن الجیریا شامل ہیں طبعی طور پر طرابلس سے مختلف ہے۔ طرابلس صحرا لینان کے ایک کنارہ پر واقع ہونے کی وجہ سے اس کی عام حالتوں سے موثر پایا جاتا ہے چنانچہ بخلاف اسکے علم حیوانات کے ماہروں کے بیان کی مطابقت کہا جاسکتا ہے کہ مراکو ٹیونسٹن الجیریا اسی سطح میں شامل ہیں جس میں یورپ واقع ہے۔

میرے بیان کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ مراکو ٹیونسٹن الجیریا کی بارش کا اوسط میس ایچ سے چالیسٹس ایچ تک ہے اور فرانسیسی سفیر متعینہ بنکاری کے سرکاری بیان کے مطابق برقۃ الحمرا میں جو طرابلس کا سب سے زیادہ زرخیز صوبہ ہے بارش کا اوسط گیارہ ایچ سے بھی کم ہے تاہم سینر ڈی فلیس نے اپنی تحقیقات کے نتیجہ کو ایک دلکش تار میں اس طرح پراد کیا ہے کہ ریگستان کی بننے جانچ کی اور اسے قابل کاشت پایا۔

میرے نزدیک سینر ڈی فلیس کی پارٹی کی تحقیقات جو طرابلس کی زمین سے تعلق رکھتی ہے الٹس کی عجائباتی سرزمین سے زیادہ وثوق نہیں رکھتی جس سے فرانس کا ٹیونسٹن پر اقتدار قائم ہوا ہے اس وقت سے طرابلس اٹلی کے لیے نابطلہ کے انگور کا باغ ہو رہا ہے۔

متواتر بیس سال سے اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ جس طرح ممکن ہو لائٹ طرابلس کی زرخیزی کے تین کو عام طور پر مستحکم کیا جائے مسلسل یکے بعد دیگرے

۱۷ ملک فلسطین میں بیت المقدس سے ۳۵ میل شمال کی طرف ایک شہر آباد تھا جو خان دان امب کے ماتحت اسرائیلیوں کا دار الخلافہ تھا یہاں ایک شخص نابطلہ نامی رہتا تھا جس کے پاس علاوہ جائداد کثیر کے ایک انگورستان بھی تھا بادشاہ وقت نے نابطلہ کو قتل کر کے اس کے مال و انگور راتوں پر تقسیم کر لیا۔ ۱۲

ایجنٹوں نے عموماً طرابلس اور خصوصاً برفقہ الحمرا کے متعلق شاندار کیفیتیں شایع کی ہیں جو سب فرضی ہیں کیونکہ بقول ڈاکٹر گیری گوری طرابلس میں زمین کی ناقابلیت پیداوار اور پانی کی قلت عام ہے میں اپنی ذاتی تجربہ سے کہہ سکتا ہوں کہ زمین کا وہ حصہ جو جبل اور ساحل سمندر کے درمیان واقع ہے اسقدر بیکار ہے کہ اُس کے لیے کوئی ملک کسی طرح جان و مال کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا کیونکہ جنگ کا نتیجہ حسب مراد نکلنے پر بھی ایسے خوفناک بیا بیا فتنے ہوں گے جن کی نظیر طرابلس کے علاوہ اور کسی سرزمین میں نہیں مل سکتی اگر اٹلی کے ماتر بہ کار کا شتکار اخبار نویسوں کی مبالغہ آمیز نظم و نثر سے متاثر ہو کر کبھی طرابلس کو جلا وطنی اختیار کریں تو میں بہت بڑے شوق سے کہتا ہوں کہ وہ بقول لارڈ سالسبری کے زمین کو بہت ہی کم قیمت پائیں گے۔

ڈاکٹر گیری گوری اپنے قابل تعریف اور پر معلومات مضمون میں جو دسمبر کے کانٹیمپوری ریویو میں بعنوان ذرائع آمدنی طرابلس شایع ہو چکا ہے اظاہیوں کو اُس کے پرفضا جالات میں کچھ مدد نہیں دیتے۔

ڈاکٹر گیری گوری بالکل غیر جانب دار اور طرابلس کے بارہ میں رائے دینے کی پوری پوری قابلیت رکھتے ہیں کیونکہ وہ ۱۹۰۸ء میں بحیثیت اُس وفد کے ممبر ہونے کو طرابلس گئے تھے جس کو زانگل نے برفقہ الحمرا لے جانے کے لیے مرتب کیا تھا تا کہ دریافت کیا جائے کہ یہودیوں کی نوآباد کے لیے یہ جگہ کس قدر موزوں ہے اس وفد کے پانچون ممبر اس کام کے لیے ممتاز طریقہ سے موزوں تھے ان میں ایک سٹرایم بی۔ ٹوف بھی شریک تھے جو آب رسانی کے کام کے ماہر ہیں اور ڈاکٹر ٹرڈنبراک کے زراعتی کالج کے گریجویٹ جنہوں نے سوڈان میں کاشت کا تجربہ عملی طور پر

حاصل کیا تھا ان لوگوں کی تحقیقات کا نتیجہ بالکل مایوسی بخش ثابت ہوا ڈاکٹر گیری گوری کا بیان ہے کہ اگرچہ برقتہ الحمر اطرابلس کا سب سے زیادہ زرخیز حصہ ہے لیکن ہمیں خلاف توقع رپورٹ کرنی پڑی کیونکہ یہ حصہ ملک بھی اسوجہ سے کہ اسکا بڑا حصہ بیکار ہے آب رسانی کے وسائل ناکافی ہیں اور زراعت کی ناقابل اطمینان حالت ہے لہذا زراعت کرنے والی بڑی بڑی نوآبادیوں کے لیے بالکل ناموزون ہے۔

شمالی افریقہ میں زراعت اور خصوصاً آب رسانی کا مسئلہ بڑا دلچسپ ہے، کہا جاتا ہے کہ اسکندریہ کے غلہ کا جہاز جو سینٹ پال روما کی طرف لے گیا تھا معکثر تعداد جہازوں کے بیڑے کے اٹلی کے شہروں کی آبادی کے لیے طرابلس سے غلہ مہیا کرنے کے کام پر مامور تھا۔ سیرین خصوصیت سے ایک مشہور غلہ کا گودام تھا جہاں سے حسب ضرورت روما اور بریطین کو غلہ بھیجا جاتا تھا۔

اور شہنشاہی افسروں کے لیے اس تجارت کی بندش کا خطرہ جبکہ شاہی قوت کی بنیاد غلہ کی درآمد پر مبنی ہو کچھ کم نہ تھا ایک مرتبہ جبکہ فلا سفر سو پارٹ پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے جادو کے زور سے غلہ کے جہازوں کی آمد میں تاخیر کر دی ہے تو عثمانی قسطنطنین نے فوراً اُس کا سر کٹوا لیا ایسے ہی ایک الزام پر اہنا ناسی ایس گرفتار ہونے سے بال بال بچ گیا۔

لیکن یہ پرانے زمانہ کے کہیں اب کہاں۔ کیا آب و ہوا کے اندر کوئی عظیم تغیر شمالی افریقہ میں بیس صدی کے دراز زمانہ میں ہو چکا ہے ؟

۱۷ جولائی ۱۹۲۵ء مشہور و معروف عابد و زاہد پادری جو ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۳۵ء میں وفات پائی۔ ہر سال درمی کو اس کی یادگار ایشیائی اور لاطینی گرجاؤں

میں منائی جاتی ہے ۱۲



سیاح کو پہلی ہی نظر میں اس امر کی صحت کا یقین ہو جاتا ہے کہ ایک صحرائی میدان میں تغاد کے شکستہ و تباہ شدہ آثار نمودار ہیں جس کا تھیسٹر چار ہزار تماشیوں کی نشست کی وسعت رکھنے کے لیے مشہور تھا اور اس کے عبادت خانے اور بازار بھی اسی مناسبت سے وسیع تھے اور جس کے حماموں کو افریقہ میں سب سے بڑے ہونے کی حیثیت سے خاص برتری حاصل تھی۔

ابجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بڑی آبادی کے لیے جو کسی زمانہ میں ان شکستہ و خاموش دیواروں کے اندر سکونت پذیر تھی ان حماموں کے لیے پانی کے فراہمی کے سوال کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ صرف پینے کے لیے پانی کہاں سے میسر آتا ہوگا۔

تقریباً چھ سو میل جانب جنوب طرابلس مقام غات واقع ہے و نیز رپسا جو کسی زمانہ میں رومیوں کا تجارتی اور فوجی مرکز رہا ہے کیا فوج اور ان شہریوں کی جوان بڑے بڑے شہروں میں آباد تھے ضرور یا تو ان شہروں کے اندر ہی سے دستیاب ہوتی تھیں جو اب پہلے سے زیادہ سادہ طریقہ بود و باش رکھنے والی آبادی کو بھی میسر نہیں ہوتی ہیں۔

یہ مسئلہ ہے کہ زمین کے بعض حصوں میں عظیم نشان تغیر آب و ہوا میں ہو چکا ہے۔ عربیہ فلس ایک زمانہ میں اسم با سمنی شہر تھا اور وسط ایشیا کے ریشیلے میدانوں کے وہ نیم و فن شدہ امصار جنہیں ڈاکٹر سیون ہیڈن نے حال ہی میں دریافت کیا ہے آج سے سات سو سال قبل ان میں آدمی آباد تھے اور کافی طریقہ پر ان شہروں میں آب سانی کے ذرائع کی موجودگی بھی مسلمہ ہے مگر اب بجز عبرت کے وہاں پانی ہے نہ آدمی۔

کیا ہمارا کرہ ارض بتدریج سوکھتا جاتا ہے؟

اور ہماری آیتوالی نسلیں ایسے ہی خوفناک اسباب کا مقابلہ کرنے کے لیے پیدا کی جائیں گی جیسے اسباب کہ پروفیسر لاول کے اصول کے مطابق سیارہ مریخ کو باشندگان کی قوتوں کو برابر سلب کر رہے ہیں۔

بہر حال مقامی اور تحریری شہادت سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ سرزمین طرابلس پر گزشتہ دو ہزار سال کے عرصہ میں بہت بڑے تغیرات آئے ہوا کے اندر پیدا ہو چکے ہیں مجھے خود ایک مرتبہ سے زیادہ دفعہ بنجر قطعات میں رومیوں کے بنائے ہوئے حوض دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور ڈاکٹر گیری گوری بھی بیان کرتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں ساحل سمندر پر ایک شہر ٹیول لٹا نامی آباد تھا جس کی آبادی کی بے ضرورتوں کے کفیل وہ راجہ تھے جو اندرون خطہ ارض سے لائے گئے تھے کچھ شہادتیں ایسی بھی ہیں جو تصویر کے تاریک رخ پر روشنی ڈالتی ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر قسم کے قدیم بیانات کو ناظرین کے رویہ و پیش کرین کسی زمانہ میں طرابلس کی غیر معمولی حالت کا اندازہ جو اوپر کے بیانات سے کیا جاسکتا ہے اس کی حقیقت اس امر سے مشتبہ ہو جاتی ہے کہ یہ ہی مصنف اسٹریپو کے حوالے سے نقل کرتا ہے کہ مارکس کیٹو کے زمانہ میں شمالی طرابلس کے اندر ٹھیک ایسے ہی جغرافیائی حالات موجود تھے جیسے کہ آج موجود ہیں یعنی تو وہ ہائے ریت اور جہلس دیتے والی گرمی معہ کہیں کہیں نخلستانوں میں کنوؤں کے۔

اسی تصنیف میں ایک اور بیابان بھی پایا جاتا ہے جو ہیر وڈوٹش کے زمانہ سے بہت پہلے کا ہے اور جس کا صحیح خلاصہ یہ ہے کہ شمالی افریقہ کے شمالی حصہ میں درندے بڑی کثرت سے ہیں اور اسکے پرلی طرف صرف غیر آباد رینیبل میدان ہیں جہاں پانی کی خوفناک کمی ہے مصنف موصوف نے مشتبہ حالت میں کچھ بیانات شمالی افریقہ کے باشندوں کے بھی نقل کئے ہیں جنہیں

قوم پسلی کی ایک عجیب حکایت مشہور ہے کہ جس نے جنوبی ہوا سے جس کو جوہ سے تمام پانی کے تالاب خشک کئے تھے لڑنیکا راوہ کیا اور جبکہ وہ لوگ کہ ریت پر بہو بچے تو یکایک جنوبی ہوا چلی اور انھیں ڈھکے یا۔

مختصر یہ قیاس میں آسکتا ہے کہ بے انتہا محنت اور مصارف برداشت کرنے کے بعد زمانہ حال کے رومی بڑے بڑے تالابوں اور پست دار کوٹوں و نیز پانی کی مناسب تقسیم کے ذریعہ سے طرابلس کے بعض قطعات کو ایسا جزیرہ بنا سکتے ہیں جیسے کہ پہلے کبھی تھے لیکن موجودہ حالت میں بار برداری کی کمی اور مصارف کی زیادتی کی موجودگی میں ایسے خطہ ارض پر جہاں مصنوعی اور بیش قیمت ذرائع آبپاشی کو ملکی آب ہوا کی مخالفت اور تلون کا مقابلہ کرنا پڑے کیا سہجی حاصل ہو سکتی ہے اور اس کا زیادہ تر خوش قسمت ممالک سے کس طرح مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

طرابلس کی زیتون کی کاشت کے متعلق اٹلی میں مبالغہ آمیز مضامین شائع کئے گئے ہیں لیکن بار آور زیتون کے درختوں کی تعداد طرابلس میں بہت ہی کم ہے زیتون کا درخت سالہا سال میں جوان ہوتا ہے اور اس پر بھی اس کے تیل کی خالص قیمت فی درخت بارہ آٹھ سالانہ سے زیادہ نہیں ہوتی۔

ڈاکٹر گیری گوری کی رائے میں اس بد نصیب ملک کی بڑی سے بڑی تعریف جو کیجا سکتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ اس صوبہ میں کسی قدر جو کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی کوششیں موجودہ حالت میں اس غلہ کی پیداوار آبادی کو کافی ہو کر اسکاٹ لینڈ میں و سکی بناؤں کے کام آتی ہے۔

دسمبر کے مہینے میں دو ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے تکی وجہ سے

دارالسلطنت رومابین بڑی پریشانی پھیل گئی یکے بعد دیگرے اٹلی میں  
اطلاعیں پہونچیں کہ فرانسیسی فوجوں نے نخلستان جنات پر قبضہ کر لیا ہے  
اور تھلیج و بندر سوم کے الحاق کا اعلان جائز طریقہ سے مصری گورنمنٹ نے  
سلطان کی پوری پوری رضامندی حاصل کر کے کر دیا ہے فرانس اور برطانیہ  
کے اس دورخے پن سے اٹلی والے غصہ سے دیوانہ ہو گئے کیونکہ ایک طرف تو  
یہ دیکھنے میں آیا کہ جس ملک پر اٹلی نے دندان آرتیز کر رکھے تھے اسکے دو چھوٹے  
حصوں پر خاموشی سے بلا استمراج ڈوگورپین سلطنتوں نے قبضہ کر لیا جبکہ  
دوسرے طرف معلوم تھا کہ اٹلی کا قزاقانہ ارادہ ایک حد تک دول عظام کی  
منظوری کے بعد عمل میں لایا گیا تھا وہ قوم جو کہ سراسر قزاقانہ جنگ کو خود پسند  
کرتی تھی ایک ایسے ہی کم درجہ کے بے اصول پن سے غصہ میں از خود رفتہ  
ہو گئی بہت سے مضامین و خطوط اخبارات میں غصہ کا اظہار کرنے کے لیے  
شایع کے گئے ازاں جملہ ایک خط سینر ڈی سرمنی کا ہے جو کہ اٹلی کا ایک مشہور  
مدبر ہے اُس نے لکھا ہے کہ سوم برقتہ الحمرا کا ایک حصہ ہے جس کے متعلق  
قبل ازین اٹلی نے اپنے شاہانہ حق کا اعلان کر دیا ہے تو پھر کس طرح جائز  
ہے کہ ایسی صورت میں مصر و انگلینڈ سوم کو سلطان سے بطور تحفہ کے قبول  
کر سکتے ہیں مصر کی سرحد کا متواتر رد و بدل جس کی غرض برقتہ الحمرا کی سرحد  
کو توڑنا ہے مصر اور سلطان کے درمیان اسی وقت تک جائز تھے جیتک  
جنگ کا آغاز نہیں ہوا تھا۔

میرزا مسک سب پہلے انگلستان نے اعتراض کیا تھا کہ ہمارے جنگی جہازوں  
کی ناکہ بندی جو سرحد مصر تک پھیلی ہوئی تھی علیحدہ کر دی جائے اس وقت  
اس ناکہ بندی سے ہمارا منشا طرابلس کے اس حصہ کی نگرانی کرنا تھا جس پر

مصر کی طرف سے دست درازی کا اندیشہ تھا۔ پس پہنے اعتراض مذکور کی بنا پر انگلینڈ کی حسب مرضی ناکہ بندی موقوف کر دی جس کو نقشون کے ذریعہ سے ظاہر کیا گیا تھا اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ سلطان کی عظیم الشان مہربانی اور رعایت سے حالانکہ اب سلطان ایسی رعایت کرنے کے مجاز نہیں ہیں مصری سرحد کو بندرگاہ سولہ تک وسیع کر دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں کہ ہمارے اوزر کی کے درمیان جنگ ہو رہی ہے انگلینڈ کسی قسم کے فائدہ اٹھانے کا مستحق نہیں ہے۔

کسی ایک شخص کو بھی اٹلی کے اخبارات کی غصہ آمیز تحریرات سے اتفاق نہیں ہو سکتا کیونکہ طرابلس کے اُن چند شہروں میں جو ساحل سمندر پر واقع ہیں۔ اٹلی کی کثیر التعداد فوج پٹری ہوئی ہے اور باوجود کثیر جان و مال کے نقصان برداشت کرنے کے اُن تین ہیل سے جہاں تک کہ جہازی توپوں کی زد و دغا رہے آگے نہیں بڑھ سکتی ایسی صوت میں اس بیہودہ اعلان کی بناء پر جو الحاق طرابلس کے متعلق ہے اور جس پر تمام دنیا ہنس رہی ہے کسی قسم کا دعویٰ کرنا کس طرح حق بجانب ہو سکتا ہے اسکے برخلاف فرانس و انگلستان بلا وقت و تخرج ٹھنڈے دل سے ایک ایسے حصہ کے مالک ہو گئے ہیں جس کی پہلے سے کوئی حد بندی نہیں تھی۔ فرانس کا حصہ جنوب مغرب میں واقع ہے اور انگلستان شمال مشرق میں دو سو میل ساحل سمندر کا مالک بن گیا ہے۔

نخلستان جنات پر، ۲۰ نومبر کو ایک ویسی پلٹن نے جو الجیریا کے انتہائی جنوبی مرکز سے بھیجی گئی تھی۔ اور جس مرکز پر بیقاعدہ عرب کیو لیری بطور زرو متعین تھے قبضہ کیا۔ اس خطہ ارض پر قبضہ کرنے کے لیے فرانسیسی گورنمنٹ کا بہانہ کہ سیفہ زور اور معمول کے مطابق یہ تھا کہ

ملک میں بد امنی پھیلی ہوئی ہے۔ چونکہ ابتدائے جنگ سے ترکی فوج نے غات خدا مس چھوڑ دئے تھے۔ تاکہ ساحلی عثمانی فوج سے ملکر اٹلی کے مقابلہ میں کامیاب کارروائی کیجا سکے۔ اور جملہ حکام ایک عظیم مہم میں مشغول تھے لہذا فرانسیسیوں کو نخلستان جنات پر اپنی قوت قائم کر نیکا ایک عمدہ موقعہ تھا جسکو انھوں نے ہاتھ سے نہیں کھویا۔

طرابلس کے سب سے آخری نقشے کے مطابق جو نوارہ میں شایع ہوا ہے۔ واجات کی فروروعہ زمین سو کیلو میٹر غات کے جنوب مغرب میں تبیلی پہاڑ کے نیچے واقع ہے گو یہ ساٹھ میل کا وسیع قطعہ بڑے کاروان کے راستہ کے قریب ہے جو جنوب سے خدا مس اور غات سے مغربی صحرا کو جاتا ہے مگر اسپر بھی اس کم آباد اور مرکز سے دور دراز واقع شدہ نخلستان پر فرانس کو قبضہ پانے سے جو فوائد مرکوز ہوں گے اُن کا یقینی ہوتا مشکل ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مراکو کے اندرون ملک کی بردہ فردشی کا تعلق

جات سے وابستہ ہے اور اکثر جماعتیں مراکو کو اسی غرض کی تکمیل کے واسطے بھیجی جاتی ہیں یہ بہانہ ۱۹۰۵ء میں جبکہ فرانسیسی کپتان ٹوچاروٹ نے نخلستان پر قبضہ کر لیا تھا پیش کیا گیا تھا اسی بنا پر ۱۹۰۶ء میں سلطان نے ایک فرمانہ ارادہ کے ذریعہ سے مشرقی طور پر جنات کو اس وقت تک کے لیے کہ مکمل طریقہ سے حد بندی نہ ہو جائے بغیر جانب قرار دیا مگر حد بندی کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ ۱۹۱۰ء میں فرانسیسی ناراضگی کیشتا اس امر سے متعجب ہوئے کہ ترکی پتروں نے غات کے اطراف والی زمینوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ فرانسیسی زور دیتے ہیں کہ خود ترکوں نے ہی ارادہ

مذکور کے فرائض کی خلاف ورزی صرف ۱۹۱۰ء میں ہی نہیں بلکہ ۱۹۰۸ء میں بھی کی تھی۔ پس انہوں نے ہمیشہ کے واسطے اس بحث طلب سوال کا خاتمہ کر دیا ہے۔

فرانس کی اس مشتبہ کارروائی کے مقابلہ میں جو اس سے جناس کے متعلق سرزد ہوئی ہے ہمارا الحاق سولم سراسر انصاف پر مبنی ہے کیونکہ یہ خود سلطان نے برٹش گورنمنٹ کو دیا ہے۔ معاملہ دراصل یہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ نے برٹش گورنمنٹ کو صلاح دی تھی کہ تمام طرابلس کو مصر سے ملحق کر لے۔ لیکن یہ ذمہ داری شکر یہ کے ساتھ واپس کر دی گئی۔ زمانہ دراز سے خلیج سولم باب عالی اور مصر کے درمیان دوستانہ شکوہ شکایت کا باعث رہا ہے حتیٰ کہ طرابلس اور مصر کے درمیان کی سرحد اپنے تک مکمل طور سے واضح نہیں ہوئی ہے۔

۱۸۷۱ء کے اس شہنشاہی ارادہ میں جس کی بنا پر مصر میں محمد علی کی گورنمنٹ تسلیم کی گئی ہے مسطور تھا کہ منسلک نقشہ میں سرحد دکھائی جائے گی مگر ایسا کوئی نقشہ ارادہ کے ساتھ نہیں پایا گیا بہر حال سلطنت ترکی نے اب تک زور دیا ہے کہ سرحد اس الکناس کی اونچی سرزمین سے شروع ہوتی ہے برخلاف اس کے مصر کہتا ہے کہ خلیج سولم اس ملک کی مغربی حد ہے۔ اس مابہ بحث اراضی کا رقبہ تین سو کیلو میٹر ہے۔

مصر کی نظر میں سولم کی قدر اس وجہ سے بڑھ رہی ہوئی ہے کہ سولم کے سوا آبشار طبروق اور کسی جگہ اس غیر آباد و ناقابل کاشت طولانی اور بیابانی ساحل سمندر میں اچھا بندرگاہ قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اور موقع کے لحاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کارآمد بندرگاہ کی جس کی حفاظت صرف ایک ہی قلعہ سے

بآسانی ہو سکے تعمیر کے لیے سولم بہت موزون جگہ ہے۔ اگر اسی میل کے فاصلہ کے اندر برطانیہ کے مضبوط جہاز بلا اندیشہ سولم کے گہرے پانی میں سفر کر سکیں۔ تو طہر وق جس کی بہت تعریف کی جاتی ہے اپنی قدر و قیمت میں یکتائیت جنگی اغراض کے آدھارہ جایگا۔

اس سوال کے دوسرے پہلو پر غور کرنے سے مصر کی آئندہ سرسبزی اس نئے ملک کے الحاق سے جو خلیج سولم کے اطراف میں واقع ہے ترقی کرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اُدھر مالٹا کی بڑھتی ہوئی آبادی کا مسئلہ مدت سے قابل اندیشہ بن رہا ہے اس نئے حصہ ملک کے مصر سے متعلق ہو جانے کے بعد کوئی وجہ مخالف نہیں معلوم ہوتی کہ یہ نیا بندرگاہ مالٹا کی حد سے بڑھی ہوئی آبادی کے قبول کرنے کا کافی طوسے کفیل نہو جائے۔ گو ابھی تک سولم کاروان کی گزرگاہ ہونے کے اعزاز سے محروم ہے لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ وہاں تازہ پانی بکثرت ہے اور یہ ممکن ہے کہ کامیاب طریقہ پر تجارت کیجا سکے اسلئے یہ اغلب ہے کہ رفتہ رفتہ خلیج کے اطراف و جوانب میں مالٹا کے پرہیزگار اور محنتی باشندوں کے لیے جنھیں اُن کے حد سے زیادہ بڑے ہوئے آباد ساحل سے بھیجا جائے معاش کے نئے ذرائع دستیاب ہو سکیں۔

غدیوکی ساحلی ریل کو تو بلاشبہ سولم تک وسیع کیا جائیگا اور اگر ایک دوسری ریلوے لائن مصر کو عبور کرتی ہوئی بندرگاہ سولم و بندرگاہ سوڈان کو ملانے کے لیے نکالی گئی تو بہت بڑی تجارتی سرسبزی اس نئے شہر کو حاصل ہو جائے گی۔

سلطنت ٹرکی جنگ کے لیے بالکل تیار نہیں تھی اور اس الزام کی بڑی ذمہ داری حتیٰ پاشا کے سر ہے جبکہ بری قوت کے مقابلہ میں بحری طاقت



کا عمدہ رکھنا ترکی سے زیادہ مالدار دول کے واسطے بھی ناقابل برداشت ہو چکا ہو رہا ہے تو ترکی نے مناسب سمجھ کر ہی ایک وسیع بحری بیڑے کے خیال کو ترک اور اپنی تمام قوتوں کو ایک عظیم اور قابل بری فوج کی تیاری پر مجتمع کر دیا ہے۔ اس فوج کا خاص مقصد یورپین ترکی کی حفاظت ہے جسکی ضرورت کاروس اور بلغاریہ سے لازمی جنگ کی صورت میں پڑا آتی تھی ہے۔ یہ ہی وجہ تھی کہ ابتداءً کہناتو بین میں عرب کے باعینوں کی سرکوبی کے لیے شوکت پاشا وزیر جنگ نے ایڈریا بویل اور قسطنطنیہ سے فوجوں کا بھیجا جانا پسند کیا طرابلس کی پندرہ ہزار فوج میں بہت سے سپاہی عربی بولنے والے تھے اور تمام فوج ایسی رافلون سے مسلح تھی جو یورپین ترکی کی فوج کے رافلون سے مختلف تھیں انھیں وجوہات کی بنا پر طرابلس سے عرب کو فوجوں کا پہنچانا ضروری معلوم ہونے لگا۔ مگر سپر بھی بغرض اطمینان ایک مشاہو گفتگو کے درمیان بین وزیر جنگ نے حقیقی پاشا سے دریافت کیا کہ آیا وہ کسی ایسے خطرہ کی عدم موجودگی کی ذمہ داری کرنے ہیں جس کے اٹلی کی طرف سے طرابلس میں پیدا ہونیکا احتمال ہو۔

حقیقی پاشا نے رافلون کی تاش کیلئے والی پارٹیوں کی صحبت سے ملحد ہوا تھا اور جس کے ذاتی تعلقات اٹلی میں موجود تھے بیان کیا کہ شوکت پاشا بلا خدشہ طرابلس کی فوج کی بڑی تعداد کو عرب منتقل کر سکتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا مزید برآں زاید کمک بعض فوجوں کی جگہ پُر کرنے کے لیے اُس فوج کو بھی بھیجی گئی جو یورپین ترکی میں تعینات تھی۔ اور اس طرح طرابلس کی فوجی قوت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ البتہ ترکی کی خوش قسمتی تھی کہ جو فوج طرابلس سے منتقل کی گئی تھی اُس نے اپنا گولہ بارو طرابلس میں ہی چھوڑ دیا جو اُسے قوت

مین خاطر خواہ کار آمد ثابت ہوا علاوہ ازین رانفلون اور کارتوسون کے اور نئے  
ذخیرے اعلان جنگ سے صرف چند ہی روز پیشتر ورنہ نامی جہاز کے ذریعہ  
طرابلس میں پہنچ گئے تھے کہ اٹلی کی شیخی بگھارنیوالی بحری فوج نے دو بڑی بھاری  
غلطیوں سے جنگ کی ابتدا کی۔ اولاً۔ تونسہ کی کے ادنیٰ درجہ کے جنگی جہازوں کو  
اجازت دی گئی کہ بیروت سے درانیال کو بحفاظت پہنچ جائیں۔ دوم رسد  
رسانی کے جہاز ورنہ کو اجازت دی گئی کہ بندر گاہ طرابلس میں داخل ہو جائے  
حالانکہ یہ امر اٹلی کے قزاقانہ اصول کے عین مطابق نہا کہ وہ ورنہ کو گرفتار  
کر کے جنگ کا جلد خاتمہ کر دیتی۔

موجودہ صورت میں فی الحقیقت مشکل ہے کہ اس ہیشل لڑائی کے نتیجے  
کے لیے کوئی پیشین گوئی کیجا سکے کیونکہ اٹلی کی ایک لاکھ بیس ہزار فوج  
طرابلس میں موجود ہے۔ اس صورت سے کہ اپنی خندقوں کو چھوڑ کر کوئی جنگی  
کاروائی نہیں کر سکتی ایسی صورت میں ٹرکی کی طرف سے ایسی شرائط پر  
صلح کی خواہش ظاہر کرنے کی توقع نہیں ہے جنہیں اٹلی منظور کر سکے۔

اٹلی کی خاص مشکلات میں ایک یہ بات بھی ہے کہ جلد یا بدیر طرابلس کے  
بیابان میں اس کی حالت منحوس نہو جائے۔ اس کے علاوہ ایک طولانی  
جنگ کے اخراجات غالباً مالی ذرایع پر ایسا اثر ڈال سکتے ہیں کہ بصورت  
جنگ کے بے نتیجہ ہونے اور غیر ضروری طول کھینچ جائے۔ کعام رائے  
مخالفت میں بھڑک اٹھے۔

اس کے مقابلہ میں ترکی کے سامنے بھی ایک اہم سوال درپیش ہے۔  
وہ یہ ہے کہ آیا عرب وفادار رہیں گے۔ حقیقتاً موجودہ حالت میں اس قسم  
کے علامات نہیں پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے عربوں کی وفاداری میں

ذرا بھر بھی شک کیا جا سکے بخلاف اسکے طرابلس کے مصروف پیکار عربوں کی وفاداری کا سخت امتحان گذشتہ نومبر میں ہو چکا ہے جبکہ کثرت بارش نے تمام ملک کو سیراب کر دیا تھا۔ اور جب کو فز ان فزویل کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ انہوں نے مین فلت بارش کی وجہ سے فصل بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ بہت عرب قبائل نے فاقہ کشی سے بچنے کے لیے ٹیونس تارک الوطنی اختیار کی اب جبکہ نومبر میں مردہ قالب میں روح پہونکے والی بارش کافی مقدار میں ہوئی تو مصروف کارزار سرباپنے چھوٹے چھوٹے کھیتوں سے میل ہا میل دور تھے بعض نے قنوطے عرصہ کیواسطے اپنے کھیتوں کو وابسی اختیار کی مگر کثیر النعماد نے حب الوطنی کو مالی فائدہ پر ترجیح دیکر اور یہ گوارا کر کے کہ ان کے اور ان خاندانوں کے لیے ایسے سنہری زمانہ کو ہاتھ سے چھوڑ دینے پر فاقہ کشی کا بھی خطرہ ہے۔ اپنی اپنی جنگی ڈیوٹی پر ہی بہت قدم ہے۔ بلاشبہ اٹلی والے رشوت کے ذریعہ سے اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے جو بزدل تلواران کو میسر نہیں ہوئی ہے لیکن جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں بہ نسبت عربوں کی خود غرضانہ چال چلن کے اسلام کی قوت زیادہ مضبوط ثابت ہوگی۔

سلطنت عثمانیہ کی مخالفت میں جو امور پیش کئے جاسکتے ہیں ان میں سے ایک اندرونی اختلاف ہے۔ اگر ترک صرف اپنی پولیٹیکل سازشوں اور ان اختلافات کو جو ان کے وطن میں موجود ہیں ترک کر دیں اور دشمن کی مدافعت میں متفقہ کوشش کریں تو ایسی جنگ ساہا سال تک جاری رہ سکتی ہے جو اطالیوں کو بمقابلہ ترکوں کے جلد تھکا دیگی۔

غالباً اس وقت تک اٹلی پورے دس بلین یعنی ایک کروڑ جنگ پر خرچ

لے یہاں مصنف نے سکڑا نہیں کیا ہے لیکن قیاس یہ چاہتی ہے کہ مطلب ایک کروڑ پونڈ سے ہے۔

کڑھکی ہے اور باوجود اسکے کہ سرکاری رپوٹ میں دل خوش کن ہیں حال ہی میں  
قرضہ چل کرنے کی پیرس میں ناکامیاب کوشش کی گئی تھی۔ اس کے مقابلہ  
میں ترکوں کا ابھی تک بہت ہی کم صرف ہوا ہے مصر و ٹیونس سے جو بڑی  
بڑی مقدار کے چندے موصول ہوئے ہیں وہ اس وقت تک کیواسطے کافی  
ہیں۔ کیونکہ عربوں کی روزانہ خوراک اور ننھاہ کا خرچ چہ نہیں فی کس سے  
زیادہ نہیں ہے۔

بیکار قلعوں پر گولہ باری کرنے اور کسی جزیرہ پر قبضہ کر لینے سے ترکوں کی  
ہمت پر کوئی برا اثر نہیں پڑ سکتا جبکہ اٹلی کی فوج یورپ یا ایشیا میں سلطان  
کی سرزمین پر قدم دہرنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتی بخلاف اسکے یہ ممکن ہے کہ  
اس قبضہ میں کا جو بحر احمر میں ترکوں کی اکثر دامنگیر رہ چکی ہے فقدان ہو جائے تو  
صرف چند بالینوں کے پہنچ جانے پر ہی آرتھیریا اور اسکے ساتھ اٹلی کی  
حالت بدلاجی کی اور پھر اٹلی کی اس نوآبادی کی حالت میں سلطان کے بااثر  
الحاق سے کیسا عجیب غریب تغیر واقع ہوگا ؟

جنگ کے نوایجاد پہلو یعنی ہوائی جہازوں کے ذریعہ سے بھی بحجز اسکے  
کہ غباروں کی سرآغرائی بیش قیمت ثابت ہوئی ہے اطالیوں کو اور کسی مٹم  
کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی گوان بیلونون میں بڑے نیز بہک سے اڑھانوں  
مادہ سے بنائے ہوئے ڈھائی سو فولادی گولے جنکا قطر ۱۶ سہ انچ ہوتا ہو  
رکھے جاسکتے ہیں مگر ان میں سے صرف چند ہی گولے ایک نال کے ذریعہ  
سے جس کو ہوا یا اپنے گھٹنوں کے درمیان دبائے رکھتا ہے نیچے پھینکے۔  
جاسکتے ہیں کیونکہ ہوا باز کا ایک ہاتھ تو مشین کو درست حالت میں رکھنے

کے لیے وقف ہوتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے ہم کے گولے کو دونوں بازوؤں میں دبا کر شتاب لگنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے زیادہ گولے نہیں پھینکے جاسکتے۔ اس پر گولیوں سے بچنے کی خاطر اور بعض اوقات بڑی بڑی توپوں کے چلنے کی وجہ سے فضا میں گرمی بڑھ کر جو ہوا میں زبردست لہریں پیدا ہو جاتی ہیں اسکے باعث ہوا باز کو مجبوری زمین سے دو ہزار فیٹ بلندی پر رہنا پڑتا ہے علاوہ ازیں ہوا بازوں کی ناکامیابی کے لیے طرابلس اس لیے بھی خصوصیت رکھتا ہے کہ اسکے ریگستان میں جہاں شناخت کے ذرائع محدود ہیں سمت کا پہچاننا مشکل ہے گو یہ صحیح ہے کہ آئندہ جون جون ہوا بازوں کی تعداد اور تجربہ بڑھتا جائے گا یہ ہوائی جہاز اور کارآمد غبارے زیادہ خوفناک ثابت ہوتے جائیں گے مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ترک اپنے دشمن سے جنگ کے اس نئے پہلو میں مقابلہ کرنے کے لیے جلد یا بدیر ہوائی جہاز حاصل کرنے کی کامیاب کوشش نہیں کر سکتے جنگ کے موجودہ اور پہلے قوا میں بین پھٹنے والی گولی کا استعمال ناجائز ہے۔ لیکن پھٹنے والے بمب کے گولے ایسی سرزمین پر جہاں عورتیں مرد بچے اور اسپتالوں کے مریض موجود ہوں عام طور پر پھینکنے کی اجازت ہے اس فتیل مضحکہ فاذن جنگ سے طالبوں نے جو فائدہ حاصل کیا اس سے استفادہ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ عرب ہوائی جہازوں سے صرف ڈرنے ہی لگتے۔

لڑائی کا ایک اور پہلو جو ممکن ہے کہ اجمیر میں فیصلہ کن ثابت ہو شیخ سنوسی کا رجحان ہے افواہ ہے کہ اٹلی والوں نے ایک بڑا ڈیپویشن مذہبی آزادی انعامات اور مخصوص حقوق شیخ سنوسی کو دے جانے کے وعدہ

کے ساتھ بشرطیکہ شیخ موصوف ترکون کے خلاف مدد دین شیخ سنوسی کی خدمت میں بھیجا تھا۔ مگر یہ سفارت اگر فی الحقیقت کبھی روانہ بھی کی گئی تھی۔ اپنے مقصد میں ناکامیاب رہی کیونکہ بقول ڈاکٹر گیری گوری وہ پرانا اختلاف جو کفرہ اور قسطنطنیہ کے درمیان یوہنہ شیخ سنوسی کی جماعت کے پر جوش عقائد کے موجود تھا اب عام خطرہ کی حالت میں کافروں کا مقابلہ کرنے کے لیے علیحدہ اٹھا کر رکھ دیا گیا ہے۔

دو مختلف خیال شیخ سنوسی کی قوت کے بارے میں قائم کئے جاتے ہیں اول تو وہ رہوڑ میں جو فرانس کے محکمہ جنگ کی خبر رسانی کے وسیعہ نے بھیجیں ہیں فوجی حیثیت سے اس فرقہ کی جنگی قابلیت کی رفاقت کو کم قیمت بے قدر ظاہر کرتی ہیں جس کی بناء پر یقین کیا جاتا ہے کہ کفرہ میں کثیر التعداد مسلح اور قابل فوج کی موجودگی کی حکایت بہت مبالغہ آمیز ہے اُس کے مقابلہ میں عرب خصوصیت سے معاملہ کو اخفا رکھنے میں ماہر ہیں جس کا تجربہ بخانتان میں گران قیمت پراٹلی والوں کو حاصل ہوا ہے۔ وہ ہتھیار جو حال میں فرانسیسوں کے خلاف وادی میں استعمال کئے گئے تھے کفرہ سے آئے تھے اس کے ساتھ ہی یہ بہت ممکن ہے کہ کثیر التعداد گولہ بارو سنوسی آبادیوں میں مخفی رکھا گیا ہو۔

مجھے خود یہ خصوصیت حاصل ہے کہ میں ایک ایسے مسلمان سے لمبی چوڑی گفتگو کر چکا ہوں جو سنوسیوں میں رہ چکا ہے اور غالباً اُن کے متعلق اُن تنخواہ دار ایجنٹوں سے زیادہ معلومات رکھتا ہے۔ جو اجنبی دولتوں نے مقرر کر رکھے ہیں۔ گو میں اپنے آپ کو موجودہ حالت جنگ میں شیخ سنوسی کی دائمی قوت کے ظاہر کرنے میں آزادانہ نہیں سمجھتا ہوں مگر یہ ضرور کہوں گا کہ یہ زبردست فرقہ

طرابلس کو حملہ آور کی دست برد سے بچانے میں سلطنت عثمانیہ سے پوری ہمدردی رکھتا ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ حاکمے توپ خانہ کا کچھ حصہ جو بنغازی کے مقابلہ میں موجود ہے اونٹوں کے ذریعہ کفرہ کے نخلستانوں سے بھیجا گیا ہے اور یہ امر تو مسلمہ ہے کہ یہ فرقہ برقتہ الحمرا میں انور بے کو کافی مدد دیکھا ہے۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آیا شیخ سنوسی ایک بڑے پیمانہ پر آخری مددین گے یا نہیں دو قبائلیتین مدونہ حینے کے خیال کو تقویت دینے کے لیے کہی جاسکتی ہیں ایک تو یہ کہ سمندر سے کفرہ کا فاصلہ لانتنا ہی کہنے کے قابل ہے بنغازی سے سنوسی کا ہیڈ کوارٹر ہزار کیلومیٹر کے فاصل پر واقع ہے اور نشاط پاشا کے کمپے المضاعف دوسرے یہ کہ عربوں پر فوجی قواہ کے مطابق حکومت نہیں کیجا سکتی اس کے خلاف یہ امر واقعی ہے کہ شتوت جو عرب باضابطہ طریقہ سے ترکون کی ماتحتی میں مصروف پیکار ہیں وہ اُن جنگو دیسوں کی تعداد کثیر کے مقابلہ میں جو اندرون ملک سے حاصل کئے جاسکتے ہیں قلیل التعداد کہے جاسکتے ہیں میرے نزدیک جبکہ ایسے وسیع ذرائع کی قیمت سے گورنمنٹ عثمانیہ پوری طرح خبردار ہے تو اس بیان میں کچھ مبالغہ نہیں ہے کہ طرابلس میں اخیر اپریل پر ہتھیار اٹھانے کے قابل ایک لاکھ عرب باسانی جمع ہو جائیں گے۔

فی الحال عربوں کی بڑی بڑی اور بخوبی مسلح جماعتیں میدان جنگ میں آرہی ہیں اور متواتر حملوں میں حصہ لیتی ہیں جس کی وجہ سے اٹلی والے ساحلی شہروں میں بطور مخصوص کے بندر ہیں اور جب ایسی ہی اور دوسری جماعتیں شریک جنگ ہونے کو ہوتی ہیں تو پہلی آئی ہوئی جماعتیں کچھ عرصہ کے لیے

اپنے مواضعات کو واپسی اختیار کرتی ہیں تاکہ کچھ عرصہ اپنے کھیتوں اور گلوں اور خاندانوں کی نگرانی کر سکیں۔

اس نظام کی کم و بیش کامل مطابقت بوسرون کے اُس دستور العمل سے پائی جاتی ہے جو انھوں نے ایک جنرل کی تدابیر بگاڑنے کے لیے مقرر کیا تھا اور جو آخر تک کامیاب ثابت ہوتا رہا اسی طرح بوسرون جماعتیں ایک دوسرے کو سبکدوش کرتی رہتی تھیں تاکہ چند ہفتوں کے لیے مصروف پیکار جماعتوں کو اپنے کھیتوں میں کام کرنا موقع ملتا ہے اس کامیاب اور غیر ضرر رسان طریقہ کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ علاوہ اُن ملکوں کے جو سنوسی برقتہ الہم بھیج چکے ہیں باقی ماندہ سنوسی رزرو میں شمار کئے جاسکتے ہیں جو کسی روز طرابلس کی حفاظت کے لیے صف آرا کئے جائیں گے۔

سی وقت میں شیخ سنوسی کی ہمدردی ترکوں کے حق میں تقریباً لامحدود قدر و قیمت کی ثابت ہوگی جیسا کہ میرے اطلاع دینے والے کے بیان کے مطابق جو شیخ سنوسی کے متعلق ذاتی معلومات رکھنے کے علاوہ صدر مقام کفرہ اور افریقہ کے بہت سے سفر کر چکا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اٹلی کے خلاف شیخ سنوسی کا فرمان جنگ مصر و تونس کے علاوہ جنوب کے دو دراز حصص سے جنگجو مسلمانوں کو جمع کرنے میں کامیاب ثابت ہوگا کیونکہ اس جماعت کا مذہبی اثر بہت وسیع ہے اور اُن کے مشنری مشرقی مغربی اور شمالی افریقہ کے علاوہ ناچریا اور یوگنڈا میں بھی پھیل چکے ہیں۔

ایک اور مسئلہ یورپ کے نقطہ نظر سے دیکھنے کے قابل ہے جس کی بناء پر خیال کیا جاتا ہے کہ اٹلی کی اخباری شہنشاہی پسند جماعت جنگ کے خلاف قبل اسکے کہ اس کی قوم نہ ختم ہو نیوالی وقتوں میں بالکل غرق ہو جائے جلد



آواز بلند کر کے جنگ کو روک دیگی۔ کیونکہ اگر اٹلی کو طرابلس کے بیابانوں پر بہت سی جان و مال کے نقصان کے بعد اقتدار بھی حاصل ہو گیا تو وہ اس نئے صوبہ پر تصرف رکھنے میں انگلینڈ اور فرانس کے لیے باعث وقت ثابت ہوگا اس لیے یہ خوف ہمیشہ دامنگیر رہنا چاہیے کہ جب دولِ یورپ ایک ہنگامہ عظیم میں مبتلا ہوں گے۔ تو یہ دونوں قومی ہمسایہ سپیو کے فوجی ورثا کو معاہدہ بریہ بدینے کے باآسانی افریقہ سے باہر نکال دیں گے۔ مصر رفتہ بڑھتا ہو رہا ہے اور فرانس اپنی سرحد کو غذا اس سے آگے بڑھا کر مغربی طرابلس تک وسیع کر دیگا۔ کیونکہ اس صورت میں سولہ اور بائیس لاکھ بجینیت بحری پوزیشن کے اٹلی کو باآسانی افریقہ بد کر سکتے ہیں مزید برآں فرانس کے وہ فوجی ذرائع جو اسے ٹیونس میں حاصل ہیں اور وبالِ جان ہوں گے۔



۱۔ رومیون کا جنرل جس نے افریقہ پر حملہ کیا تھا اور منی یل کو شکست دی تھی۔ پیدائش ۱۸۳۷ء قبل مسیح۔ وفات ۱۹۰۷ء قبل مسیح۔

# باب دوم

## میدان جنگ کو روانگی

طرابلس کا اندرونی حصہ ابھی تک زیادہ تر ایسے رازر سربسہ زمین کی صوت میں کتابی دنیا کی علمی نظروں سے پوشیدہ ہے جس سے عام طور پر جغرافیہ دان اور سفر ناموں کے ناظرین واقفیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ اولاً تو اندرون ملک کا کوئی ایسا صحیح نقشہ دستیاب نہیں ہوتا جس پر پورا پورا وثوق کیا جاسکے ثانیاً بہت کم سیاح ایسے ہیں جنہوں نے ساحل سمندر کے شہروں سے آگے اپنی سیاحت کے دائرہ کو وسیع کرنے کی تکلیف گوارا کی ہو۔ حتیٰ کہ رالف۔ بارنہ۔ ڈگلسن۔ اور ڈاویڈ ریرے جیسے جہان گشت سیاحوں نے بھی صحرا اور سوڈان کے اُن معمولی راستوں سے جو کاروان کے بڑے راستوں سے ملتے ہیں علیحدہ ہونے کی جرأت نہیں کی اس لیے گذشتہ اکتوبر میں جبکہ مجھے مائیکسٹر گارڈن کے ایڈیٹر کی مہربانی سے یہ حق حاصل ہو چکا تھا کہ میں اس کے نامہ نگار کی حیثیت سے ترکی فوج کے ساتھ رہو میں نے طرابلس جانیکا مصمم ارادہ کیا تو مجھے اندرون ملک کے راستوں ذرائع نقل و حرکت اور وہاں کی ضروریات زندگی کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں بڑی دقت محسوس ہوئی۔

طرابلس لندن سے چھ روز کی مسافت پر پھر متوسط کے کنارہ ایک ایسے ملک کی ہمیشہ نیا بین واقع ہے جس کے حالات مثل لیر پٹر اور اندرونی حصہ جزیرہ

نمائے عرب کے حقیقہ اور پراسرار ہیں لیکن میں اُس تجربہ کی بنا پر جو مجھے ذاتی طور پر دُورِ اقامہ عربِ قرون کے متعلق حاصل ہے اور جس کی سفارتی اور اور رپورٹوں سے جو اس غیر معلومہ ولایت کے صرف ساحلی خطوں کی بابت شایع ہو چکی ہیں تائید ہوتی ہے یہ یقین رکھتا ہوں کہ اس بیابانی جنگ میں مجھے تکالیف اور دقتوں سے مقابلہ کرنا پڑیگا۔ طرابلس کو روانہ ہو گیا اور فی الحقیقت جیسا کہ میں نے خیال کیا تھا ہمیں عیسیٰ عثمانی لشکر کو ایک غریب بدو سے لیسکر نشاط بے تک کو مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔

اُن صاحبوں کے لیے جو طرابلس براہِ مارسیلز اور ٹیونس جانا چاہیں یہ ظاہر کرنا مفید ہوگا کہ ایسے اصحاب جمعرات کو سفر شروع نہ کریں کیونکہ اس دن لندن سے روانہ ہونے والے مسافروں کی کثرت کے باعث پلیٹ فارم بہر زل دہرنے کو جگہ نہیں ملتی۔ مزید برآں اُن کے ساتھ اسباب بھی اس کثرت سے ہوتا ہے کہ بلا بُالغہ اُسکے ڈھیر چھوٹے چھوٹے ٹیلے معلوم ہوتے ہیں اُن معمولی دقتوں سے جو بصورتِ اذہام ہر ایک مسافر کو جہاز اور زیل کے سفر میں پیش آتی ہیں پن سولر اینڈ اورینٹل وہبی اور یوتین کیسل کے جہازوں پر مارسیلز میں سوار ہونے کی تکلیفیں بہت بڑھتی ہوئی ہیں جمعرات کے روز سفر شروع کرنے کے پاداش میں علاوہ ان تمام دقتوں اور تکلیفوں کے جو ناگزیر تھیں ایک اور ملکی سی مصیبت مجھ پر نازل ہوئی یعنی اُس بُری بے ترتیبی کے باعث جو ہمارے کیلے جانے والے جہاز کو مجبوراً بولونین داخل کرنے کے سبب پھیل گئی تھی مجھے اپنی مرضی کے خلاف بغیر جیٹری شدہ اسباب کے ٹیونس تک سفر کرنا پڑا جو مجھے جو نئے روز ٹیونس جا کر ملا۔ یہاں ہی ملکی سی مصیبت اُس شخص کے لیے جو جاپان یا ہندوستان جا رہا ہوتا

کسی بیماری مصیبت ثابت ہوتی جبکہ اسکا ضروری اسباب ہفتون کے بعد دستیاب ہوتا۔ ہمارے ہمسفرون میں مشرق جانوالے کچھ ایسے صحاب بھی تھے جن کے اسباب سفر میں صرف ایک ایک گرم سوٹ اور ایک کیا چھوٹا سا کپڑے رکھنے کا کبس تھا۔ مجھے جن کی بے سرو سامانی پر ہمدردانہ افسوس محسوس ہوتا تھا۔ یوگنڈا اچانک والے آٹھ ایسے نوجوان سیلر تک ہمارے ہمسفر ہے جو اپنے اپنے اسکولوں کے نشانات پہنے ہوئے تھے ان میں ایک اخلاقی قوت جو برطانیہ عظمیٰ کے ہر ایک نائب میں ہونی چاہیے یعنی مستقل مزاجی موجود تھی اور ان خیالات سے متاثر معلوم ہونے لگے۔ جو کالجوں کی مباحثہ کرنے والی سوسائٹیوں اور لندن کلب سے تعلق رکھنے کی صورت میں گوش گزار ہوتے رہتے ہیں باوجودیکہ اس سے پہلے ان میں سے کبھی کسی ایک نے بھی عملاً روڈ یار انگلستان کو عبور نہیں کیا تھا اور وہ سب کے سب ایک ذہنوں کے درخت کو دیکھ کر یہ نہ سمجھ سکے کہ یہ کیا درخت ہے، مگر وہ تنقیدی خیال رکھتے تھے اور ہر ایک معاملہ میں فیصلہ کن رائے پیش کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ کالے آدمیوں پر مہربانی کرنا بحث ہے اور اسی بنا پر انکی رائے تھی کہ نوآبادیوں کے معاملات میں گورنروں کو بالکل خود مختار ہونا چاہیے۔ علاوہ اسکے وہ اس بات کو سخت ناپسند کرتے تھے اور توہین سمجھتے تھے کہ غیر سرکاری ایسٹمنوں کی رقم کثیر ادا کرنے کے باعث برٹش ٹیکس دہندگان کے مقابلہ میں جو منوں نے شرقی افریقہ کے ساحلوں پر ایک تجارتی راستہ قائم کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے وہ مسٹر گالبرتھ پول کی جلا وطنی کے بھی مخالف تھے۔ ان نوجوانوں کی بابت میری تمنا ہے کہ یہ عمر کے ساتھ ساتھ عقل میں بھی ترقی کریں۔ کیونکہ ایسے خیالات سبب بیماری

وسیع سلطنت کو بہت نقصان پہنچتا ہے اور ہمارے بعض نوجوان سپاہی اور سول سرونٹ اصحاب کا اپنی غیر انگریز رعایا سے حقارتانہ برتاؤ اگر خطرناک نہیں تو یہودہ ضرور ہے۔

سنا جاتا ہے کہ کسی زمانہ میں اُس بلغ ہسپریٹرس کی حفاظت کے لیے جس کی شادابی اور سرسبزی پر محل وقوع ہونے کے باعث ساحل سمندر کو بھی ناز تھا خوفناک درندے تعینات تھے اسی طرح اب شمالی افریقہ کے اطراف برقعہ اور اُسکے جانب غرب پھیلے ہوئے قطعات کی نگرانی پر زمانہ حال کی فوجی قوت تعینات ہے۔ اطالین کروزر مصری پولیس اور فرانس کی الجیرین فوج کی حاسدہ نگرائی کے باعث فریقین کی کسی ایک حلقہ تک رسائی دشوار ہو رہی ہے اور فرانسیسی افسردن نے اٹلی کی پیہم شکایتوں سے متاثر ہو کر بغرض بندر سامان ممنوعہ جنگ اپنی نگہبانی کو اور زیادہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے بعض حالتوں میں جنگی نامہ نگاروں کو بھی تکلیف دہ دیر برداشت کرنی پڑتی ہے۔ مجھے قبل روانگی ہی اس قسم کی شکایتیں ایک نامہ نگار کی تحریر سے جس نے فرانسیسی افسروں کے مشورہ کے خلاف کہلا ہوا راستہ اختیار نہیں کیا تھا معلوم ہو چکین تھیں اس لیے میں ایسی دشواریوں کے برداشت کرنے کے لیے بالکل تیار تھا مگر میں بخلاف اس کے فرانسیسی افسروں کی ہر ایک ممکن خوش اخلاقی کے برتاؤ کا معترف ہوں۔ خوبی قسمت سے جنوبی سفر میں مجھے مین معقول ہمارا ہیون کی لطف صحبت سے مستفیض ہونیکا موقع ملا جن میں ایک ٹیونس کے مسٹر ہرنل دوکر مسٹر بورس امرکین جو ٹیونس کے جنوب مشرق کو بغرض شکار جانا چاہتے تھے تیسرے ایک مصنف مسٹر ایبٹ بوتل میرے طرابلس جاتے تھے اور جن کی رفاقت مجھے ترکی کیسپ تک میسر رہی۔ البتہ مین ٹیونس کے سکون سے غائب

شدہ ٹیونسسی سکے کی فراہمی میں کسی قدر ضرورت زد کرنا پڑا کیونکہ نوٹ اور بینڈی طرابلس میں بیکار چیچہ بین ہین اور طلائی سکے فرانس کی مسلمان رعایا ٹیونس کی اُس قیاضانہ دلی ہمدردی کی نذر ہو چکا تھا جو انھوں نے سلطنت عثمانیہ کو ترکی افسروں کی معرفت ستر نیزارہ پونڈ گرانفدر چیچہ کی صوت میں بطور فرید عملی ثبوت دلی تعلق کے پیش کیا تھا۔

میرے زمانہ قیام ٹیونس میں پانچ ہزار ایسے خاندان برباد باشندگان مالٹا پناہ گزین تھے جو غریب اٹلی کی گولہ باری اور ساحل سمندر پر قبضہ کرنے کے ایام میں طرح طرح کے مصائب شدائد کا شکار ہو چکے تھے۔ اُن کی دکانیں لوٹی گئیں مکانات برباد کئے گئے اور اُن میں سے کم سے کم آہٹ شخص اٹلی کے پھٹنے والے گولوں کے نذر ہو چکے تھے۔ مجھے اکثر الیٹوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جو برٹش گورنمنٹ کے تغافل شعارانہ برتاؤ سے سخت ناراض تھے اُن کا بیان تھا کہ ایسے سخت وقت میں جبکہ یہودیوں نے بھی اپنے ہم مذہبوں کی مدد کی برٹش گورنمنٹ نے ہمیں ہمارے ہی حال پر چھوڑ دیا اور اُن پناہ گزینوں میں سے بعض نے جو زیادہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے بیان کیا کہ انھیں کس مہر سہی کی حالت میں چھوڑ دینے کا استدرا فتنوس نہیں ہے جسقدر اسکا کہ کیوں کبھی انہر انگلری جہتداسایہ افکن ہوا تھا میرے خیال میں اُن کی تمام ناراضی اور اعتراض بالکل حق بجانب تھے اس پر خطرناک طرہ یہ ہے کہ دارالعوام میں برٹش فارن آفس کا لہجہ باشندگان مالٹا کے حق بجانب غصہ کو کم کرینوالا نہیں تھا۔

ٹیونس سے مدینہ تک ہمارا سفر پر لطف رہا۔ جونہی ریلوے لائن شوشہ سے سفاکس تک جاری کی گئی ہے اُس نے ہمیں آرام کے علاوہ الدجیم کے اُس برباد شدہ ایمنی تھیٹر کے جوانوں نایاب طرز کا بہترین نمونہ ہے۔

دیکھنے کے لیے کافی وقت بھی دیا گوانگلستان میں ہمیں ٹیونس کے متعلق کافی معلومات میسر ہو کر دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ بعض لحاظ سے مصر کے مقابلہ میں جہان بغرض سیر و تفریح پور ہیں اصحاب جاتے ہیں ٹیونس کی دلچسپیاں بہت بڑھ رہی ہوتی ہیں۔ آب و ہوا خوشگوار آثار قدیمہ کی دلچسپی ہمیشہ اور انتظام اچھا ہونے کے علاوہ ٹیونس میں ریلوے لائن بھی بڑے رقبوں پر پھیلی ہوئی ہے۔

وبائی ہیضہ تھوڑی ہی سی پھیلنے پانی تھی کہ اپنی ابتدائی حالت میں وباوی گئی اور موجود حالت میں یہ خطرہ بالکل بے بنیاد ہے مگر اس کی وجہ سے ٹیونس کے بہت سے آئینوالے اصحاب رک گئے۔ سفاس سے مدین تک۔ جن گڑگڑاتی ہوئی چوپہ گارڈیون کی آمد و رفت جاری ہے وہ معمولاً مسافت جلد طے نہیں کر سکتیں۔

اس لیے ہم نے سفاس سے بنی غردان تک چہ چہ پونڈ کرایہ کی موٹر کاروں پر بیٹھ کر ایسی سرعت سے اُن فرائسی سٹرکوں پر جنہیں طرابلس میں آنکھیں ڈھونڈتی تھیں گذرنا شروع کیا غبض میں ناشتہ کرنے کے بعد جہان ہیضہ پھوٹے پڑا اتھارات کے کھانے کے وقت مدین پہنچ گئے جہان ہمیں عربوں کا اسی قسم کا ناچ دیکھا جیسا کہ قبل ازین بسکرہ میں جہان یہود آدمیوں سے بھرے ہوئے عربی قہوہ خانوں میں۔ بدنام کنندہ نکو نامی چند انگریزی سیاح مع اپنی اُن بیٹیوں کے جنہیں یورپ میں بغرض تحفظ منظر بد تقاب پوش رکھا جاتا ہے طبقہ والدیت کی بدنام عورتوں کے روشن و شیشے ہوئے عربوں کا ناچ دیکھنے میں جو مشرقیوں کی نظر میں خواہ کتنا ہی پر لطف کیون نہ ہو مگر مغربی اُسے یہودہ حرکات سے زیادہ معزز خطاب

نہیں دیکھتے۔

مذہب پہونچنے سے ذرا پیشتر سرحد عبور کئے ہوئے اور براہ سفاکس قسطنطنیہ جانوالے تین ترک چوپہ گارڈی مین بیٹھے ہوئے ہمیں ملے جو میدان جنگ کے تابانی گردان پچیس روز کے عرصہ میں براہ دیہیات دوری کے راستہ سے پہونچے تھے گو جنگ اٹلی کے باعث بظاہر ہر ایک چیز سے جو دولت میں شمار کیجا سکے محروم ہو چکے تھے مزید برآں دشمنوں کی ٹانگوں میں زخم بھی موجود تھے بگراس پر بھی باوجود حفظ مراتب کی پابندی کے اُن کی ہر ایک بات سے زندہ دلی مترشح ہوتی تھی اور وہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے کہ مین اُنکی قوم سے ہمدردی رکھتا ہوا طرابلس جا رہا تھا۔ سفاکس سے تا اختتام سفر تمام عرب اس سے مطلع معلوم ہوتے تھے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں کیونکہ اُنکا ہمارے ساتھ غیر معمولی دوستانہ برتاؤ رہا اور حتی المقدور انہوں نے ہر ایک ممکن موقع کو اپنی دوستی کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔

صمم سے کچھ فاصلہ پر وہ خوبصورت جبل متمتہ کی پہاڑیاں سینہ ابھار میدان میں کھڑی دکھائی دیتی تھیں جن کی بلند یوں پر ساہنوں کی کثرت مشرقی شاعرانہ نکتہ نظر سے چوٹیوں کا کام کرتی ہے اور جن کی وجہ سیاحوں کو رہبری کے لیے مقامی عربوں کا حاصل کرنا دشوار ہو رہا ہے یہ وہی پہاڑیاں تھیں جہاں پر مسٹر پورس بہت سے بارہ سگنوں کے شکار کرنے کی امید رکھتے تھے مگر باوجود سیکمہ جملہ انتظامات متعلق بہ شکار اُنکی رائفلین ابھی تک نہیں آئی تھیں اس لیے انہوں نے تابخی غروان بطور مزید عنایت لطف صحبت سے ہمیں محروم نہیں کیا۔

دو ترک افسر بہ تبدیل لباس غیر مضرت رسان سیاحوں کی وضع سے



مدین کی ایک گلی میں کھڑے ہوئے سرحد عبور کرنے کے موقع کا انتظار کر رہے تھے میرے خیال میں تقریباً ساٹھ افسر اسی ترکیب کھلکرا رہے رفقا کے شریک حال ہو چکے بن۔ بنے سرحد کے قریب ایک چھوٹا سا ڈھیر ان یورپین ٹوپوں کا دیکھا جنہیں عثمانی سپاہیوں نے اپنی سر زمین کا یقین ہوئے پر اپنی جیبوں سے چھپی ہوئی طریقہ کار نکال کر بیٹھے اور اپنی کارروائی کے بغیر تو بی انجام پانے کی مسرت میں قہقہہ لگاتے ہوئے کھینکے یا تھا۔

میں خصوصیت سے اس عجیب اور زیر زمینیت جانو فوج کے دیکھنے کا متمنی تھا جس کا ایک حصہ مدین کے قریب تعینات ہے اور جس کے سپاہیوں کے قریب تن ہونے سے اس معمولی آسمانی دشمن دردی کو جو فرائض کی عام پلٹنوں میں مروج ہے انوجہ سے غائب کہ اس کے سپاہی چور اوچکے اور قاتل ہونے کے سبب قواعد وغیرہ کے بعد شام کو حفاظت سے مقفل کر دئے جاتے ہیں۔

اس جانو فوج سے وہ فارن لین (خیمہ گلی) فوج متعینہ جنوبی الجیریا جس میں کسی زمانہ میں ایک ایشیائی معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہوا تھا اور بالفضل نصف جرمن اور نصف باستثناء انگریزی قوم کے دیگر اقوام کے سپاہی ملازمین مختلف ہے۔

کل جنوبی ٹیونس میں یہ پرتلاش حکایت بہت مشہور ہو رہی ہو کہ ایک شریف علم حیوانات کے شایق انگریز سیاح نے غفسہ کے غاروں میں سینے والی چمکا درون کے نمونے لائیو الون کوئی چمکا درچاس سان ٹیم انعام کیے کا اعلان کیا تھا تو اسے ہی عرصہ بعد ایک عرب زندہ چمکا درون کی چار بھری ہوئی بوریاں لے آیا جنہیں دیکھ کر یہ نادان سیاح بہت گھبرایا

اور اس وقت سے بچنے کی کوئی سبیل نہ معلوم ہونے پر اسکو مجبوراً حسب وعدہ آئبہ پونڈ کی گرانقدر رقم ادا کرنے پڑی۔

بنی غردان کو جانیوالی سڑک سرکاری طور پر لپیٹ کھلائی ہے جسکی شکستہ حالت دیکھ کر میرا موٹر کاروں کو زیادہ کرایہ پر حاصل کرنے کا افسوس جاتا رہا کیونکہ مالکان کے لیے اپنی مشین اور ٹائٹرون کو ایسے ناہموار سڑک پر لیجانا خالی از خطرہ نہ تھا۔

طغیانی کے آثار سے جو ہر ایک جانب نمایاں تھے ظاہر ہوتا تھا کہ زمانہ برسات میں یہ سڑک تقریباً ناقابل گزر ہوتی ہوگی۔ راستہ میں ہمیں ایک ایسی خشک ندی بھی ملی جس میں کماحقہ طغیانی کے آثار پائے جاتے تھے اور جو سڑک کے ایک پل کے نصف حصہ کو بہا لے گئی تھی جس کی وجہ سے پانی کو دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑا تھا۔

بنی غردان کے جسپر شیوخ حکومت کرتے ہیں ایک فوجی حلقہ میں واقع ہونے کے باعث جہاں ہم دوپہر کو پہنچ گئے تھے گھوڑوں اور اونٹوں کے لیے کمان ڈینٹ سے احکام حاصل کرنے پڑے یہاں خوش قسمتی سے انجن ہلال احمر کے چہرہ ترکی ڈاکٹروں کی ایک ایسی جماعت سے ملاقات ہوئی جو معہ بہت سے شفا خانہ کے اردلیوں ذخیروں اور تیمار دار مردوں کے بسر کردگی نہایت ملنسار اور ذی علم ڈاکٹر عبد الکریم ساطیرے پروفیسر طب استنبول یونیورسٹی جلد میدان جنگ کو روانہ ہونیوالی تھی۔ زمرہ ملازمان میں پیرٹ فیشن کی اونچی ہیٹ اور بکری کی کھال کا کوٹ پہنے ہوئے ایک البانی عثمان نامی شخص بھی تھا جو مستعد اور شہسوار ہونے کے ساتھ یونانی اور ترکی زبان میں جانتا اور مجسم تمسخر ہونے کی وجہ سے سب کی دلچسپی کا باعث

تھا۔ اسی ہلالِ احمر کی پارٹی کے ساتھ میرے لندن کے متعارف کپستان  
 ٹیلیگرم بھی تھے جو قبل ازین باحتی جنرل فرنچ جنوبی افریقہ کی جنگ میں شریک  
 ہو چکے تھے انکو دوبارہ اور پھر ایسے موقع پر دیکھنا بہت زیادہ پرمسرت تھا۔  
 اس پارٹی کو بہت دقتیں برداشت کرنے کی وجہ سے سرحد تک  
 پہنچنے میں ایک ماہ کا عرصہ صرف کرنا پڑا اور جبکہ سفر کی ابتدا پس آرام اور ریٹ  
 ایکسپریس ریلوے سے کی گئی تھی تو اس کی انتہائی سہولت اور تکلیف دہ کارروائی تھی  
 برطے مراحل کی صوت میں ختم ہوئی والی تھی یہ جماعت قسطنطنیہ سے براہِ مایلاز  
 جب ٹیونس پہنچی تو تیمارداروں کی تعداد میں زیادتی کا شبہ ہونے پر سرکاری  
 کاغذات کی گہری جانچ پر تال کے بعد تقریباً ایک درجن ترک روکے  
 اور واپسی پر مجبور کئے گئے۔

ہماری انجن صلیبِ احمر کو بھی براہِ انسانی ہمدردی قابلِ ذکر و انکرون  
 اور تیمارداروں کا انگریزی اسٹاف طرابلس ضرور بھیجتا چاہیے جبکہ ایسی  
 مدد عثمانیوں کے حق میں نعمتِ غیر مترقیہ اور ہماری کرداروںِ مسلمان رعایا  
 ہند کی منظر میں مستحسن قرار پائیگی۔

غلیض میں ایک عرب رہنما محمد کاچھوٹا سا مکان سربراہِ واقع تھا جسکی  
 وجہ سے مکین کو اپنے پیشہ رہنمائی کی ضرورت یعنی مسافروں کی آمد و رفت کی  
 خبر گیری میں خاص سہولیت حاصل تھی محمد اپنے چست لباس میں خوبصورت  
 معلوم ہوتا تھا اور حسبِ بیان نامبروہ اس کی پسند لے دار شیلوش کی ٹوپی  
 ساڑھے چار فرانک اور ریشمی لبادہ معہ ٹوپ جو باہم ملے ہوئے تھے ساٹھ  
 فرانک کی قیمت کے تھے۔

رہنما مذکور غزیر یہ تک میری اور مسٹر ایبٹ کی خدمتگاری کا معاملہ طے

کر کے اپنی بیوی اور رشتہ کے بھائی سے رخصت ہونے اور سامان سفر درست کرنے کے لیے اپنے مکان میں چلا گیا جہاں سے وہ الوداع کہہ کر تھوڑی دیر میں محلے کے روزانہ پہننے کے کپڑوں کی گٹھری کے واپس آ کے ہمارے اسباب کی بوری پر سفر کرنے کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گیا۔ ہم مدہ اس نے ملازم کے سرحد کے قریب ہوتے جا رہے تھے جس کی بابت مجھے بہت اندیشہ تھا کہ بدون صریح اجازت کے سرحد کو نہ گزرے اور نہ کر سکیگا۔ لیکن اُس نے مجھے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ اگر محافظان سرحد اسے واپسی پر مجبور کریں گے تو وہ بظاہر بخیدہ حالت میں اُن کے احکام کی تعمیل کرے گا مگر رات کو خرگوش کی طرح پوشیدہ طور سے سرزمین طرابلس کے کسی قریبی مقام پر اگر ہم سے ملجا دیگا۔

پانچ دن کے سخت سفر کے بعد مسافر بنی گردان سے عزیز یہ تک پہنچ سکتا ہے یہ امر آسان نہیں ہے کہ کوئی شخص یکے بعد دیگرے منازل کی ٹھیک ٹھیک کیفیت بیان کر سکے کیونکہ جہاں تک مجھے معلوم ہے طرابلس کا کوئی قابل اعتبار اور صحیح نقشہ موجود نہیں ہے حتیٰ کہ جو نقشے دستیاب ہوتے ہیں اُن میں باہم مختلف مقامات کے ناموں میں بھی اختلاف ہے حال ہی میں جو دو نقشے لندن اور فرانس میں مرتب ہوئے ہیں اُن میں بنی گردان تک کا پتہ نہیں حالانکہ یہ شہر سترہ سال سے آباد ہے بہر حال اُس شخص کی رہنمائی کے لیے جو براہ سمناء ٹیونس پہنچے یہ ظاہر کرنا مفید ہوگا کہ اس کے واسطے سب سے سیدھا وہ راستہ ہے جس کا طول دو سو چالیس کیلو میٹر یا ڈیڑھ سو میل ہے اور جو شوشہ بو قماش زوارہ اور زاویہ ہوتا ہوا بنی گردان جاتا ہے۔

دوسری سمت کے متعلق مجھے اس قدر کہنا ضروری ہے کہ جو شخص براہ مصر شرقی سرحد کو عبور کر کے ولایت طرابلس میں داخل ہونا چاہے اُسے

بہت زیادہ وقت کا مالک ہونے کے علاوہ ایسے تکلیف دہ بیابانی سفر کے واسطے تیار رہنا چاہیے جسکا سلسلہ باثنا سفر یا محتاج زندگی کی غرضتیا بی کی صورت میں کم سے کم چھ ہفتہ تک جاری رہیگا

یہ امر تفریباً ناممکن ہے کہ نشا طبع کی فوج کا تعلق بیرونی دنیا سے کسی وقت میں بھی منقطع کیا جاسکے کیونکہ ایک توٹیونس کی تمام مسلمان آبادی دوسرے باثنا ایک لاکھ اطالیوں کے برعظم یورپ کے ہر خطہ کے ان کثیر باشندگان کا بہت بڑا حصہ جوٹیونس میں اقامت پذیر ہیں ترکوں سے ان کی موجودہ کوششوں میں دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور ایسے ہی محسوسات مصر کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے پائے جاتے ہیں اس صورت میں اگرٹیونس اور مصر کی گورنمنٹیں ہر ایک قسم کی احتیاط عمل میں لاتے ہوئے بھی اپنے تمام یورپین سپاہی صرف اسی خدمت کی انجام دہی کے واسطے مامور کر دیں تو بھی ان وسیع اور ناقابل تسخیر سرحدوں کا بہت چھوٹا سا حصہ کسی قدر قابل اطمینان نگرانی کے تحت میں داخل فرض کے طے کے قابل ہوگا اور بہت بڑے حصہ کے واسطے انھیں مصری سوڈانی اور عربوں کی ضرورت واقع ہوگی جن کی اپنے ہم مذہبوں سے گرم جوشانہ ہمدردی مسلمہ ہے۔

بخلاف اسکے فرانس کو خود شیخی خور مقامی اطالیوں نے اپنے سفیہانہ چال چلچسب اس قابل نہیں چھوڑا کہ وہ بخوف بد امنی اپنا ایک سپاہی بھی زیادہ عرصہ کیواسطے سرحد پر بھیج سکے۔ کیونکہ مقامی اطالیوں نے اپنے ہموطنوں کی باسانی حاصل ہونی والی ابتدائی فتوحات کی تقریب پر برنگینہ کن طریقوں سے اظہار مسرت کیا جس کی وجہ سے قصبات و مواضعات کے عربوں میں محنت اور نفرت آمیز اشتعال پیدا ہو گیا۔

ٹیونس کے حکام پر بالکل یخیری اور لاچاری کے عالم میں اُس قومی  
تنفر کے نتیجے کا اظہار ہوا جبکہ وہ اپنی عربی لباس رکھنے والی فرانسیسی زوا و فوج  
کو بغداد کثیر مراکو اوٹینوس کے ہیضہ سے متاثر ہونے کے سبب دیگر قسم کی تمام  
فوجوں کو بطور عارضی دار الحکومت سے دُور دراز قاصدہ پر پہنچ چکے تھے چنگ  
عربوں اور اطالیوں کے درمیان تشویش ناک ہنگامہ برپا ہونے پر صرف  
ڈھائی سو زوا و فوج کے سپاہی میسر آ سکے اور بغیر بندش ظلم و قتل تمام دن  
جاری رہا۔ بانسرتاسے بذریعہ تار مدد و طلب کی گئی اور چار سو زوا و فوج کے  
اور سپاہی بہم پہنچنے پر شہر میں معمولی امن قائم کیا جاسکا۔ لیکن اسپر بھی -  
یورپیوں کو مقررہ وقت کے خلاف ایسی حلقوں میں جانے کی اجازت  
ہفتوں نہ دیا سکی۔

طرابلس کے متعلق عام طور پر گفتگو کر نیکا اشتیاق تمام سرحدیوں میں  
پایا جاتا تھا۔ کیونکہ آج کل جنگی کارروائی بالکل بند تھی اور اس کے ساتھ ہی یہ بات  
صاف نظر آتی تھی کہ اطالیوں کو بڑی وقوتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا اور اُنکے  
کمانڈر نے ہر ایک ممکنہ کوشش اس امر کی کی تھی۔ کہ عام طور سے یورپ اور  
خصوصیت سے اٹلی میں اس کی وقوتوں کی خبر میں نہ پہنچنے پائیں۔

طرابلس کا ہیضہ اور پانی کا قحط اطالین حکام کی ٹیری پریشانی کا باعث  
ہوئے تھے حتیٰ کہ شمالی افریقہ میں اس صلیبی جنگ کرنیوالی کثیر التعداد فوج  
کو بنا چاری سرزمین اٹلی سے پینے کا پانی منگنا پڑا۔

فریقین کی فوجوں کے باہمی فرق کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہے  
ایک ترک خواہ نظام سے تعلق رکھتا ہو یا رویف سے حتیٰ کہ ایک بیقا عدہ  
عرب بھی اٹلی کے کمزور اور جلد گھبرا جانے والے سپاہی سے ہر طرح برتر ہے۔

ایک من ترک کی جنرل نے اعلان دیا تھا کہ اطالین اپنی جس فوج کو پسند کریں لے آویں اور ایک مقررہ میدان میں مساوی التعداد عثمانی بہادرون سے نبرد آزما ہو کر جنگ کا فیصلہ کر لیں۔ اگرچہ یہ طریقہ جنگ فی زمانہ بیفائدہ ہے مگر اس کے اندر ایک ایسی خوبصورتی پہنان ہے جس کی قدر سچا بہادر ہی جان سکتا ہے۔

اٹلی کی طرابلس میں غیر حالت ہونے پر فرانسیسیوں کے علاوہ یہودیوں بحر روم والوں اور نامعلوم القوم کے بہت سے باشندوں نے جوٹیونس اور الجیریا میں سکونت رکھتے ہیں کھلے طور پر اٹلی کی جانب داری شروع کر دی ان لوگوں کی جانب داری بعض حالتوں میں خود غرضی اور لالچ سے پاک بتلائی جائے مگر مصلحت اور موقع کا خیال اُنکے طریقہ عمل کو اسکے خلاف ظاہر کرتا ہے کیونکہ اول الذکر یعنی فرانسیسی حکمران جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور موخر الذکر تمام اقوام تجارتی جماعت سے جبکہ ایک طرف فرینچ افسر ترکوں کی ہمدردی پر ملکی مصلحت کو ترجیح دینے پر اس لیے مجبور تھے کہ انھیں ایسی عربوں سے کسبہ رخوف آمیز بے اعتباری ہے تو دوسری طرف اطالین فوجی ضروریات کے باعث ٹیونس و الجیریا کی تجارت کو کثیر التعداد جانوروں اور کثیر المقدار گوشت و ترکاریوں کی گرانقدر قیمت پر برآمد کا زرین موقع ہاتھ آیا ہے اس لیے لامحالہ ٹیونس کی حکمران اور تجارت پیشہ جماعتیں خوف زدہ ہوئیں کہ اٹلی کو مبادا طرابلس میں ناکا میا بی نہ ہو جائے۔

آج کل ٹیونس و مصر میں یہ اہم سوال درپیش ہے کہ اگر عربیورپ کی ایک دل عظام میں شمار ہو بیوالی طاقت کے حملہ کو غیر مؤثر ثابت کر دیں۔ تو اس حالت میں اُن کے لکھو کھا شمالی افریقہ کے ہم نامیوں پر جو صرف

تلوار کے زور سے مطیع رکھے جاتے اور مختلف مقدار میں اپنے عیسائی حاکموں سے نفرت کرتے ہیں کیا اثر پڑیگا۔

ایسٹ اور مجھ سے ایک عرب نے اولاً بار برداری کے دو انٹون کا کرایہ بارہ بارہ فرانک ملے کیا بعد ازاں صرف ایک ہی اونٹ پیر ہمارا سب اسباب بار کر کے چوبیس فرانک کا طالب ہوا مگر یہ عربی وضع کا دھوکا ہم پر کارگر نہ ہو سکا۔

گھوڑوں کی سواری پر پہننے صحرا کا کاروانی سفر شروع کیا ہمارے پیچھے سواری کو تیز رفتار و پر آرام موٹر کارین شہر نیکوزمانہ حال کے خوش اسلوب مسافر خانے اور کھانے پینے کو لذیذ و لطیف غذائیں قسم قسم کے پانی اور شرابیں غرضیکہ یقینی آسائشی حاصل ہوئی و اے اور آرام دہ سامان جو تھے لیکن ہمارے سامنے صرف بظاہر نہ ختم ہوئی والا صحرا تھا سامان راحت کو چھوڑ کر تکلیف دہ صحرائی سفر اختیار کرنے کا باعث اُس نے علم کو حاصل کر نیکا شوق تھا جسے بصورت سوال اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہاں ہم کیا دیکھیں گے اُس کے ساتھ ہی دو اور سوالات وچہ پریشانی ہوئے تھے کہ کس طرح سے زندگی بسر کریں گے اور کب واپس ہوں گے اُس وقت اس تمام سوالات کے جوابات طاقت بشری سے باہر تھے اور اُن کی نسبت صحیح حالات آئندہ کا علم رکھنے والا خدا ہی خوب جانتا تھا۔

ہمارا بڑا قافلہ بنی گردان سے شام کے تین بجے روانہ ہو کر تقریباً آٹھ بجے شوشہ پہونچا جہاں پہننے نکہری ہوئی چاندنی میں اپنے سامان کا انتظار کیا یہ فرامیسی آخری مقام ایک محفوظ پڑاؤ تھا گھر رکھتا ہے جہاں ایک ٹہسکہ دار اور ایک عرب محرتار سے ملاقات ہوئی یہیں ہمیں یہ امنو سناک واقعہ پیش



آیا کہ یکا یک چہ عرب افسر ایک جرمن ڈاکٹر کو جو انجمن بلال احمر کے پردہ بین  
 سفر کر رہا تھا اور جس کی نسبت جرمنی فوج کے طبی استناف سے تعلق رکھنے  
 کا شبہ تھا روک دینے کے احکام دیے ہوئے نمودار ہوئے جبکہ یہ قلیل رقم اور ایک  
 چھوٹے سے چرمی بکس کے ساتھ بلا کسی خیمہ یا کسی اور ضروری چیز کے ہزار  
 وقت سرحد تک پہنچ چکا تھا تو ایسی صورت میں احکام کی تعمیل کا زیادہ  
 گراں ہونا ایک قدرتی امر تھا اور اس سے ڈاکٹر کا پریشان ہونا فطرتِ لازمی  
 دُنیا کو یونانی زبان کے مٹی پر کندہ کئے ہوئے پُزلے الہامی الفاظ یا دین  
 جکا لفظی ترجمہ بطریقِ تصرف یہ ہے کہ اگر کوئی شخص طرابلس میں اتنی دیر کر کے  
 آئے کہ صلح کے شرائط پر بحث ہوئی شروع ہو گئی ہو تو اسے اپنی غلطی کے لیے  
 افسوس کرنا پڑیگا۔ سب قافلہ والے اپنے سفر کو جاری رکھنے کے خواہشمند رہتے  
 لیکن اسباب کا بہت پیچھے چھوڑ دینا بھی تکلیف دہ تھا مجبوراً شوشہ ہی میں  
 شب باش ہونا پڑا جب کوئی شخص جنگ کے جادو سے مسحور رہنے کیلئے  
 میدانِ جنگ کی طرف بڑھتا ہے تو اس کی اہلیت کا بڑی سختی سے امتحان  
 کیا جاتا ہے چنانچہ کاروانی طریقہ کی پہلی ہی منزل پر شوشہ میں رخصتِ معہ اور  
 آٹھ آدمیوں کے ایک کمرہ کی زمین پر سونا نسیب ہوا جسکی وجہ سے سچ پانچ  
 بجے بیدار ہونے پر مجھے کپکپا دینے والی سردی معلوم ہوئی گو خوش قسمتی سے  
 مینے عزیزِ مین ایک عرب سے سفری بستر خرید کر لیا تھا مگر قسمتِ بد سے اس کے  
 اکثر پیچھے رہ جانے کی وجہ سے اس سفر میں مجھے بہت دفعہ زمین پر سونے  
 اور کبھی کبھی پڑنے کا اتفاق ہوا کیونکہ زمین کے پتھر تلی ہوئے کی صورت  
 میں بخوبی نیند کا آنا دشوار ہے رات ہی کو روانگی کا وقت ساڑھے پانچ بج کر  
 طلوع آفتاب قرار دیا گیا تھا۔ لیکن جہاں عربوں سے واسطہ ہوا وہاں بہتر

سے بہتر تذاہیر بھی کا آئندہ ثابت نہیں ہوتیں چنانچہ ساڑھے آٹھ بجے صبح سے پہلے ہم روانہ نہو سکے۔

زمین کی لمبی اور آسمان کا کہر مانع تیز رفتاری تھے ہی کہ شوشہ کو منظروں سے غائب ہوتے ہی موسلا دھار سینہ برسے لگا اور ہمارے دیکھنے ہی دیکھتے کھائی کھڈے اسفند بھر گئے کہ ہم گھوڑوں کو بھونپی پانی پلا سکیں عربوں کی حالت بری تھی گھوڑوں کے قدم ہر قدم پر پھسلنے اور غریب اونٹ چپکنے والی ریت میں دبسنے لگے۔

سرزمین طرابلس پر بوتقماش لب ساحل اُگلنے آیا ہے جس جگہ پہلے کسی زمانہ میں رومیوں کا شہر پسند آباد تھا یہاں پر اناترکی قلعہ بھی ساحل کے قریب پہاڑی پر واقع ہے اور ایک کم بلند چٹانوں کا سلسلہ ساحل کے متوازی دو میل تک پھیلا ہوا اور اس بگہ کو گھیرے ہوئے ہے جہاں ایک عمدہ بندر گاہ تعمیر کیا جاسکتا ہے بحالت موجودہ چند کشتیاں ترک کی ہلاک ہو س کے دائیں جانب پھیلی ہوئی تھیں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ پرانی نگر اندازی کی جگہ شمالی افریقہ کے اور بندر گاہوں کی بد قسمتی میں شامل ہو چکی ہے اور انھیں کی طرح اُس ریت کی کیچ نے جو اس خطرناک کنارہ میں بکثرت پائی جاتی ہے اس جگہ کو بھی خراب کر دیا ہے۔

یہ مجھے پہلا ہی موقع تھا کہ میں نے بوتقماش میں ترکوں کے مقابلہ میں اٹلی کی فوجی طاقت ان پنجی پنجی چٹانوں سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک اطالین کروند کی شکل میں دیکھی جس کے دو دکشوں سے دھواں نکلتا ہوا میں کھائی میں رہا تھا ہمارے بوتقماش پہنچنے سے پانچ دن پہلے پرانے ترک کی قلعہ پر اس حالت میں کہ اُس کے محافظوں میں صرف ایک ترک اور دو عرب

سپاہی تھے اطالیوں کی اس تنگ نظری کے باعث گولہ باری کی کسی تھی جس کی نسبت اس صورت میں کہ یہ قلعہ فوجی نظر میں کچھ نہ خصوصیت نہیں رکھتا تنگ نظری کے سوا اور دوسرا خیال قائم نہیں کیا جاسکتا۔ اس گولہ باری کا فائدہ صرف اس قدر ہو کہ قلعہ کی عمارت میں دو یا تین سوراخ ہو گئے۔ سینے بچشم خود بارہ پونڈ وزنی پھٹنے والے گولے کے اجزا اڑدہر اڑدہر بکھرے ہوئے دھکے قلعہ کے محافظوں کی بیچھوٹی سی تعداد بظاہر جنگی جہاز کی موجودگی سے ہراساں تھی نہ دو بارہ گولہ باری کے خیال سے خوف زدہ۔

انجمن ہلال احمر کی پارٹی جس میں اکثر اشخاص طرپوش سے پہنے ہوئے تھے بیس آدمیوں پر مشتمل اور اٹلی کی بحری توپوں کے لیے ایک بلچانیو الانشانہ تھے اس لیے ڈاکٹر عید الکریم بے نے ازراہ دانشمندی بوقفاش سے روانگی اور پھر کاراستہ اختیار کر کے ہلال احمر کی پارٹی کے کاروان کو اطالیوں کی نظر اور توپوں کی زد سے محفوظ کر لیا ورنہ وہ گولے جو بعد میں پھینکے گئے اگر کبھی ذخیرہ کے اونٹوں کے قریب گرتے تو ان کا راہ گیر اختیار کرنا بہت زیادہ باعث نقصان و دلشکن ہوتا بلکہ روانگی ڈاکٹر وں کی عیوبوں سے معلوم ہوا تھا کہ زوارہ پر بھی جو ہماری دوسری منزل مقصود تھا اکثر اوقات گولہ باری کیجاتی ہے۔ چنانچہ اس معقول وجہ کی بنا پر جس کے باعث بوقفاش ترک کرنا لازم تھا وہ زوارہ سے سات میل جانب جنوب رگڈالن میں رات بسر کرنے اور صبح کو جوارہ مناسب بلوم ہوئے اختیار کرنے کا ارادہ کر کے ہمارے جلد جمع کرنے پر روانہ ہو گئے۔ کینٹان ٹیلیہم مسٹر لیٹ اور بین بلاک ہوس میں منقسم رہے جس کی بوجہ شکستگی و کھنگالی آواز دینے والی جوبی دیواروں کے نیچے بیٹھ کر ہم نے ناشتہ کیا جہاز والوں نے ہمیں اچھی طرح دیکھا مگر گولہ باری نہیں کی اسکا سبب

جیسا کہ ترکون کا خیال ہے یا تو میری انگریزی ٹوپی تھی جسکو ابھی تک طربوش سے نہیں بدلا تھا یا اغلباً یہ کہ دشمن کے ایجنٹوں نے بے سلسلہ کی تار برقی یا کسی دوسرے ذریعہ سے انھیں مطلع کر دیا تھا کہ یہ انجمن ہلال احمد کا کاروان ہے۔

اُن عربوں کے پاس جنہوں نے کولہ باری روارہ کی اطلاع دی تھی سب قسم کے اسلحہ میں شمار ہونیوالے ایک ایسے قراہین ساخنہ براسشیا، بھی تھی جس پر پندرہ سو میٹر کے دیدوان لگے ہوئے تھے اور جس کے نال کے نیچے چاروں طرف گھومنے والی سنگین قائم تھی۔ اس بندوق کے کندرے میں ایک بظاہر نہ معلوم ہونیوالا خانہ تھا جس اندر قیل کی کپی اور بندوق صاف کرنیکا سامان پوشیدہ طور پر موجود تھا جب میں اس پر اسرار خانہ و سامان کی نسبت اسکے فخر کنان مالک کو مطلع کیا تو وہ عرب اس خفیہ خزانے کے علم پر بہت ہی خوش ہوا

مجھے طرابلس میں ہمیشہ اس بات کا افسوس رہا کہ میں بجائے سپاہ عربی زین کے جس کے رکابے دال اسقدر چھوٹے تھے کہ بحالت استعمال گھوڑے کے سوار کی طرح تکلیف میں رہنا پڑتا تھا اور استعمال نہ کرنے پر گھوڑے کو دُلکی یا پاشنا دوڑانے کی صورت میں اس کی رکاب میں کٹاکٹ کی آواز کے ساتھ گھوڑے کے دونوں پہلوؤں میں لگتی تھیں جو مرکب کی تکلیف اور رکاب کی ناگواری کا باعث تھیں آرام دہ فرنیسی فوجی زین کیوں نہ خریداجس کے قبور اپنے بیحد کارآمد ہونیکا ثبوت بار بار دیتے دیتے اور میرے افسوس کو تازہ کرتے رہتے میں اپنی تمام عمر میں۔

جس قدر پر مصائب سفر کئے ہیں ان سب میں عام تکلیف کے لحاظ سے منشیہ سے رگدالن تک گیارہ کھنٹے کا سفر بہت سخت تھا۔

طرابلس میں ہمارے سفر کی اکثر منزلیں بسا اوقات نہ ختم ہونے والی معلوم ہوتی تھیں۔ ایسی صورت میں تاریکی ہو جانے کے بعد کھجور دن کے جھنڈ دیکھنے یا کتے کی آواز سُننے سے منزل کے قریب الاختتام ہو چکا یقین کرتے ہوئے بغرض مزید اطمینان قیام کا دکی نسبت کسی بدو سے سوال کرنے پر مجبور ہوا یا یہ سنکر کہ منزل مقصود کچھ دور نہیں ہے ہم بہت ہی مایوس ہو جاتے تھے کیونکہ یہ فقرہ طرابلس جیسے ملک میں جہاں وقت اور فاصلہ کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی ہے منزل مقصود کے دور ہونیکا مراد ہونے کے لحاظ سے ناگوار خاطر ہونے کے قابل ہے لیکن عرب اُسکی پروا نہ کر کے اوپر آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کر اور پھر نیچے زمین کی طرف دیکھ کر مطمئن صورت سے بیساختہ کہہ دیتا ہے کہ اسد بزرگ ہے اور ریگستان وسیع۔

زوارہ سے جہاں گولہ باری ہوتی رہتی تھی رگدالن میں بغرض حفاظت آئے ہوئے اس قدر عورتیں اور بچے بھرے پڑے تھے کہ قصبہ میں کوئی خالی مکان روپیہ یا مروت کی خاطر حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن قصبہ کے افسروں نے ہماری ہر طرح خاطر کی اور ہمیں ایک عربی ڈیرا اور دو کمرے دیئے گئے۔ جنہیں سے ایک کی عجیب قسم کی تختہ بندی ہو رہی تھی اور دوسرے میں ایک فرینچ انجنیر مقیم تھا رات سرد تھی اور ہمارے اونٹ بہت پیچھے اس لیے ہمیں کوئی آرام کا موقع نہیں تھا اور ہم نے رات بڑی تکلیف سے گزاری صرف اونٹوں کے بالوں کا ایک کیل زمین پر پچھانے کو ملا اور اوڑھنے کے لیے بجز اوڑ کوٹوں کے ہمارے پاس کچھ نہ تھا۔ بجز میرے تمام

آدمی رات بھر سردی محسوس کرتے رہے کیونکہ مین آٹھ سوتے ہوئے آدمیوں کے اوپر سے گزرتا ہوا ایک ایسے گولے میں پہنچ گیا تھا جہاں مجھے اپنے اوپر چٹائی ڈال لینے کا موقعہ مل گیا۔

ہلال احمر کے ڈاکٹروں کے پاس ایک ٹین نیسل دودھ کا تھا جس میں رات جو کی کرکری روٹی ڈبو کر کھائی تھی۔ صبح کو ایک عرب اور اُس کی بیوی عمدہ غلاطہ روغن زیتون میں بھون رہی تھی چنانچہ ہم نے شکم سیر ہو کر اُن کا ناشتہ کیا عبد الکریم بے کے غلاطہ میں دو چھوٹی چھوٹی عرب لڑکیاں اور ایک فاقہ کش کتا شریک تھے عبد الکریم بے کی سی فیاضی ترکوں میں عام ہے کیونکہ ترک عربوں کے برخلاف جانوروں تک پر رحم کھانیوالے ہونے ہیں۔

اتنا سفر میں ہی ہمارے ملازم محمد نے اپنے اصلی جوہر دکھلائے شروع کر دئے گو اُس نے یورپ کے مختلف حصے اور برسیلز کی نمائش بھی دیکھی تھی مگر یہ سیر عجائبات اور سفر اس کی اصلاح میں کچھ کارآمد ثابت نہیں ہوئے وہ ایک شیخی بکی اور ناقابل آدمی تھا اور صاف لیکن عجیب فرانسیسی زبان بولتا اور بسا اوقات فرانسیسی گیت بھی گاتا تھا مجھ سے اُس نے بیان کیا کہ ٹیولن میں ایک فرانسیسی افسر سے ایک خوبصورت لیڈی کے متعلق لطائف ہو جانے پر اس نے فرانسیسی افسر کو ڈوسیل کا چیلنج دیا تھا جس نے خوف اور بدنامی کے خیال سے دو سو فرانک نذر کر کے اس معاملہ کی شہرت کو دبا دیا نہین معلوم محمد میری عقل کی نسبت کیا رائے قائم کی تھی اور کیا فی الحقیقت محمد کا یہ خیال تھا کہ میں اُس کے اس بیان کو سچ باور کرونگا۔

تپکھلے دن عروسی زین کی بدولت تپکھن کیسٹو میٹر کے سفر میں استقدر تکلیف اٹھانی تھی کہ سینے باوجود سخت تمازت آفتاب کے سواری کے مقابلہ میں زوارہ تک سات میل پیدل چلنے کو مرج سبھا اول اپیلی اور بارش کیوجہ سے چپکنے والی ریت کا وسیع میدان طے کر کے ہم ایک درختوں کی قطار میں پہونچے بعد ازاں ان ریت کے ٹیلوں کو جن کے بدون سرزمین طرابلس کا نقشہ بھی تصور میں نہیں لایا جاسکتا یکے بعد دیگرے طے کرنے ہوئے گو کہ باری سے پائمال کئے ہوئے قصبہ زوارہ کے بازار میں داخل ہوئے یہاں ایک عرب کے ادنی درجہ کے مکان پر شراب کا سائن بورڈ لگا ہوا تھا۔ رولی۔ پیاز۔ لیمون۔ خرے۔ اور کھجورون کی خوب خرید و فروخت ہو رہی تھی مسلمان آبادی میں شراب کا اشتہار سمند کی طغیانی کے باعث کہا جاسکتا ہے۔ یہاں میں ایک قہوہ خانہ میں کچھ کھاپی رہا تھا کہ یکا یک ایک سمت سے شور و غل کی آواز آئی میں فوراً موقع پر پہونچا تو ہلال حمر کے پردہ میں سفر کرنے والے جرمن ڈاکٹر کو مجمع کے درمیان کھڑا پایا جواب شرب کے پردہ میں سرحد عبور کر کے سمند کے کنارے زوارہ تک پہونچ گیا تھا اور گو اس کی شکل و لباس بہت خراب حالت میں تھے مگر وہ اپنی کامیابی پر بہت خوش تھا اور ہر تمام مجمع اس کے خلاف غصہ کا اظہار کر رہا تھا مگر میرے سمجھانے پر کہ یہ جرمن ڈاکٹر ترکی فوج سے ملنے کو جا رہا ہے سب نے بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا اور اس کو بہت اچھی چار پلائی ڈاکٹر نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک عرب نے اٹلی کا باشندہ سمجھ کر سپر حملہ کیا تو اس نے اسے برونگ ریو اور کاٹم سکل سگریٹ کیس بطور نچہ دکھا کر بھگا دیا تھا۔

اس انسانی تار برقی کے ذریعہ سے جوشل تمام دنیا کے طرابلس میں بھی ذریعہ اطلاع تھی مجھے اپنے پہونچنے سے پیشتر معلوم ہو چکا تھا کہ ایک پراسرار

انگریز دہشتوں سے زوارہ میں مقیم تھا لیکن بظاہر کوئی شخص اس امر سے واقف نہیں معلوم ہوتا تھا کہ یہ انگریز طرابلس میں کس حیثیت سے داخل ہوا تھا یہ راز مجاہد اسی وقت منکشف ہوا جب افسران زوارہ کی قیامگاہ میں داخل ہو کر اپنے گھٹنوں پر نشہ باندھے اور کبھی قدر فوجی وضع کے ایک ہم ملک کو دیکھا جس کے ہاتھ سے باشندہ برطانیہ ہونے کے علامات بین طور پر ظاہر ہوئے تھے اس شریف آدمی کو جو طرابلس میں عرصہ تک میرے ساتھ رہا اور جس کے میدان جنگ تک پہنچنے کے حالات عجیب و غریب اور دلچسپ تھے اس کتاب میں مسٹر بی کے نام سے موسوم کیا جائیگا۔ بی کسی زمانہ میں طرابلس کے اسپتال میں ملازم تھا اور میرے نزدیک اعلان جنگ کے کچھ عرصہ بعد تک بحیثیت جاسوس برٹش فوج میں کام کرتا رہا زان بعد بحیثیت افسر پولیس اجارہ دار کہنتی کا سخاوت دار رہا تھا۔ بی انگلینڈ سے دس پونڈ لیکر روانہ ہوا تھا اور جب وہ براہ مارسیلز ٹیونس پہنچا تو اس کے پاس صرف چھپٹیس شلنگ باقی تھے کیونکہ تمام رقم سفر اور ان حادثات کی نذر ہو چکی تھی جو اثنائے سفر میں اُسے پیش آچکے تھے مجبوراً اس تھوڑی رقم پر بہرہ ور کر کے ٹیونس سے میدان جنگ کو روانہ ہو گیا۔ بی انگریزی کے اور کوئی زبان نہیں بول سکتا تھا۔ اس لیے اسے طرابلس میں اکثر اوقات دقتیں پیش آتی رہتی تھیں مگر کبھی کبھی اُسے نفع بھی پہنچتا تھا سرحد کے افسروں نے اس بات سے ذوق آکر کہ وہ بی کی خواہش حتیٰ کہ نام تک نہیں سمجھ سکے بی کو اسی کے حال پر چھوڑ دیا اور اگر عربی کے ساتھ فیاضی سے نہ پیش آتے تو وہ قاقون سے مر جاتا۔

جب باشندگان سفاکس کو بی کا ترکی فوج میں پہنچنے کا ارادہ مالدیون سے معلوم ہوا تو انہوں نے بطور چہرہ پیسہ



حج کر کے اُستٹہ فرات تک کی رقم سے بی کی مدد کی اور ایک عرب اخبار نویس  
 نے جو عزیز یہ چارہا تھا اپنی حمایت و حفاظت میں لیا اس صورت سے  
 بی کے لیے راستہ صاف کیا گیا تھا مگر بی بخیریت روانہ تک پہنچنے پر روکیا  
 گیا اور جبکہ وہ موسیٰ بے کے احکام کے خلاف آگے کو روانہ ہو گیا تو ایک  
 پتھروں کی جماعت خوش اخلاقی کے ساتھ اُسے زوارہ ہی واپس لے آئی۔  
 بی نے غصہ میں بکواس شروع کر دی اور ڈرایا کہ میری قطع حرکت کا برٹش  
 گورنمنٹ انتقام لے گی گو اس کی بکواس یہودہ اور بے اثر تھی مگر یہ دوسرا  
 اچھا موقع تھا کہ بی کی تقریر کا ایک لفظ بھی نہ سمجھا جاسکا۔ زوارہ میں بی کی  
 موجودگی ترکون کی بڑی دقت اور پریشانی کا باعث تھی اس پر بھی ترکون نے  
 بی کے ساتھ ایسا عمدہ برتاؤ کیا کہ شاید برٹش اٹلاچی کے ساتھ بھی یہ حسن سلوک  
 نہ کیا جاتا کہ پستان حسن آفندی نے بی کو باصرار اپنا بستر دیا اور خود وہیں شب  
 ایک تکلیف دہ صوفے پر سوتا رہا جو اس قدر چھوٹا تھا کہ سوتے وقت ایک  
 بیہ کی بنی ہوئی کرسی پیروں کے لیے اُس کے ساتھ شامل کرنی ہوتی تھی اور  
 یہ مشرّف افسر اپنے کھانے میں بھی بی کو برابر شریک کرتا رہا جس کی بابت بی کا  
 خیال تھا کہ وہ ایسی مہربانیوں کا اسوجہ سے کہ وہ ترکون کی طرف سے لڑنا  
 چاہتا تھا ہر طرح مستحق تھا جب اُس نے میرے سامنے اپنا خیال ظاہر کیا تو مجھے  
 بہت غصہ آیا اور میں اُس سے کہا کہ وہ ناخواندہ میہمان ہونے کے علاوہ  
 بحیثیت سپاہی کے طرابلس میں بالکل بیگاہ ہے اور سوائے ترکون کے  
 اور کوئی دوسری فوج موجودہ حالت میں اسکا لیے درمیان ایک لمحہ بھی  
 ٹھہرنا پسند نہیں کر سکتی بی اکثر اوقات بیوقوفی سے متکلفی کی باتیں کر بیٹھتا

تھا جسکا باعث اس کے بہت سے جاہلانہ خیالات تھے مگر اُس کی باتیں ہمیشہ نیک نیتی پر مبنی ہوتی تھیں کیونکہ وہ فیاض طبیعت اور مہربان دل رکھنے والا شخص تھا۔ ایک مرتبہ بی نے سلطانی فوج کے عمدہ افسروں میں شمار ہونیکے لائق ہوئے بے سے کہ اس کی باقاعدہ فوج کی قواعد باقاعدہ نہیں کیجاتی اس قسم کی تنقید کا اثر بھی برا ہوتا چاہیے تھا مگر یہ تیسرا موقع تھا کہ اس کی تقریر کا حاصل نہیں سمجھا گیا سینے موسیٰ بے سے بی کی سفارش کی تو انہوں نے مجھ سے کہا تاوقتیکہ صدر مقام سے احکام موصول نہوں بی کو آگے جانے کی اجازت نہیں مل سکتی۔ البتہ میری نگرانی کے بہرہ پر اجازت مل سکتی ہے جسکو میں منظور کر لیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بجائے میرے بی نے میری نگرانی کی اور سچ تو یہ ہے کہ اُس سے زیادہ مدد و رشتہ جملہ کبھی میسر نہیں ہوا۔ میں نے جرات کر کے بی کو مشورہ دیا کہ اگر وہ باورچی کی خدمت کو قبول کرے تو میرے ڈیرے اور کھانے وغیرہ میں شریک ہو سکتا ہے اور اس صورت سے متفقہ کام میں ہم دونوں کو آسانی ہوگی۔ اس انتظام کو بی نے قبول کر لیا جسکی استعدادی اور عملی کام کرنے کی قابلیت نے کیپ کے قیام کو ایسا پُر طفت بنا دیا کہ ہمارے کھانے پر اُس پاس کے آدمیوں کی نظر پڑنے لگی۔ بی کا ارادہ تھا کہ جلد والنیئر بکر ترکی فوج میں شامل ہو جائے۔ لیکن میں نے اُسے پیشتر ہی سے مطلع کر دیا تھا کہ وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بغیر عربی ترکی یا فرانسیسی زبان جانتے کی کمیشن پاس کرنے کی توقع نہیں ہو سکتی اور بدون قواعد جانتے کے معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھی بہرتی نہیں کیا جاسکتا۔ رہا عربوں کے ساتھ حملوں میں شریک ہونا اس صورت میں اٹلی والوں کے ہاتھ سے مارے جانے کے بجائے اپنے ہی ساتھیوں کے ہاتھ سے قتل

ہونیکا زیادہ قوی احتمال تھا چنانچہ میری تمام پیشینگوئیوں صحیح ثابت ہوئیں۔  
 فتحی بے نے بنی کو کسی طرح بھی فوجی خدمت میں لینا گوارا نہ کیا۔ جس کی وجہ یہی  
 ہے کہ مسٹر مانٹیک کی مختصر خدمات نے عثمانی افسروں کو ایسی تکلیف و رقت  
 میں مبتلا کیا تھا کہ مجھے آئندہ ایسے انگریزی کوارہ گرد آدمیوں کے واسطے داخلہ  
 کی قطعی حق بجانب بندش کا خوف ہے جو عثمانی حملہ آور فوج میں بھرتی ہو کر  
 قواعد کی خلاف ورزی کرنا پسند کرتے ہیں۔ بنی کو بیخوف جاپانہ سپاہوری کا پتلا اور  
 شہسواری میں بھی کامل مہارت رکھتا تھا جرات کا ایک نمونہ تو اس کی اس دلیری  
 سے پایا جاتا ہے کہ بلا کسی تجربہ اور زبان دانی کے اُس نے سفر میں محض اپنی الو العری  
 سے بڑی دقتوں پر فتح پائی تھی اور پوسے ایک سو پچاس میل پیدل سفر کر چکا تھا  
 دوسرے عزیز کی مسلسل ایک ہفتہ کی گولہ باری کے زمانہ میں ایسی صورت میں  
 کہ دو موقعوں پر وہ بال بال بچا برابر عزیز میں قیام پذیر رہا تھا۔ مگر موجودہ جنگ  
 میں وہ کچھ بھی کارآمد نہیں تھا۔ اگر اُسے عربی ترکی یا کم از کم فرانسیسی زبان سے اُفقت  
 ہوتی تو باوجود عدم تربیت فوجی کے وہ ترکوں کے واسطے کارآمد جاسوس  
 ثابت ہوتا۔

ہم سب کے ساتھ ترکی افسران زوارہ نہایت خوش اخلاقی سے پیش  
 آتے رہے اور ازراہ ہمان نوازی ہمارے قیام کا انتظام اپنے ہی پاس اُن  
 بارگاہ میں کیا جو کچھ روں کے سائے اور قصبہ کے مشرق میں واقع ہیں ان  
 طولانی عمارتوں کے بڑے حصہ میں سب اہی مقیم تھے اور اس کے وسطی وچ  
 برآمدہ دار حصہ میں افسر جسے ایسی مسجد کی قربت کا افتخار حاصل ہے جو نہ صرف  
 نماز کے کام آتی تھی بلکہ اس میں عربوں سے ترکی افسر تاجاویز متعلقہ جنگ بھی  
 طے کیا کرتے تھے اور ہمارا اسباب بھی ایک جدید سنتری کے تقرر کیساتھ

اُس مقدس عمارت کے قریب ایک مکان میں رکھا گیا۔ اسلام میں مسجد کی عظمت بمقابلہ کلیسا کی اُس عظمت کے جو عیسائیوں میں قرون وسطیٰ سے موجودہ زمانہ تک پائی جاتی ہے کم ہے۔ مسلمانوں کی عبادت خالق اور بندے کے درمیان بلا واسطہ ایک ایسا فعل ہے جو امام اور مسجد کے قیود سے آزاد ہے اگرچہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جماعت پر زور دیا ہے لیکن خود انھوں نے اور نہ اُن کے مقلدین نے مجمع کی عبادت گزاری کو کبھی وہ وقعت دی جو سینٹ پال اور اسکے بعد کے رہنما یان مذہب عیسوی نے متحدہ پرستش کو دے رکھی ہے۔

زوارہ کا موجودہ افسر اعلیٰ ایک ممتاز لبنی عرب فوجی کالج انتہول کا تعلیم یافتہ اور اُس امام بھیجی کا عزیز بھائی محمد موسے بے جس نے اگر پچھلے دنوں ترکی کے خلاف بغاوت میں شہرت حاصل کی تھی تو فی زمانہ اسلام کو موجودہ خطرہ میں پاکر ترکی کی موافقت و رفاقت میں امتیاز خاص حاصل کیا ہے۔ بھاشی موصوف نے جہان زوارہ کی ساحلی کمانڈ میں پوری قابلیت کا اظہار کیا ہے وہیں عربوں پر اپنا عجیب اثر قائم کر رکھا ہے بہر صبح پشت بارگ پر ببقاعدہ فوج کے آدمی متعدد درخواستیں شکایتیں اور اطلاعات لے ہوئے جمع ہوتے ہیں جن کے درمیان پھٹنے والے گولے سے تلوار کے بیکار ہو جانے کے باعث غیر مسلح طور پر انکا کمانڈنگ بائین ہیئت کھڑا ہوا ہر ایک کی بات سنتا اور نصف گھنٹہ کے اندر اندر تمام عربوں کو خوش خوش واپس کر دیتا ہے کہ پیر میں سلیمپور اور سر پر سفید چوٹی ٹوپی ہے تو ٹانگوں میں پُرانا پتلون۔

میجر موسیٰ بے جیسا رحل ہے ویسا ہی ضرورتاً سخت گیر جباً دل مرتبہ قصبہ پر گولہ باری ہوئی ہے تو باشندوں کی سراسیمہ حالت سے پایا جاتا تھا کہ

کل قصبہ کی آبادی ایک لخت بھاگ نکلتی ہوئی زوارہ کوٹلی کی خشکی پر اترنیوالی فوج کے رحم پر چھوڑ دے گی۔ لیکن موقع شناس میجر موسیٰ بے بنے یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کے حکم مضبوط ہو کی تعمیل کو عام اضطراب کے آگے پس پشت ڈال دیا گیا ہے مصلحتاً مضطر رکن جماعت کے دو خاص سرغنوں کو بذات خود اپنے ریوالور سے ہلاک کر کے پراسن سکون قائم کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مستوجب نفرت حملہ آوروں سے سرزمین طرابلس پر پہلا قدم رکھتے ہی مقابلہ کرنے کی نیت سے انہیں عربوں کی ایک بڑی جماعت جوٹلی کی اچانک گولہ باری سے مرعوب ہو چکی تھی۔ روزانہ ساحل سمندر پر ٹلی کی خشکی پر اترنے کی عرصہ سے دی ہوئی دہکی کے انتظار میں تاک لگائے بیٹھی رہتی ہے اور ان کی نظریں پر شور مچنے والے گولوں کی آتش باری آتش بازی سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہے موسیٰ جبے لے جوتہ پیر سیدی سعید بن خشکی پر اترنیوالی فوج کے راستہ کی بابت اختیار کی تھی اس کا ذکر کسی اور عمدہ موقع کے لیے محفوظ رکھتے ہوئے اس جگہ یہ ظاہر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میجر موصوف کے قابل تعریف کاموں میں عربوں کی یہ تربیت بھی داخل ہے کہ ان کے سپاہی مناسب موقع کو نظر انداز نہ کرتے ہوئے بے موقع آتش باری سے پرہیز کرتے ہیں گو عربوں کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط کا پیدا کر دینا بادی النظر میں قابل تعریف نہ ہو مگر وفادار عربوں کی سخت تیز مزاجی اور من مانی کاروائی پر مبنی طریقہ جنگ سے واقف ہیں وہ میجر موصوف کو داد دے بدون نہیں دے سکتے۔ موسیٰ بے کی ماتحتی میں علاوہ ہنایت قابل اور نہایت ہی ملنسار طبع کپتان حسن آفندی کے ایک فرانسیسی جاننے والا خوش مزاج نوجوان فرانسیسی کمیشن یافتہ افسر تھا اور دوسرا ایک پاک مسلمان مہر شخص تھا جس نے

اپنی قابل احترام خدمات کے صلے میں معمولی سپاہی کے درجہ سے کمیشن تک ترقی پائی تھی یہ محرم فسر جب کسی عرب یا حبشی پر ناراض ہوتا تو حالت عیض میں اسے پکڑ کے سر پر سکے مارتا مگر یہ یہ تاویب کی جاتی تھی وہ بجائے ناراض ہونے کے کھل کھلا کر ہنسا کرتا۔

فی الحقیقت اٹلی والوں کو مکانات و مساجد سے کسی قدر فاصلہ پر واقع ہونے کے باعث سمند سے صاف نظر آینوالی بارگوں پر گولہ باری کرتی کا حق حاصل تھا لیکن شمل اور مقامات کے زوارہ میں بھی کم از کم بارہ مرتبہ کی گولہ باری میں مکرر سہ کر غیر محفوظ آبادی پر گولہ باری کو منع کرنے والے قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے سینے زمین سواری پر گلیوں میں پھرتے ہوئے ہتھیار خود دیکھا کہ بند وقون اور توپوں کے ذریعہ سے عمل میں لائی ہوئی تباہی کی علامتیں جا بجا نمایاں تھیں تمام قصبہ میں تنہا ایک منزل سے زیادہ درجے رکھنے کے باعث بلند ہونے کی وجہ سے خواہ مخواہ گولہ باری کا نشانہ بننے والے مباشی کے مکان سابقہ کو کم از کم بیس پھٹنے والے گولے برسا کر تباہ کیا گیا تھا جن میں سے دو گولوں کے گرنے کی جگہ ایک متصلہ دکان میں اپنی آنکھ سے دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا اور وہاں براستیار کے بنے ہوئے پھٹنے والے گولوں کے ایسے ٹکڑے پائے گئے جنہر الفاظ آٹھ پونڈ تحریر تھے۔ گولہ باری سے اگر ایک طرف چھت میں بڑا سوراخ ہو جانے پر ایک مہی اوزن چار دوکانین متاثر ہو چکی تھیں تو دوسری طرف بالکل پتھروں کا ایک ڈھیر معلوم ہوئی والے اسکول کے ہم آخوش زمین ہو جانے پر خود عدالت کی عمارت زخم خوردہ حالت میں سرنگو تھی۔ اس قسم کے مالی نقصانات کے علاوہ جتنا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ چند جائیں بھی تلف ہوئیں ہیں ایک مرتبہ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے اٹلی

نے اپنے معمول کے موافق مگر مہذب رواج جنگ کے خلاف بغیر اطلاع  
 یکا یک عریوں کے غیر محفوظ مکانات پر گولہ باری شروع کر دی جس کی وجہ  
 سے دو یا تین عورتیں قصبہ سے بھاگ جانے کی کوشش کرتی ہوئیں ہلاک  
 ہو گئیں تھیں ان بے پناہ انسانوں میں سے بڑی تعداد نے رگڑا لیں جا کر پناہ  
 لی مگر سینے کچھ عرصہ کے بعد واپسی کے موقعہ پر دیکھا کہ باشندگان روارہ نے  
 جنگی جہازوں کی گولہ باری سے بے پروا ہو کر قصبہ میں معمولی طور پر زندگی بسر کرنی  
 شروع کر دی ہے حالانکہ ایک بعد کی گولہ باری میں بھی کھجور کے درختوں میں  
 کھیلتا ہوا ایک حبشی بچہ پھٹنے والے گولے میں سے نکلی ہوئی ایک گولی کا زخم  
 کھا کر فوراً مر گیا تھا۔

نظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اٹلی نے اپنی بزدلانہ گولہ باریوں میں ہر قسم  
 کے پھٹنے والے گولوں کا استعمال کیا ہے کیونکہ سینے روارہ میں ہر کشتن  
 اور چہہ انچہ قطر کے پھٹنے والے گولوں کے ٹکڑوں کے علاوہ اور ایسے اجزاء بھی  
 دیکھے جو مختلف قسم کے پھٹنے والے گولوں میں استعمال کیے جاتے ہیں۔  
 سوائے اسکے اپنے سونے کے کمرہ میں ایسے پھٹنے والی گولیوں کی ایک کثیر تعداد  
 دیکھی جو چہہ یونٹ کے پھٹنے والے گولے کی گولیوں سے سنگی بڑی تھیں کم از کم  
 پانچ سو پھٹنے والے گولے اس چھوٹے عربی قصبہ اور اس کی بارگاہ پر کسی کسی  
 وقفہ کے بعد ہونیوالی مختلف گولہ باریوں میں پھینکے گئے تھے دوسری دفعہ  
 کی ۸ نومبر سے ۲ دسمبر تک پانچ دن متواتر ہونیوالی سب سے بڑی گولہ  
 باری میں کلیتہً پھٹنے والے گولے ہی استعمال کئے گئے تھے جو بروز اول دس  
 بجے دن اور باقی ایام میں صبح ہی سے سب سے پہلے مسلسل طور پر جاری رکھی  
 جاتی تھی۔

فوجی عمارت کو بُری طرح سے نقصان پہونچا گیا تھا جس کمرہ میں میں مقیم تھا اس میں سے بنظر احتیاط ہر ایک چیز از قسم فرنیچر علیحدہ کر دی گئی تھی کیونکہ ایک مرتبہ ایک گولہ کھڑکی میں سے نکل کر دیوار میں لگ چکا تھا جس کی وجہ سے تمام عمارت میں پھٹنے والے گولے اور گولیوں سے پیدا ہونے والے چھوٹے بڑے سوراخوں کے مجموعی طور پر پینتیس مغز نشان موجود تھے ایک اور گولہ سپاہیوں کی بارگ کے کونہ میں لگتا اور ایک کھجور کے درخت کے دو ٹکڑے کرتا ہوا زمین پر لگ کر فسران کے کمرہ کی بیرونی دیوار میں سوراخ پیدا کر کے ٹھنڈا ہوا تھا۔

ترکی فوج کا کوئی شخص بھی ان تقریباً روزانہ پیش آنے والے واقعات سے ذرا بھی متاثر نہ معلوم ہوتا تھا تاہم زوارہ چین اور آرام سے زندگی بسر کرنے کے لائق نہ تھا کیونکہ کبھی دن اور کبھی رات میں سنتریوں کے پاس سے خبر لانیوالا سپاہی آکر کہتا کہ اُلی کا جنگی جہاز قصبہ کی طرف آرہا ہے جسے سنکر ہر ایک شخص اُن وسیع ریت کے ٹیلوں کی جانب چل دیتا جو آبادی اور ساحل کے مابین واقع اور سمندر کی سمت سے حملہ ہونے کی حالت ابھی کہیں گاہین ثابت ہو اگر قی پین جہان پہونچ کر ترک و عرب نشیبی حصوں میں اس وقت تک پڑے رہتے جب تک جنگی جہاز گولہ باروت اُن کے سروں پر ضایع کرتا رہتا یا تھوڑی دیر توہ لگا کر آہستہ آہستہ واپس نہ چلا جاتا۔

ترکوں کے اطوار سے پایا جاتا تھا کہ وہ گولے و گولیوں کو خفیہ سمجھتے ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات اٹالیوں نے پھٹنے والے گولے ریت کے ٹیلوں پر بھی اُٹائے لیکن اکثر ترک سپاہی نشیبی حصوں میں پڑے سوتے رہے اور بعض سن رسیدہ سپاہی تو بدون نتیجہ کا خیال کے کھلے میدان میں پڑے ہوئے خڑٹوں سے توپوں کی آواز کا جواب دیتے رہے۔ البتہ عرب دشمن کو نگاہ



رکھتے ہوئے مکانات اور کھجورون کو تباہ کر دیا۔ اے حملہ آورون پر بہت بڑی دشمنی کو ظاہر کر دیا۔ الیٰ لعنت علیہم رستے تھے۔ ان لوگوں میں کس قدر شاندار فوجی مادہ ہے جن میں کاہر ایک شخص تو بصورت مستعد اور ہر قسم کی تکالیف برداشت کرنے پر قاصر اور اپنی غریبانہ چھوٹی اور بے آب گیارہ بیابان کی حفاظت کی خاطر چھوٹے میدان میں کھڑے ہو کر بغیر تھکری کے یورپ کی خوفناک آتشباری کا مقابلہ کرتا ہے۔

جو یہ قوفانہ روایتیں اٹلی کے اخبارون میں شائع ہوئی ہیں ازاںچھ ایک یہ ہے کہ عرب ترکون کے دباؤ سے لڑ رہے ہیں۔ علاوہ اس خیال کے کہ طرابلس میں عربون اور ترکون کی تعداد میں کیا فرق ہے۔ بین وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو شخص لفظ اٹلی کو اپنی زبان سے ادا کر کے عربون کے چہروں کی طرف دیکھے اس پر اس روایت کی بے بنیادیاں پورے طور پر ثابت ہو جائے گی جبکہ سے بیان کیا گیا کہ اٹالین ترکون سے زیادہ عربون سے ڈرتے ہیں اور جب کہ انھوں نے زوارہ اور عکا جیسے غیر محفوظ مقامات پر گولہ باری کی ہے تب سے عربون کی نفرت زبان پائیداری کے ساتھ بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

جھوٹی خبرون کی بنا پر میرے آرام میں کئی مرتبہ یا میں طور تھل وقوع ہوا کہ علی الصبح دروازہ کھلا اور محمد خاوم نے ایک ملازم ہوٹیل واقع کیلے کی شایان شان بے پروائی کے انداز سے کمرہ کے اندر قدم رکھتے ہوئے کہ ”وٹمن آگیا“ میں نے اپنے خیالات اور کپڑے جمع کرنے شروع کئے اور محمد سے کہا کہ وہ کار آمد اسباب کو مسجد میں پہنچا دے کیونکہ ہمارے سونیکہ کمرہ خصوصیت سے بحری توپوں کے لیے آسان نشانہ تھا اور اس حالت میں صرف بسترہ کا ضایع ہو جانا بھی

خالی از وقت نہوتا باہر نکل کر دیکھا تو ترکی باقاعدہ فوج آراستہ ہو کر بیت کے ٹیلوں کی جانب روانہ ہو چکی ہوئی اور اس جگہ دو روز تک سیلی ہوئی اُن خندقوں میں جو بغرض حفاظت تیار کی گئی تھیں کسی مناسب موقعہ کے انتظار میں جا کر بیٹھ جاتی ایک مرتبہ میں ریگنٹا ہوا ایک ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ گیا جہاں سے تقریباً پندرہ سو گز کے فاصلہ پر جنگی جہاز کے لنگر انداز ہونے کی وجہ سے ڈک تک کا آدمی بخوبی نظر آتا تھا جس کی آرمی باری کے لیے فصبہ باریگین اور کھجور کے درخت غیر محفوظ تھے اس وقت میں خیال کیا جب یہاں کوئی قوت جواب دینے کے قابل نہیں ہے تو یہ جہاز ازراہ شیطانیت مخلوق کے برباد کر نیکے وسائل پر کس آسانی سے ہر طرح قادر ہے۔ ایک عرصہ کے بعد ٹیمپس اخبار میں ایک اطالین نامہ نگار کا یہ بیان پڑھ کر مجھے کشفہ تعجب ہوا کہ زوارہ کی گولہ باری کے اشارے میں اٹلی کے جنگی جہاز کو وہاں توپ سے جواب دیا گیا تھا اگر یہ سفید جھوٹ نہیں ہے تو نامہ نگار مذکور عربی قصبات کی مروجہ تشبازی سے دھوکا کھا گیا۔ زوارہ میں بہت پُرانی اور چھوٹے منہ کی صرف ایک توپ تھی۔ کاشش ہمارے پاس ریتیلے ٹیلوں میں پوشیدہ طور پر ایک کا آمد تو یہ بخانہ ہوتا جس کے ایک ہی حطا نکر نے والے گولے سے جنگ دو سو وارو کا عملی سبق اطالین کو حاصل ہو جاتا۔

دشمن کی پیش قدمی کے منتظر ریتیلے ٹیلوں میں پڑے ہوئے سپاہی بطور دفع الوقتی دلچسپ پیرایہ میں اٹلی کی قوت کا خاکہ اڑایا کرتے تھے۔ کہیں غیر محضرت رسان پھٹنے والی گولیوں کے سر دھو کر گرنیکا مذکرہ تھا تو اس سے بھی پڑھ کر کہیں اٹلی کی گولہ باریوں کے بیکا ر ثابت ہو نیکا مذکور۔

گو باوی النظر میں یہ امورات جو گپ بازی کے طور پر بیان کئے جاتے تھے  
بعید از قیاس معلوم ہوتے ہوں مگر تجربہ کے لحاظ سے خیر معمولی نہ تھے  
کیونکہ جب پھٹنے والا گولا اپنی معینہ مسافت کے مقابلہ میں بہت کم فاصلہ  
پر گزرتا ہے تو اس کے اندر سے نکلی ہوئی گولیاں معمولی پھٹنے والی گولیوں سے  
زیادہ تیزی نہیں رکھتیں اور ان کے گزند سے ہر ایک چھتری رکھنے والا  
آدمی محفوظ رہ سکتا ہے حتیٰ کہ بعض اوقات جیسا کہ معلوم ہوا ہے یہ گولیاں  
جیبوں اور توشہ دانوں کے اندر گزرن اور کپڑے تک کو نہ خراب کر سکیں  
زورہ کو ایک عظیم الشان گولہ باری کے نتیجہ میں دو بکرون کے علاوہ طرابلس کو  
ایک ایسے سانپ کا بھی شدید نقصان برداشت کرنا پڑا جو ٹیلے کی چوٹی  
پر مردہ پایا گیا تھا اور جس کی ہلاکت کی نسبت بھی یقینی نہیں کہا جاسکتا  
کہ آیا گولہ باری یا اس کے خوف سے وقوع میں آئی تھی یا کسی اور وجہ سے  
ان دلخوش کن غب بازوں میں ایک عربی اور ترکی کے علاوہ تقریباً کل  
زبانین جانتے والا البانی مسلمان اربوٹ نامی بھی تھا جو اگر اپنے شہر  
بوکارست کی مدح سرائی میں سرگرم تھا تو اس کے ساتھ ہی اپنے روزانہ ایک  
سنہری لیر اکمائے اور چکاگو میں رہنے والے ہسانی کا ذکر رشک سے کرتے  
ہوئے برٹش سپاہی کی خوراک و تنخواہ وغیرہ کے حالات دریافت کر نیٹکا  
مشتاق تھا اور جب اپنے اس کے ہمتیہ انگریزی فوج کے نئ کمیشن افسر  
کی تنخواہ سے اُسے مطلع کیا تو وہ متعجبانہ طور پر حیران رہ گیا۔

ہلال احمر کی جماعت معہ کپتان ٹیلیہم غزنیہ کی جانب بسرعت تمام  
سفر کرتی رہی اور میں مختلف وجوہ سے تین شبانہ روز زورہ ہی میں قیام پذیر

رہا جہان کا ساطی نخلستان جو میرے دیکھے ہوئے طرابلس کے تمام مقاموں  
 میں سب سے زیادہ خوبصورت ہے میری دلچسپیوں کا باعث ثابت ہوتا رہا  
 مسٹر ایسٹ اور مجھ پر بہت ہی مہربانی کرنے والے کپتان حسن آفندی نے اپنے  
 یونانی بولنے والے سونیکی مسلمان ملازم کو جو عموماً ہر قسم کے کھانے اور خصوصاً  
 ترکی قہوہ بہت ہی اچھا تیار کرتا تھا ہماری خدمت پر مامور کر دیا۔ ہماری دانگی  
 سے ایک روز قبل ایسی حالت میں کہ زوارہ کا یونانی النسل فوجی ڈاکٹر پہلی  
 گولہ باری کے بعد پناہ گزینوں کے ہمراہ رگڈالمن چلا گیا تھا بیچارہ حسن آفندی  
 ووری بنجار میں مبتلا ہو گیا۔ میں بذریعہ ٹیپہ بچہ حرارت کے معمولی درجہ  
 پر ہونے کا اطمینان کر کے بازار گیا جہاں اجناس کی قیمت پر زمانہ جنگ کا  
 مطلق اثر نہیں تھا چنانچہ مریض کے شوکیے کے لیے سوا فرانک کو ایک مرغی  
 جو کہ سیٹھ دُوبلی تھی اور پچھتر ساٹھ مین بارہ انتہ و آدھ پونڈ مسٹر خرید کر  
 ایک ہوشیار عرب لڑکے کے ہاتھ بایں تاکید کمپ کو بھیج دئے کہ مرغی کو  
 جس کے آخری وقت کی بابت میں چاہتا تھا کہ جس قدر ممکن ہو خوشی میں  
 گزے مسٹر خوب کھلائی جائے۔ میں غروب آفتاب کے بعد کھانا کھا کے  
 الوداعی گلگشت کے طور پر نخلستان گیا جہاں ہر جہاں طرے کہی کتے کے  
 بھونکنے یا کیڑوں کی نہیں تھی آواز سے ٹوٹنے والی خاموشی چھائی ہوئی تھی  
 دبیر فلک غیر معمولی سُرخ کی ساتھ چمک رہا تھا اور چاندنی اس قدر صاف  
 تھی کہ بارگاہوں کے کیسٹ گل کر دئے جاتے پر بھی سمندر سے عاتین بخوبی  
 نظر آرہی تھیں طرابلس میں کسی جگہ بھی فوجی خدمات موسیٰ بے کے  
 کمپ سے زیادہ بہتر طریقہ پر انجام نہیں دئے جاتے چنانچہ مجھے ایک

ٹیلے کی چوٹی پر جہان سے جنگی جہاز سمند میں ایک ڈراونی مخلوق کی طرح  
 بڑا ہوا آہستہ آہستہ سفر کرتا نظر آ رہا تھا۔ ہو چکے ہی ایک سنتری نے ٹوکا  
 مینے والی پر کمانڈنٹ کو بعد اداے شکریہ کی سفار تخانہ سے حائل  
 کیا ہوا مہربانی آمیز تقار فی خط دکھاتے ہوئے الوداع کہی اور اس کی  
 بہادر فوج کی کامیابی کی دعا مانگی تو اس نے میرے دونوں گالوں پر  
 بوسہ دیا۔

ہم آٹھ بجے شام کو راہی عزیمات ہوئے رات بہت خوشگوار تھی  
 جس کی دلچسپی کو مسٹر ایسٹ اور بی کے علاوہ دو اور نئے افسروں کی ہمراہیت  
 نے بہت زیادہ بڑھا دیا تھا جو ہماری روانگی سے ایک روز ہی پیشتر سرحد  
 عبور کر کے آئے تھے اور جن میں سے ایک تو اپنے سرخ کوٹ میں بہت  
 ہی خوبصورت معلوم ہونیوالا اٹیسوین رسالہ کا کپتان عارف بی  
 تھا اور دوسرا تو بنگالہ کا ایک عرب فسر باشندہ بیسو پوٹومیا۔ یہ میری  
 خوش قسمتی تھی کہ ہمسفری کے علاوہ مجھے عارف بی کے اور کمالات  
 دیکھنے کے موافقات بھی پیش آتے رہے خصوصیت سے جسکی جاسوسی کی  
 قابلیت ترکون کے حق میں بیش از بیش کار آمد ثابت ہونیوالی تھی۔  
 گھوڑے نہ مل سکے کی صورت میں اگر بار برداری کے اونٹوں پر  
 سفر کرنا تکلیف دہ تھا تو عزیمات کے راستہ کے بعض موقعوں پر پیدل  
 چلنا بھی دشوار تھا خصوصاً آخری دو میل دھنسے والی ریت اور بٹے بٹے  
 ریتیلے ٹیلوں پر شتمل ہونے کی وجہ سے بڑے دشوار گزار تھے ایسے بعض  
 ہمراہیوں نے اونٹ کی سواری کو ترجیح دی۔ مگر میں اور بی پوسے چالیس  
 کیلو میٹر کا رات بھر سفر کرتے ہوئے صبح چہرے بجے عزیمات پہنچ کر میں گھنٹہ

کے واسطے بوریوں پر لیٹ گئے۔ ہماری زندگی کے طریقے بے ربط اور ہمارے  
انفعال باہم دیگر غیر متناسب تھے اگر رات میں جاگنا مفید رہتا تو دن کو ہمیں  
عربوں سے گہری ہونی حالت میں کھینچنا ضروری ہوتا مگر تمدن میں  
صبح چار بجے نالچ سے واپس آئیوں اے کم شود غل کی عام موجودگی میں یرون  
کے اندر سو سکتے ہیں لیکن طرابلس میں اونٹوں آدمیوں اور دھوپ کی  
موجودگی میں نیند کا آنا تقریباً ناممکن ہے۔

دوپہر سے پہلے پہلے ہم عزیمات نہ چھوڑ سکے کیونکہ ہمارے اونٹ  
بہت ہی سست رفتار تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ ہم سے دو گھنٹہ کی  
مساافت پر پیچھے رہ گئے تھے ان اونٹوں کے گالوں پر میرے دیکھے ہوئے  
اور حصص مشرق کے نشانات کی طرح جو مختلف غیر عرب ذرائع سے ماخوذ  
کئے جاتے ہیں عجیب قسم کے داغ دے گئے تھے صرف سقوط زمین اس قسم  
کے نشانات کا ماخذ سب سے پُرلے عربی حروف ہیں لیکن وہ بھی زمانہ  
سابق کے گھوڑوں پر نشانات دینے کے کام میں لائے جاسے واسے دو  
متروک الاستعمال یونانی حروف سے دلچسپ مشابہت رکھتے ہیں۔  
ایک اور دلچسپ مقابلہ کھیلوں کے باسے میں ہے میں نے زوارہ میں بھی  
عرب بچوں کو انگلستان کے قصبات اور مواضع کی طرح ایک ٹانگ  
اٹھا کر کھیلنے ہوئے دیکھا اور زمین پر جو خطوط کھینچنے کے متعلق پوچھے گئے  
تھے وہ بھی انگلستانی طریقہ کے تھے قبل ازیں کھیل کا یہ ہی نمونہ سقوط  
میں بھی دیکھا جا چکا تھا اور سنسکرت کے وہ الفاظ جنہیں بچے داؤ  
لانے کی حالت میں ادا کرتے ہیں بہت ہی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ  
مختلف زبانوں میں ایک ہی مطلب کے واسطے استعمال کئے جاتے ہیں۔

غرضیکہ ان تمام باتوں پر غور کرنے سے قدامت کے باہمی واسطوں پر تیز روشنی پڑ سکتی ہے۔

عزلیات سے زاویہ جانیوالا راستہ پہلی رات کے راستہ سے زیادہ پُر لطف تھا کیونکہ یہ راستہ ایسے غیر مسطح قطعات میں ہو کر گزرتا ہے جہاں وقتاً فوقتاً کھجوروں کے جھنڈ اور انجیر وغیرہ کے کنبج ملتے رہتے ہیں آٹھ سبجے باغات اور کتے دیکھنے میں آئے اور بند و قون کی آواز سے سفر کے ختم ہو جانیکا گمان ہوا مگر ہمیں یہ معلوم کر کے بہت مایوسی ہوئی کہ یہ قصبہ سرمان ہے اور زاویہ تک ابھی تین گھنٹہ کا سفر باقی ہے سینکڑوں عورتیں اور مرد ایک جنگ میں شہید ہوئے عرب کی نقش پر جو مہاجر جنگ سے ابھی لائی گئی تھی یا آواز بلند روہے تھے، اثناء قیام سرمان میں دو افسردہ لڑکیاں تھپا ہیوں کے ایک چھوٹے سے کمرہ میں بیٹھنا ہوا ایوا لورون کے متعلق گفتگو کر رہا تھا عارف بے میرے اسٹیمپر پینٹول کی باتہ دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے اپنا بڑے منہ کا منہ دیکھا کر میب میں رکھنا چاہتا تھا کہ اتفاقاً بلبلی دبجائی کی وجہ سے اسکی بڑی گولی نے میرے پیر سے ایک انچہ کے فاصلہ پر فرش سنگی میں شکاف پیدا کر دیا اور جس کے ساتھ ہی دھماکے سے ایک ایک لیمپ کے گول ہو جانے پر تاریکی میں ایک عرب لڑکی بھیانک طریقہ سے چلانے لگی۔ میں فوراً دیا سلائی جلائی اور ہمیں یہ دیکھ کر بڑا اطمینان ہوا کہ شکاف فرش سے اچھے ہوئے ایک پتھر کے ٹکڑے سے لڑکی کی برہنہ ٹانگ کو ناقابل عوز خفیف نقصان پہونچا تھا اور حقیقت نیکی و ہما کا اور اندھیرا ہونکی وجہ سے چلانے لگی تھی ورنہ میں اور وہ بال بال بچ گئے تھے۔

ہم نے اپنا بقیہ تکلیف وہ سفر شروع کیا اور لا قصبہ سے نکل کر سمٹے  
ایک ننکا دھنسے والی زمین کو عبور اور ربع ازان کھجورون کی قطار کو  
ٹے کیا سمندر کے کنارے ایک بگلا اور چند اسناف بول ہے تھے  
اور ایک چھوٹے سے پانی کے حصہ میں آدمیوں سے نہ درنیو الی  
قازین پڑی ہوئی تھیں۔ ولہل یار کا نخلستان برا شاندار تھا جسکی  
اوپنے اوپنے درخت چاندنی میں زمانہ قدیم کے کسی مندر کے ستون میں  
ہوتے تھے مینے قبل ازیں کہیں ایسے شاندار کھجور کے درخت نہیں  
دیکھے تھے۔ اطراف کی ساری زمین زرخیر تھی ہر ایک جانب انجیر چکیا  
اڑو اور موسم سرما کے جود کھائی جیتے تھے جن کے گرد بڑے قد آور توہر کی باڑ  
جس میں سے غریب اونٹ کبھی کبھی ایک آدھ مزیدار لقمہ لے لیا کرتے  
تھے لگی ہوئی تھی۔ طرابلس کی آبادیوں میں کتوں کی وہ کثرت ہے  
کہ ہمیں اور دیکھنے میں نہیں آئی۔ جب ہم کسی گاؤں یا قصبہ کے نزدیک پہنچے  
تو دور ہی سے کتوں کی ایک جماعت بطور خیر مقدم بھونکنا شروع کر دیتی  
اور ہمارے گلی کو بچوں میں پھرنے کی حالت میں یہ چھوٹے چھوٹے سفید  
کتے غضبناک طریقہ سے بھونکتے ہوئے خام دیواروں میں منہ مارنے  
لگتے تھے۔ گوان کتوں کے لیے طرابلس میں کسی قسم کا شکار نہیں ہے  
مگر پاس بانی کے لیے بہت ہی کار آمد ہیں۔ برباد کے ہوئے قصبہ کے  
نزدیک پہنچنے کی خوشی ایک آرام دہ خوشی تھی۔ ایک تھکے ہوئے سپاہی  
نے بیدار ہو کر حتی الوسع ہماری راحت کا سامان کیا پہلے ایک برتن  
اور اچھا پانی چار کے واسطے لایا۔ میرے خیال میں بحالت سفر پینے کی  
چیزوں میں چار ہی سب سے اچھی چیز ہے باستثناء مدرسہ تمام سرکاری



عمار میں خراب حالت میں تھیں کیونکہ ولایت طرابلس بار خزانہ ہونے کی وجہ سے کورنٹ کا بڑاؤ بھی اُسکے متعلق مناسب حال تھا۔

صحیح ملاقات کے وقت مجھے کمانڈنٹ اور سول گورنر کے قریب کرسی دی گئی جہاں ایک حبشی اپنا مخصوص چرمی مشک ٹابا جا اور بہت سے آدمی مشرقی طریقہ پر چھوٹے چھوٹے ڈھول بجا رہے تھے جو اپنی طرز میں مغربی موسیقی سے اصولی مغایرت رکھنے کی وجہ سے ہماری دلچسپی کا باعث نہیں ہو سکتے تھے۔ بین بخلاف اس کے کالج کے بیسیوں مشرقی طلباء کو آکسفورڈ کے موسیقی جلسوں میں دیکھ کر خیال کیا کرتا تھا کہ آیا فی الحقیقت انھیں اجنبی راگ رگنی سے کسی قسم کی موانعت ہو سکتی ہے۔ چوک بین پانچ سو پندرہ عربوں کے مجمع سے ایک ہنگامہ برپا معلوم ہوتا تھا جو نشاط طبع کی فوج میں شامل ہونے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے ہمارے سامنے بینڈ باجے کے ساتھ چند آدمی دو جھنڈے لائے مینے تعظیماً اول جھنڈوں کو اور بعد شش باجا بجانیوالوں کو سلام کیا۔ لمبا شی نے اور مقامات کی بھرتیوں کی تعداد کے ساتھ مجھے نواح زاویہ سے ایک ہزار عربوں کی بھرتی کے حال سے مطلع کیا جس کی نسبت مبالغہ کا شبہ ہوتا ہے گو وہ نیک نیتی سے گفتگو کر رہا تھا۔ اور ترکوں میں اور بھی بہت سی قابل ستائش خوبیاں ہوتی ہیں مگر وہ طبعاً اعداد و شمار کی اہلیت نہیں رکھتے حتیٰ کہ قلم و عثمانیہ کی مردم شماری کا اختصار ٹیکس کے ایسے کاغذات پر ہے جس میں مکانات کی تعداد کے لحاظ سے فی مکان پانچ آدمی شمار کر لیے جاتے ہیں اس قیاسی طریقہ عمل کی موجودگی کا علم مجھے ایک ایسے شریف آدمی سے ہوا ہے جو پہلے ایشیائی کوچک میں سکونت رکھتا تھا۔

زراویہ سے تیز دھوپ کی گرمی میں فاصلہ رکھنے والی چھوٹی چھوٹی چٹانوں کی ایک قطار کی جانب ہم روانہ ہوئے جہاں پہونچ کر کھانے کے بعد عجائب خانہ افسورڈ کی خوش قسمتی سے مجھے دو عجیب قسم کے کیڑے دستیاب ہوئے جن میں سے ایک بہت ہی قابل نفرت موٹا جسم اور ہر وقت ہلتی رہنے والی چھوٹی چھوٹی ٹانگیں رکھنے والا بہت بڑا کیڑا ہے جو مارشیش منڈ کرہ ناول مصنفہ مسٹر ویس سے مشابہت تامہ رکھتا ہے اور دوسرا ابلقی کوہر بلا اسی موقعہ پر عربوں کی ایک جماعت آ پہونچی جن کے بحیال اطہار حکومت ماتحتوں کو وقتاً فوقتاً بڑوڑ اور آواز میں حکم دینے والے افسر سے ہمیں معلوم ہوا کہ انھیں کمانڈنٹ نے اٹلی کے کتوں سے ہماری حفاظت کرنے کے واسطے بھیجا ہے آپر لطف بیقاعدہ فوج میں سولے ایک کے سب کے سب ماز یا مارٹینی بند و قون سے مسلح تھے اور اکثر چھوٹے چھوٹے پرندوں پر فیر کرتے چلتے تھے ایک دفعہ ایک بھیلی دار گدہ پر تقریباً دو سو گز کے فاصلہ سے فیر کیا گیا لیکن کوئی چیز نہیں مری سینے ان کے سردار سے کہا کہ افسوس سلطان کا چہرہ باروت کس بیدردی سے ضائع کیا جاتا ہے جس کی کمی کو دوبارہ پورا کرنا مشکل ہوگا۔ اور کیا یہ زیادہ سودمند نہیں ہے کہ یہ سامان اطالیوں کے لیے محفوظ رکھا جائے سردار نے میری رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اس صرف بیچارے کو بند نیکا حکم دیا جسکی وجہ سے ہمارا سفر زیادہ محفوظ بن گیا۔

ہمارے بیڑ میں جہاں رات گذارنی تھی پہونچنے پر اٹلی کے جہاز نے سرچ لائٹ سے میدان میں روشنی ڈالی اور ہمارے چوٹا سا قافلہ اس روشنی کے ایک چھوٹے سے ہی حصہ میں آ گیا میری نظر برقی شاعونکی دھندلی

روشنی میں غریب عربوں کے چہروں اور گردنوں پر پڑی تو مجھے افسوس ہوا کہ  
 سرچ لائٹ میکسم توپین بالٹریان جنگی جہاز اور ہوائی جہاز یہ کیسی عجیبے لٹاک  
 چیزیں ہیں۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یہ فرزندانِ محراب اپنے پٹھے کپڑوں میں  
 رانفلین لیے نئے سب سے ضروری صفت کے مالک ہیں کہ مرنے سے ڈرتے  
 اگر ان کے پاس بھی فوجی سامان ہو تو بلاشبہ یورپ کی کوئی فوجی طاقت  
 انکا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ میرا مقصد یہ نہیں ہے کہ مہذب اصحاب موت سے  
 ڈرتے ہیں۔ فی الحقیقت وہ تلخی مرگ کے اس قدر خوف زدہ نہیں ہوتے جس قدر  
 انھیں اپنی دلچسپ زندگی عزیز ہوتی ہے تعلیم نفاست احوال و اسفال  
 کے آسان ذرائع کم خرچ تفریحیں ذاتی حفاظت اور قانون کی امن پسندی  
 یہ ساری باتیں ایک مہذب رعایا کو اسودہ حال اور خوش گذران رکھتی  
 ہیں اور یورپین روزیروں کو رکھا سکے والی نگلیفوں سے بچنے کے زیادہ خوشہنم  
 نظر آتے ہیں مزدور جنبہ ہماری فوجی قوت کا دار و مدار ہے زیادہ آرام نہ اور خوش  
 گذران زندگی کے واسطے چلا ہے ہیں۔ میرے خیال میں پرنے طریقہ کی جانب ازانہ  
 جنگ اور فتیابی کی امید نہ ہونے کی حالت میں بھی تاروں کے جالوں کو  
 پہاندے ہوئے خندقوں پر ٹوٹے پڑنا اور حملہ آوروں کی توپوں کو چھین لینا  
 وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں ہیں جو مہذب قوموں کو جلد یا بدیر تہیاجا دکھائے بدوان  
 نہ رہیں لیکن اور وہ زمانہ مہذب قوموں کی خوش قسمتی کا سمجھنا چاہیے جب تک  
 عرب جنگجوؤں کے مقابلہ میں اپنا اثر شیطان کے جیسے کارآمد ہتھیاروں سے  
 قائم رکھ سکیں۔ طرابلس کے غریب بادشاہین جنگی حالت میں مبتلا ہیں مگر انکی  
 زندگی اس قدر سخت اور فلسفہ ہے کہ جسکی تلخی کو موت بہت کم کر دیتی ہے علاوہ  
 ازمین وہ جنت کی خوشبوئے راک صرف گاتے ہی نہیں ہیں بلکہ ان پر ولی اعتقاد کرتے ہیں

فندق بیرطربین کی آبادی اسقدر بڑھ رہی ہوئی اور غلیظ تھی کہ باوجود  
 اٹلی کے تنخواہ دار بدرون کی غارت گری کی حکایت سن لینے کے مین اپنا  
 چھوٹا سا خیمہ بیرون آبادی ریلیے مقام پر نصب کر کے یہ خیال کرتا ہوا سو گیا  
 کہ کل چار گھنٹہ کا مختصر سفر ہماری حال کی آوارہ گردی کو ختم کر دیکا۔ رات بھر کی  
 شب بھر میں میرا تمام اسباب تیار اور چھوٹا سا خیمہ الگ روکے گلابی پھولوں  
 کی طرح دھلکڑ صاف ہو گیا تھا۔ اٹلی کے مردہ سپاہیوں کی جسم سے اونٹے  
 ہوئے فوجی اور کوٹ پہنے ہوئے بہت سے عربوں نے بذریعہ آگ  
 شب گزاری کی۔ مجھے اس خیال سے کچھ ہمدردی نہیں ہے کہ مردوں کے  
 کپڑے نہ اُتائے جایا کریں۔ اگر اُن کی ضرورت زندوں کو ہے تو مردوں کے  
 ساتھ ضروری سامان کی تدفین حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔



# باب سوم

## رفتار جنگ

گو برٹے انٹیمیشن اٹلی مرسلہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۱ء جو ۲۴ گھنٹہ کی مہلت پر مبنی تھا ۲۹ تاریخ کو مابین ترکی و اٹلی حالت جنگ شروع ہو گئی تھی مگر اس کے چار روز بعد طرابلس کے قلعوں پر اٹلی کے ساتھ میل تک بخوبی نقصان پہونچا۔ نیوالی توپیں رکھنے والے مضبوط بحری بیڑے سے گولہ باری کی گئی شہر میں چند ترکی گولنداز زیادہ سے زیادہ ساڑھ پانچ میل مار رکھنے والی کرپ کی توپوں سے جواب دینے کے واسطہ چھوڑ دئے گئے تھے مگر توپوں کے باہمی فرق کی وجہ سے خشکی سے جو گولے پھینکے گئے ان میں سے ایک بھی گولا بیر پیر نہ پہونچ سکا۔ اسی حالت میں جبکہ دشمن محفوظ از خطرہ ہونے کے علاوہ بہت ہی سہل اور غیر محفوظ نشانہ رکھتا ہو ترکی توپوں کا جلد خاموشی اختیار نہ کر لینا ناگزیر تھا۔

ل قسطنطنیہ سے اندرون ملک میں ہتھانے کی بابتہ تار کے بدیر موصول ہونے کی وجہ سے نشاطیہ کو اپنا حسن انتظام دکھانے کے واسطہ بہت ہی کم وقت ملا تاہم چند گھنٹوں میں اُس نے جو کچھ کیا وہ بڑی حد تک داخل مافوق العادت متصور ہو سکتا ہے گو منہ کی باٹریوں میں شمار ہونیوالی

معدوگولہ بارود کے کرپ کی اور چند میدانی توپیں جن کے ہمراہ لیجا نیکا فوری انتظام نہوسکا پیچھے چھوڑ دی گئی تھیں مگر موجودہ طرز جنگ کو دیکھ کر نشاط بے کی پیش بینی اور نندہر کی داد دینی پڑتی ہے کہ اسے ازراہ دانشمندی اپنی تمام تمام کامیاب کوششیں رانفلین اور کارتوسون کے ہمراہ لیجانے پر صرف کین اور وہ رانفلین اور گولی باروت جو اس کی خوش قسمتی سے رسد رسانی کے ورنہ نامی جہاز نے اعلان جنگ سے چند ہی روز پیشتر اسکے پاس پہنچا دی تھیں۔ عربوں میں تقسیم کر دیں اور بعد ازاں اس کی چھوٹی سی فوج نے رات بسر کرنے کے واسطے غرضیش قیام کیا اور دوسرے دن زیادہ اندرون ملک یعنی عین زارہ اس سے پہلے کہ خشکی کی توپیں خاموشی اختیار کر لوں لڑکی فوجیں باطمینان تمام محفوظ اور مامون مقام پر پہنچ چکی تھیں اب حملہ آور فوج کے خشکی پر اترنے کے لیے راستہ صاف تھا اور ترکوں کے چھوڑے ہوئے سامان حرب پر قبضہ کرنا سہل۔ مگر ان صاف اور سچے واقعات کو حسب عادت اٹلی کی شیخی باز طبیعت نے اصلی حالت پر بیان کرنا اپنی کسر شان سمجھ کر رنگ آمیزی کے ساتھ بزدل شمشیر فاشخانہ چھین لینا ظاہر کیا۔

ابتداءً مختلف جمعیں اور باڑیاں جو خشکی پر اتاری گئی تھیں قلعہ سلطانہ سے قلعہ حمیدہ تک ایک ایسے خط میں پھیلی ہوئی خندقوں میں قیام پذیر ہوئیں جو تقریباً دس میل مقابل اراضی پر محیط تھا۔ ابتداءً جنرل کینیو کا شہر کی دیواروں کے زیادہ متصل خندق میں کہہ دینا ارادہ تھا لیکن بڑی ضرورت اس امر کی تھی کہ ہومیلیانہ کے ذخیرہ آب پر قبضہ کرنے کے لیے لائن کو وسعت دیجائے چنانچہ درخت ہلے خرماتک اطالین لائن کو وسیع کر دیا گیا۔

ہر ایک جنگ سے خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ اور بقیاعدہ کیوں نہ ہو موجودہ طریقہ

جنگ کے متعلق منجانب سابقہ کی بنا پر قائم کردہ اصولوں میں ترمیم یا منسوخ کرنے اور ان کی متانت یا کہانت پر روشنی ڈالنے والے نئے نئے تجربے حاصل کے جا سکتے ہیں چنانچہ جنگ کا ایک خاص پہلو تعلقات خارجہ اور ملکی تحفظ کے عمدہ اصولوں پر قائم ہونے کی وجہ سے مطمئن بنانا ملک کی توجہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ جو ہماری اصول مدافعت کی متانت کو ثابت کرنے والا اور ضمنی طور پر ہمیں ایک نئی تجویز سے باز رکھنے والا ہے اصولاً تدابیر مدافعت کی متانت کا انحصار اس جواب پر مبنی ہے کہ دشمن زیادہ سے زیادہ کس قدر فوج ہمارے مقابلہ میں لا سکتا ہے کس قدر ویٹو اور لبرل دونوں قسم کی گورنمنٹوں نے اپنے اپنے ماہران جنگ کے مشورون پر اعتبار کر کے متفقہ طور پر حملہ آور فوج کی تعداد ستر ہزار قرار دی جو کچھ عرصہ ہوا کہ درین باب رسالہ کانٹمبروری ریویو میں ایک دلچسپ مضمون شائع ہو چکا ہے اپنے آپ کو ماہر ملاح کے نام سے موسوم کر نیوالے قابل مضمون لکھنے پر مضاحمت ہماری غامذہ کردہ دشمن کے لیے ناممکن الفتح و فتون کے ضمن میں ان مشکلات کی تصریح کی ہے جو باوجود ہمارے کمزور سے کمزور مدافعتیہ مقابلہ کے دشمن کے قیاسی طریقہ پر اندازہ کردہ ستر ہزار حملہ آور فوج کو ہمارے ساحلوں پر اترنے میں پیش آئین گے اور جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ دشمن کا خشکی پر ایک قدم بھی رکھنا تقریباً ناممکن ہے۔ اس بسیط مضمون کے ہر ایک مسئلہ کی صحت کی واقعات طرابلس سے بخوبی تصدیق ہو رہی ہیں طرابلس پر یورپ کے اوّل درجہ کی طاقتوں میں شمار ہونیوالی ایک ایسی قوم حملہ آور ہے جو بلا خوف و فراحت سمندر پر قابض اور آمد و رفت میں ہر ایک قسم کی سہولیت ہم پہنچا دیتا ہے ایک ملین ٹن وزنی جہازوں کی مالک ہے اور اس کا نصب العین بندرگاہ طرابلس سائبرائیڈز سے صرف اٹھائیس گھنٹے کی بحری مسافت پر واقع ہے

باوجود قربت اور غلبہ دست رس اور سہولیت آمد و رفت کے اس کی دو حصوں میں منقسم تھیں ہزار حملہ آور فوج جبکہ ۷ ستمبر کے اعلان جنگ کی بنا پر ۲۹ تیارخ کو حالت جنگ شروع ہو گئی تھی ۲۳ اکتوبر کے نوٹریزوں یا الفاظ دیگر اعلان جنگ سے ساڑھے تین ہفتہ تک ایسے ساحل سمندر پر پورے طور سے نہ اثر کی جس کی محافظ فوج خود بخود زیادہ اندرون ملک ٹینٹس گئی تھی اور اسباب مدافعت کے لحاظ سے میدان تقریباً خالی تھا۔ انہیں واقعات کو دیکھتے ہوئے مسٹر ہائینڈ بذریعہ اپنے ایک پُر زور مضمون کے فورٹ نائٹلی ریویو مطبوعہ جنوری میں معقول سوال کرتے ہیں کہ موجودہ جنگ کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بجائے ستر ہزار اندازہ کردہ حملہ آور فوج کے ایک لاکھ بیس ہزار باقاعدہ جرمنی فوج کا سواصل انگلستان پر چند گھنٹوں میں اثر آنے کے خوف آمیز خیال کی بنا پر جبر یہ فوجی ملازمت کے سوال کا ملک میں پیش کیا جانا کہاں تک وقعت رکھتا ہے؟

سب سے پہلے ۱۰ اکتوبر کو بو میلینڈ پرائی کی فوج اپنی پوزیشن کے سامنے بطور سر اغرائی گشت کٹان ڈھائی سو ترکوں سے آمادہ پیکار ہوئی۔ یہ جنگ بہت ادنیٰ درجہ پر واقع ہونے کے باعث اپنی نوعیت میں ایک ہنگامہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی لیکن خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے اٹلی کے مضمون نگاروں نے اس واقعہ کو اپنے طویل طویل مضامین میں جنگ آسٹریلین یا جیتا کی مساویت کا اعزاز بخشا اور ایک پر جوش مضامین نے اپنے طویل مضمون میں ترکوں کے حملہ آوروں مجروحوں اور مقتولوں کی تعداد کثیر کے علاوہ اطالیہ کے محفوظ از نقصان رہنے کے بارے میں دیگر مبالغہ آمیز مضامین سے مطابقت کرتے ہوئے اپنے ہم عصروں پر سبقت لیجانے کی کوشش میں یہ اور حاشیہ



چڑھایا کہ وہ ترکون کو حملہ آور دیکھ کر ایک کھجور کے درخت پر چڑھ گیا انکی سخت  
آتشباری کے خوف سے پھر نیچے اتر آیا اس مضمون نگار کے بیان پر جو بہت  
سے اعتراض عائد ہوتے ہیں ازاں جملہ ایک یہ ہے کہ اُسے اپنے بیان کردہ تین سو  
حملہ آور ترکون کی تعداد کا علم کس طرح ہوا اور باوجود تسلیم کردہ ترکون کی سخت  
آتشباری کے اطالیوں کا ایک سپاہی بھی زخمی نہ کیا کیوں نہ ہو جبکہ  
دوسری طرف اسی کے بیان کے مطابق اطالیوں کی آتشباری نے  
کم از کم ترکون کی نصف تعداد کو ہلاک یا زخمی کر دیا حالانکہ دوسرے دن میدان  
جنگ میں صرف ایک ترک پا گیا گو اس ناہموار اختلاف بیانی کی صحت  
کے متعلق واقعی طور پر کوئی تاویل پیش نہیں کی جاسکتی لیکن اگر مذاق نہ سمجھا  
جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ بظاہر دوسرے دن صرف ایک ترک کے میدان  
میں پائے جانے سے مضمون نگار کو یقین ہوا ہے کہ ڈیڑھ سو تندرست سرب  
سپاہیوں نے ڈیڑھ سو مجروح و مقتول آدمیوں کو اپنے اوپر لا دھلا دھ کر  
راہگزر اختیار کی ایسے نااہل اور ناتجربہ کاروں کا بیان پڑھنا جو جنگی نامہ نگاروں  
کے بھینس میں ملبوس ہیں ہمارے اخبارات کے ناظرین کی ہمت کا باعث  
ہے ایک دوسرے قابل افسوس سخت ہمارے بعض زمانہ حال کے نامہ  
نگاروں میں بصورت خود پسندی پائی جاتی جن کی اپنے ہاتھ کی کینچی ہوئی  
تصویریں یا تصویر اخبارات و رسالجات میں شایع کی جاتی ہیں۔ مجھے ایک  
نامہ نگار کی پورے قد کی یوٹو فوانہ تصویر کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے  
جس میں یہ شخص میدان جنگ میں کھڑا ہوا بحالت آتشباری ایک  
گاڑی بان سے کرایہ پر محنت کرتا ہوا منظر آتا ہے سب جانتے ہیں کہ گاڑی بان  
اور نامہ نگار تو درکنار اور کوئی شخص بھی خواہ کیسا ہی بیوقوف اور دلیہ

کیون نہ ویسے مقام پر جہان کی ہوا گولیوں کی سائین سائین کی آواز سے بھری ہوئی  
ہو تنکر کھڑے ہوتے کی جرات نہیں کر سکتا اور کون نہیں جانتا کہ طرابلس میں  
گاڑی والے کو آواز دینا اور کرایہ طے کرنا عربی زبان میں ہی ممکن ہے نہ کہ کسی اور  
زبان میں۔ مگر اسپر بھی اس تصویر کا غیر عربی دان ہیر و خریہ بیان کرتا ہے کہ وہ  
ہمیشہ دو پیہ گاڑی میں میدان جنگ کو جایا کرتا تھا اور جب اسے میدان جنگ  
جانا مقصود ہوتا تو وہ گاڑی بیان کو مہمولى حالتوں کے مطابق آواز دیتا کہ  
چلو میدان جنگ کو۔ اکثر ناظرین کو یہ بیان شہر آئینہ معلوم ہوا ہوگا اور  
غالباً بعض اصحاب مضمون نگار کی واپسی پر بشرطیکہ وہ اپنی فرضی حماقتوں  
کے خود عائد کردہ نتائج سے محفوظ رہا تو دریافت کریں گے کہ آتشباری کے موقع  
پر انسان کو کیا محسوس ہوتا ہے جنگ کا اصلی تجربہ اور علم رکھنے والے مہینڈ برے  
اور سینگ رائٹ جیسے وقائع نگار کے بیانات اس قسم کی طفلانہ خود ستائیوں  
سے پاک اور پرہیزگارانہ وقعت سے پر ہوتے ہیں لیکن ان صفات کی کمی عموماً  
ان بیانات میں پائی جاتی ہے جو مسئلہ طرابلس کی حیثیت سے شائع کئے  
جاتے ہیں۔ میں کسی دوسری جگہ ترکی مجروحین اور مقتولین کی بے سرو پا تعدادوں  
کے متعلق ذکر کروں گا۔ جنگی رو سے پایا جاتا ہے کہ نامہ نگاران سینٹرل نیوز ایجنسی  
روما اور اسی قبیل کے اور نامہ نگاروں نے ترکوں کے ایک ایک سپاہی  
کو کئی کئی مرتبہ قتل کیا ہے۔

بخوف تضييع اوقات ناظرین اُن بہت سی افسوسناک اور بیہودہ بیانات  
میں سے بطور مشقت نمونہ از خروائے صرف ایک اور مثال پیش کرتے  
ہے کہ اتفاقاً کرتا ہوں جو اٹلی کے سرگرم طرفداروں نے وقتاً فوقتاً اخبارات میں  
شائع کرائے ہیں۔ نومبر کے پہلے ہفتہ میں اطالیوں نے ایک کثیر التعداد

فوج بقول خود ۲۷ اکتوبر کے خود بخود چھوڑے ہوئے نخلستانوں کو جن پر ترک قابض تھے دوبارہ واپس لینے کے لیے پیشقدمی کی چنانچہ ایک اطالین نامہ نگار کی اس حملہ کے متعلق یہودہ سرائی اسی کی الفاظ میں نقل کی جاتی ہے جو حسب ذیل ہے یہ شاندار پیشقدمی سرعت اور جرات سے کی گئی جیوٹیون کی طرح پھیلے ہوئے سپاہیوں سے زمین سیاہ نظر آتی تھی اور جنگ کے ترقی پذیر ہونے پر یہ دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ ہمارے سپاہی جنگ دیدہ سپاہیوں کی طرح لڑ رہے تھے یہ منظر جاپانیوں کے مشہور حملوں کے مشابہ تھا دو دو سپاہی مشتمل طور پر کام کرتے تھے ایک شخص اپنی نگین سے زمین کھودتا اور دوسرا غیر کزنار ہناتا تھا اور جب کافی وسعت کا گڑھا کھد جاتا تو دونوں آدمی اس میں چھپ کر فیر کرتے رہتے تھے بعد مغرب آتشباری کے بند ہو جانے پر از جانب شہر دور سے زندہ یاد اٹالیہ کی اواز میں آئے نگین کے مندرجہ بالا نمونہ اٹالوی اخبارات میں غذائے جنگ کا کام دینے والی زنا نہ بکواس کا ہے اگر زمانہ حال کے نامہ نگار ایک جیوٹی سی لڑائی کی تصویر کشی میں ایسے نگین الفاظ صرف کر دیں گے تو عظیم جنگوں کی حالت کے اظہار کرنے کے لیے اور موزون الفاظ کہان سے لائیں گے۔

ان متنقص اٹالوی بیانات پر جاپانی کس قدر ہنستے ہوں گے کیونکہ ملکٹن مین یورپ کی ایک اول درجہ کی طاقت کا باآسانی استقبال کرنے والی اُن عجیب غریب حملوں کا مقابلہ جنہیں پورٹ آرٹھر کا استحکام بھی نہ روک سکا ایسی جیوٹی جیوٹی چھیڑ چھاڑ سے کیا جاتا ہے جو اٹلی کی ایک بڑی فوج چند نارتربیت یافتہ عربوں کے مقابلہ میں کر رہی ہے اور کیا جاپانی فوج کسی حالت میں بھی اس طرح پڑی رہی تھی کہ قبر کے مشابہ

گڈ ہے خود کھود کر اُن کے اندر گھس جاتی ہو۔

نومبر کی پہلے حصہ کی کثرت بارش سے طرابلس کے چند گزشتہ سالوں کی بارشوں میں سے کوئی بارش لگا نہیں کھا سکتی طرابلس خالی کرنے میں بریٹش لاحق اور جلد ہی درپیش ہونے کی وجہ سے ترکوں کو بہت کم خیمے اپنے ہمراہ لائیکا موقع ملا تھا اور گوانہوں نے بعد ازاں حتی المقدور اونٹ کے بالوں کے کپڑے سے بنا لے ہوئے عربی خیمے فراہم کر لیے تھے مگر پھر بھی یغریب بارش کے شدید حلوں کے مقابلہ میں عموماً بے پناہ پائے جاتے تھے اور کیمپ میں بسا اوقات آگ روشن نہ کر سکنے کے باعث بجائے سپاہیوں کو ایسی حالت میں گیلی زمین پر سونے کی کوشش کرنی پڑتی تھی جبکہ شب بنم سے وریان تر ہو جانے پر اُن کے پاس ایک بوندین ٹپکتے ہوئے شرابور کیمبل کے سولے اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ ۳۱ نومبر کو وادی حدین سے پانی پھوٹ نکلا اور جانب سمت نہتے ہوئے اطالیوں کی خندقوں کو بھرتا ہوا چلا ہی گیا تھا کہ ایک طرف ۵۰ نومبر کو تہذہوا اور شدید بارش نے طرابلس پر حملہ آور ہو کر اطالین فوج کو آفات ارضی و سماوی کا نشانہ بنا دیا۔ تو دوسری طرف اسی طوفان خیز حالت میں ترکوں اور عربوں کی ایک جماعت نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر ہوشیاری ایک اطالین آوٹ پوسٹ واقع بیرون بومیلیا نہ کا محاصرہ کر لیا اور دشمن اس اچانک طوع کے غیر احتیاطی حملہ سے متاثر ہو کر بحالت سراسیمگی وبے سرو سامانی سرسیر پاؤں رکھ کر بھاگنے ہوئے اپنے پیچھے بہت سی میدانی توپیں کثیر التعداد اور اٹالین اور گولہ باروت کے گران بار انبار چھوڑ گیا۔ غرضیکہ یہ اور اسی نمونہ کے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے کامیاب حملے اکتوبر و نومبر میں اٹالین لائنوں پر کئے گئے۔

عربوں کے دشمن کی حفاظتی چوکیوں پر حملہ آور ہونے کی صورت میں خواہ اطالوی  
 بھاگتے یا اپنے اوپر دروازہ بند کر لینے مجھ سے ایک عرب فسر نے کہا کہ اگر اس  
 دوسری حالت میں دشمن تک رسائی پانے میں دقت معلوم ہوتی تو عرب  
 زمین پر اوندھے لیٹ جاتے جن کے سروں پر سے ایک ٹرکی میدانی توپ کے  
 گزرنے والے گولے چوکی کی عمارت کے کسی حصہ کو منہدم کر دینے کے ساتھ سب اوقاف  
 بلا واسطہ دشمن کو مجروح کر دیتے یا بترسٹ منہدم دشمن کا دشمن جان ثابت ہوتے  
 تھے اس کا اگر کارروائی کے بعد ہم اندر گھس جاتے اور جو کوئی زندہ ملتا اُسے  
 تلوار کے گھاٹ اُتارنے چنانچہ ایک مرتبہ اسی طرح کے مکان میں اٹلی کے نو  
 سپاہی نذر تیغ بیدریغ کئے گئے تھے۔ ان واقعات سے یہ سمجھ لینا آسان ہے  
 کہ بزدل اطالوی اپنی کجھوروں کے سایہ میں واقع ہونیوالی چوکیوں پر کمزوری کے  
 ساتھ قبضہ کئے ہوئے تھے اور جبکہ ان کے خوفناک حملہ آور رات کی تاریکی میں پوشیدہ  
 طور سے چوکی کے قریب پہنچ کر ناگہان اللہ اکبر کے پُر رعب نعروں کے ساتھ  
 ان پر سرعت و شجاعت سے ٹوٹ پڑتے تھے جس کا تحمل اٹلی میں فوج سے زیادہ  
 جبری فوج بھی نہیں کر سکتی تھی تو اٹلی کے ناکہ بند سپاہی عقل کی متابعت میں  
 خرگوشوں کی طرح دُوم دبا کر بھاگ نکلتے تھے جن میں سے اُس کا زورس ختم کردہ  
 سپاہی کی حالت واقعی طور پر سب سے زیادہ قابلِ رحم ہوتی تھی جو رات کی  
 تاریکی اور عربوں کے حلقہ میں کھڑا ہوا ایک پھرتیلے عرب کے خوفناک چاقو سے  
 اپنی جان بچانے کا صرف یہ ہی آخری ذریعہ دیکھتا تھا کہ باواؤ کلمہ لا الہ  
 الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگتا تھا۔

عربوں کو شبِ خونی طریقہ کے یاغاروں کی سختی سلسلہ ہے مجھ سے عدنان  
 کی بھاریوں کی آڑ میں پڑے ہونے کی حالت میں مسٹر فریڈرک شپرس نے کہا

کہ اگر آج رات درویش ہمیر حملہ کریں تو صبح کو ہم سب کے سب ٹھنڈے منظر آئینگے انکا یہ خیال بالکل صحیح تھا کیونکہ اگر خلیفہ کے سپاہی مصری اور انگریزی فوج پر رات کی تاریکی میں حملہ کر دیتے تو ہمارے جنگی جہاز اور توپخانے ہماری کمزور حالت کے کفیل حفاظت نہیں ہو سکتے تھے اور اگر جوش مذہبی سے از خود رفتہ درویش ہمیں دست بدست جنگ کا موقع حاصل کر لیتے تو ہماری رافیلین بھی اس لیے بالکل بیکار ہو جاتیں کہ تلوار کی لڑائی میں بد نسبت ایک یورپین سپاہی کے عرب ہمیشہ غالب ثابت ہوتے ہے بین بین بو ثوق کہہ سکتا ہوں کہ خلیفہ کی شکست کا راز حملہ کو بجائے رات کے دن پر ملتوی کرنے میں پہتان ہے ورنہ بین دریائے نیل کی کنار و نپرا ڈو واسے زیادہ شکست فاش نصیب ہوتی اور جنگی جہازوں کے چند ملاحوں کے سوائے اور کوئی شخص اس شکست کا حال بیان کر نیکو زندہ بچکر انگلستان نہ پہونچتا۔

آج کل جو ترکی فوجیں بنی غازی کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں اُن میں ایک ایسا شخص امیر سلیمان نامی باشندہ ہنگری موجود ہے جو جنگ عمرمان میں عربوں کی ایک جماعت کا کمانڈر تھا۔ مجھے نہایت تمنا تھی کہ سلیمان سے ملکر جنگ عمرمان کے تفصیلی حالات اور خود اس کے زندہ و سلامت بچنے کی کیفیت دریافت کروں۔

منجملہ اُن کثیر التعداد اور ایک ہی طریقے دشمن کی چوکیوں اور خندقوں پر عائد ہونے والے عربی حملوں کے جن کی بدولت ۲۶ نومبر تک عمدہ موسم اور بڑی بڑی لکھوں کے آئے بغیر اہل اٹلی کو پیشقدمی کرنے کی جرات نہیں ہوئی مان شرمی زراگ نامہ نگار اخبار ٹیمپس متعینہ افواج ترکی سے ایک عرب نے ایک قابل یاد کار حملہ کی دلچسپ کیفیت اس طرح بیان کی کہ ہماری نگاہوں سے

پوشیدہ بلون میں چھپے ہوئے اطالین سپاہی ہمارے اوپر فیر کر رہے تھے کہ  
بوقت شب ترکی افسروں نے عربوں کے لیے بھی بل تیار کرانے لائے ایک دن  
صبح کو تمام عربوں نے اٹلی میں فوج پر دھاوا کر دیا۔ لیکن دشمن کی میکسم کی  
بڑی بڑی توپوں کے نکلنے وقت فائین فائین کرتے ہوئے گولوں نے  
بہت سے عربوں کو تھوڑی ہی دیر میں شہید کر ڈالا۔ سپر بھی عرب ہمت نہ ہار  
اور بروز شمشیر اطالیوں کو ان کے بلون سے نکال باہر کیا۔ مال غنیمت میں  
بند و قون اور کارٹوسون کے علاوہ چند بڑی بڑی توپیں بھی ہمارے ہاتھ  
لگیں جنہیں اپنے ہمراہ نہ لاسکنے کی وجہ سے وہیں چھوڑ دیا گیا۔

مجھے خود اس عرب سے زوار میں ملنے کا اتفاق ہوا جہاں مکہ و قلعہ مصری  
پر حملہ کرنے کی حالت میں رٹھی ہو کر واپس آ گیا تھا مال غنیمت چند نمونوں  
میں جو اس کے پاس اس وقت موجود تھے ایک اطالوی بند و قون قابل  
دید تھی اور اس نے مان سروے زراگ اور کپتان ٹیلیہم کو جو مال بیخا  
دکھایا تھا اس میں ایک عجیب فرانسیسی چیز کی موجودگی بھی بیان  
کی جاتی ہے۔

۲۳ اکتوبر کا مشہور حملہ قتل عام نخلستان سے چند ہی روز پیشتر عربوں  
نے کیا تھا وہ دراصل ایک قسم کا معمولی دھوکا تھا جو غالباً انگریزی یا فرانسیسی  
فوجوں کی شکست تو درکنار تکلیف کا باعث بھی نہ ہوتا صبح کے وقت  
ایک چھوٹی سی جماعت جو یقینی طور پر دو سو عربوں سے زیادہ پر مشتمل نہیں  
تھی حسب معمول اٹلی کی خندقوں پر حملہ آور ہوئی اطالین مدافعت میں شش  
کر رہے تھے کہ یکایک پیچھے ہٹنے والی شور مچا کر آوازوں نے ان کی توجہ  
میں حصہ لینا شروع کیا۔ اب دشمن کو معلوم ہوا کہ ان پر دونوں جانب سے

حملہ کیا گیا ہے جن عربوں نے نخلستان کی طرف سے حملہ کیا تھا انکی تعداد  
 یہودہ طریقہ سے زیادہ بتلائی جاتی ہے اگر کوئی شخص تجربہ کار و قانع نگار  
 جرمن و برطانیہ کی رپورٹوں کو پڑھے تو اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ حملہ آور زیادہ  
 زیادہ پانچ سو تھے بہر حال یہ حالت ایسی ہوتی ہے کہ دنیا میں بہتر سے بہتر فوج  
 بھی پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تاہم ایسے موقعوں پر بجائے بھاگنے  
 کی کوشش کے بجائے کھنے کی سعی کی جانی چاہیے۔ اگر اطالین بھی اپنے حواس بجا  
 رکھتے تو ان کی کثیر التعداد فوجیں باسانی اپنے پشت کے حملہ کی مدافعت کر سکتی  
 تھیں مگر انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور حواس باختگی کے ساتھ منشر ہو کر  
 رساگ لیری کی دو کمپنیوں کو عربی حلقے میں چھوڑ گئے دونوں کمپنیوں نے  
 ایسی دلیری سے جو موت کے یقینی ہونے کی بنا پر یا یوسی کی وجہ سے پیدا  
 ہو جاتی ہے خوب مقابلہ کیا حتیٰ کہ انکا تقریباً ہر ایک سپاہی ہلاک ہو گیا  
 اور بحالت انتشار تمام فوج خطرہ سے لرزتی ہوئی معلوم ہونے لگی اگر بالفرض  
 اسوقت نشاط طبع پانچ ہزار آدمیوں سے اٹلی کی برہم شدہ صفوں پر حملہ کر دیتا  
 تو تسخیر طرابلس کی شیدائی فوج کا ایک آدمی بھی باقی نہ بچتا۔ اٹلی کی  
 مشکلات دوپہر کے قریب شہر میں عربوں کی بغاوت سے اور بڑھ گئیں  
 لیکن اسوقت تک وہ ایک جگہ جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور جب  
 ایک ایک حملہ آور کے مقابلہ کے لیے کئی کئی سپاہی ہبیا ہو گئے تو ان  
 چند سو حملہ آوروں میں سے جنہیں خود بھی حملوں سے نقصان شدید پہونچا  
 تھا جو عرب بچے تھے وہ یا تو مار ڈالے گئے یا پسپا کر دیے گئے۔

۳۳ اکتوبر کی سراسیمگی سے جب اطالین کو کچھ کچھ سکون ہو نیلا  
 تو انھوں نے جہلاً کر یا شندگان نخلستان کو مکروہ سزا میں دینا شروع کیں



جواخر کار ۲۸ تاریخ جنرل کناوہ کے حکم انتناعی کشت و خون کے مطابق بند  
 کی گئیں مسئلہ قتل عام نخلستان پر تو انون جگہ کی نگاہ سے کسی دوسری جگہ نوش  
 لیا جا چکا ہے اور اس بارہ میں یورپ کے تمام اخبارات نے بھی مفصل بحث  
 کی ہے لہذا اس مسئلہ پر زیادہ روشنی ڈالنے سے اعراض کرتے ہوئے صرف  
 ایک ایسی شہادت کے پیش کرنے پر جس کی صداقت کا مجھے یقین ہے اکتفا  
 کرتا ہوں منجملہ تین نمایاں طرابلس کے ایک تعلیم یافتہ اور روشناس خیال  
 ممبر پارلیمنٹ عثمانیہ نے اپنا چشم دید واقعہ مجھ سے اس طرح بیان کیا کہ اُس نے  
 ایسے تین معصوم بچے اور چار بقیہ عورتوں کو ایک جگہ بند کیا ہوا دیکھا جو کرون  
 میں گہرے زخم لگائے جانے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے اپنے سلسلہ کلام  
 کو جاری رکھتے ہوئے اُس نے کہا کہ اگر اطالین ایسے خرید و فطام نہ عائد کرتے  
 تو وہ انھیں بحیثیت ایک دشمن کے عزت کی نگاہ سے دیکھتا مگر موجودہ حالت  
 میں ایک زبردست یافتہ فوج کے مدعی ہونے پر ایسے قبیح افعال کے صدور  
 بعد اہل اٹلی کسی عزت کے مستحق نہیں ہیں۔

اٹلی کا جنرل بطور صفائی بیان کرتا ہے کہ کسی نامعلوم اور عجیب تبدیلی  
 کے باعث نخلستان میں عربوں کے یکایک اپنے خلیفہ اپنی قوم اور اپنے ملک  
 سے قطع تعلق کر لینے کے یقین کی بنا پر اعلان شاہی کا اجراء عمل میں لایا گیا  
 تھا جس کی بابت میں بڑے زور کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تناوے فیصدی  
 آبادی کو سمجھنا اور پڑھنا تو ایک طرف اعلان مذکور کا دیکھنا تک بھی نصیب  
 نہیں ہوا تھا و نیز عربوں کی تبدیلی حالت کے متعلق جنرل صاحب کی  
 ذاتی خواہش خود پیدا کردہ یقین کی صوت میں جلوہ گر تھی نہ کہ کسی باشندہ  
 طرابلس کا واقعی خیال اور اگر بالفرض تھوڑی دیر کو یہ تسلیم بھی کر لیا جائے

کہ واقعی طور پر کناوہ کے دماغ میں کسی وقت بھی یہ خیال مسکن گزرن تھا تو بخیر اسکے کیا کہا جاسکتا ہے کہ جنگ طرابلس مول لینے میں اٹلی سے جو جواز دہ کر کے یمن غلطیان اور تاقیتین سرزد ہوئی ہیں ان میں ہی یہ یوقوفی بھی اور شامل کر لینی چاہیے۔ یہ حال جنرل کناوہ اور اس کے ماتحت افسر نخلستانی عربوں کے رافیلین دبدینے کی بنیاد پر مطیع ہو جانیکا یقین کر لینا ظاہر کرتے ہیں مگر انھیں ۳۳ تاج کو بری طرح خمیازہ اٹھانے کے بعد اپنے دماغوں سے اس بر خود غلط خیال کو دور کرنا پڑا اور جس کی وجہ سے عینض و غضب کی حالت میں وہ کیا جو انھیں انسانیت کو پس پشت ڈال لینے کے بعد بھی اوراق تیاج کے خوف سے ہرگز نہ کرنا تھا کیونکہ گو اطالوی فوج کی تیاج میں فتوحات کا ذکر شاد و نادر کا حکم رکھتا ہے لیکن باوجود بردلانہ دور زندگی کے اب تک اس کا پال چلن کم از کم اس قسم کے ناپاک قتل عام سے پاک تھا جنرل کناوہ کے عذر گناہ بدتر از گناہ کو قبول کرنے کی صورت میں ضبط طلی اسلحہ کی عرض سے عربوں کو مجبور کرنا اور مشتبہ عربوں کو جلا وطن یا اس شخص کو سزا دینا جس نے واقعی طور پر اطاعت قبول کر لینے کے بعد بغاوت اختیار کی ہو یہ ہم ایسی باتیں ہیں کہ انھیں کوئی شخص نامناسب نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جنرل کے اس فعل کے واسطے اور کیا عذر پیش کیا جاسکتا ہے کہ اسے تین یا چار روز تک اپنے تمام سپاہیوں کو بے پناہ عربوں کی سزا دہی کی عام اجازت دینی روا رکھی۔ کناوہ اپنے پیچھے طرابلس اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں ایک ایسا خون آشام نام چھوڑ جائیگا جس پر نسلا بعد نسلا لعنت بھیجی جاتی ہے گی۔

۲۶ اکتوبر کو عربوں نے چھو چھوٹی جماعتوں پر منقسم ہو کر ایک ساتھ عام اطالین لائن پر حملہ کیا اطالویوں کی بد قسمتی سے ایک موقع پر چور سالہ کی بارگاہوں کے گوشہ مغرب میں واقع ہے متخاضمین کو دست بگرہ بان ہونیکا

موقعہ ملیا جہاں عرب کاٹ چھانٹ کے متعلق اپنی مسلمہ تیز دستی کا ثبوت دیتے ہوئے اسی روز شام کو اطالوی پلٹنوں کے بہت سے سپاہی دن بھر کی محنت سے در ماندہ ہو کر اپنی اپنی خندقوں میں سو رہے تھے کہ ڈھائی سو عرب بنجا موٹھی رینگتے ہوئے ان کی خندقوں کے قریب پہنچ گئے اور ایک ایک تکبیر کہتے ہوئے اپنے نیم خفہ دشمنوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے تیز چاٹو دشمنوں کا کام تمام کرنے اور اطالین سپاہی صرف مرنے کے لیے تیار رہتے بیدار ہونے لگے چنانچہ دشمن کی صفیں درہم برہم کر دی گئیں اور بہت سے سپاہی اچھی طرح بیدار بھی نہ ہونے پائے تھے کہ عربوں کے تیز چاٹوؤں کی سرعت و تقاری نے ہمیشہ کے واسطے اٹھیں وہیں سلا دیا۔ بعض عربوں نے نخلستان تک پہنچتے ہیں کا بیاب ہو کر رجمٹ نمبر چار اسی پر عقب کی جانب سے فیر کیے اور ایک کمپنی کا پورا نصف حصہ پیوند زمین بنا دیا ضحیکہ ہر ایک جانب کشتوں کے پٹے اور زخمیوں کے توفے لگ گئے۔ آخر کار بعض پیدل سواروں اور سالم رجمٹ بیاسی و رجمٹ نمبر چار بشمول نمبر ۴۰ کی چار کمپنیاں اور بیعت چند میکسم توپوں کے دو میدانی توپ خانوں کی مشترکہ قوت نے جنگی بحری بیڑے کی توپیں بھی مدد کر رہی تھیں ایسے حملہ آوروں کی مدافعت میں کامیابی حاصل کی جو گو ابتداً صرف ڈھائی سو تھے مگر بعد ازاں دونوں طرف حملہ کرنے کی وجہ سے خود بھی نقصان کثیر اٹھا چکے تھے اور جن کی بابت یہ امر شبہ ہے کہ ان میں سے صرف چند عربوں سے زیادہ کو عین زارہ واپس آنا نصیب ہوا ہو اگر واقعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ آدمی نخلستان میں رہ گئے تھے اور وہ ایک خطرناک راستہ سے گزرتے ہوئے اپنے مکانات کو واپس آئے۔

اس خونریز اور خوفناک رات کی گہراہٹ اسوجہ سے اور بھی بڑھ گئی تھی کہ اٹالین بائریون نے ازراہ حماقت ایسی حالت میں جبکہ تاریکی و یکجائی کے باعث دوست دشمن کی تمیز ناممکن ہو رہی تھی ایسے گولے برسائے جو نال سے نکلنے ہی پھٹ جلتے تھے مسٹر آئیش میڈ بارٹ لٹ بیان کرتے ہیں کہ تیس عرب اپنے مکانات موقوفہ حاشیہ نخلستان سے اسوقت تک اٹلی کی شاہی قوت کا مقابلہ کرتے رہے اور قابو میں نہ آ سکے جب تک کہ ۸ تا ۱۲ بج کو ان کے حصن حصین یعنی مکانات ہی ڈائنامیٹ کے ذریعہ سے نہ اڑائے گئے بشمول مشہور ساگ لیری مل پیدل فوج کی چارٹالین ہاؤس بہت سی توپوں کے نام دن ان حملوں کی مدافعت کرتے رہے جو شب کی طرح مجموعی طور پر تین سو عرب چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں منقسم ہو کر رسالہ کی بارگاہ اور سمندر کے درمیانی حصہ پر کر رہے تھے جنگ اسقدر قریب سے ہوتی رہی کہ جلد پھٹنے والے گولے صرف دو سو گز کے فاصلہ سے چلائے گئے۔ چنانچہ یہ بات زمانہ حال کی جنگ میں عجیب و غریب شمار ہونے کے قابل ہے۔ یہ تمام طمطراق صرف تین سو عربوں کے حملے روکنے کی غرض سے عمل میں لایا گیا لیکن نشاط بے کے پانچہزار عربوں کی جمعیت سے اٹالین صفوں پر حملہ آور ہونے کی صوت میں کیا کارروائی عمل میں لائی جائے گی اور اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ یا نخلستان میں بغاوت ۶۶ تاریخ کے کامیاب حملہ کے پہلو پہ پہلو عمل میں لائی جائے تو آج اسکا کیا نتیجہ نکلتا۔

جنرل کناوہ اور اس کے اسٹاف پر ۶۶ تاریخ کے واقعات کا گہرا

اثر ہوا چنانچہ سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بوہر سٹری ہوئی نقشون کی بدیو کے پیرنی ہوئی فوجوں کو تنگ جگہ میں کر دیا گیا ہے یہ عذر لتک

اس نامعقول غدے کے مساوی ہے جو جزیرہ نمائے عرب یا شام میں خشکی پر  
فوجیں اتارنے کے باب میں یورپ کی رائے پر اثر ڈالنے کی نیت سے  
پیش کیا گیا ہے میرے خیال میں سلطانی فوجیں اٹلی کی فوجوں کے اُن  
مقامات پر خشکی میں اترنے سے بہت خوش ہوتیں کیونکہ ان آیتوں کے مطابق  
میں سے شاذ و نادر ہی کسی ملاقاتی کو مکرونی کباب کھلانے اور شراب پینے  
کے لیے جہاز پر واپس پہنچنا نصیب ہوتا بہر حال اٹلی کی لائن تنگ اور  
وہ مشرقی خندق میں خالی کر دی گئیں جو قلعہ مصری کے مقابلہ میں واقع تھیں  
اور مدد نہ عام وغیرہ بنانے کا تازہ کام شہر سے دو سو کیلو میٹر تک قائم کیا گیا  
خواہ فوجی نقطہ خیال سے اس کارروائی کی معقولیت کے بارے میں کسی قسم کی  
رائے نہ پیش کیا جاسکے۔ مگر یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ کھلا ہوا اظہار اس  
کمزوری کا تھا کہ صرف ڈھائی سو عربوں سے اطالوی شکست یاب ہو گئے ہیں  
اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اطالوی ذرا سے خطرہ یا غلط فہمی سے زیادہ اثر پذیر ہوئے  
لگے بخلاف اس کے عثمانیہ فوج پر بہت اچھا اثر ہوا اور اُن کی ہمتیں اور  
بھی زیادہ بڑھ گئیں طرابلس خاص میں اٹلی کی مقبوضہ اراضی پہلے ہی  
سے تیس ہزار فوج کے واسطے ناکافی تھی اس پر وہاں ہیضہ کے واسطے ہوئے  
کے لحاظ سے اور زیادہ زمین کی لھیبی ضرورت پیش آگئی مگر عین ایسوتت  
بجائے وسعت کے عسرت قبول کی گئی اور لطف یہ کہ اس فعل کو تمام  
دنیا کے انسانوں کو بے عقل سمجھ لینے کی جرات کر کے اختیار کی گئی  
نمبر کے پہلے ہفتہ میں اطالیوں پر ساحل سمندر قریب قلعہ حمیدہ  
میں ایک اور آفت نازل ہوئی۔ سسلی سے آئی ہوئیں بعض تازہ دم  
فوجوں نے جن میں بظاہر جمہٹ نمبر ترانوے بھی شامل تھی بحری بیڑے

کی حفاظت میں شراشت کے قریب خشکی پر اترنے کی کوشش کی جو عرب اس قلعہ پر قابض تھے انکا بیان ہے کہ گومحاصرہ کرنے والوں نے بہادری سے کام لیا لیکن محصورین جانبازانہ کوششوں کے باعث ساری فوج میں سے صرف دو سو پہاڑی خشکی پر اترنے میں کامیاب ہو سکے جنہر فوراً ہی حملہ کیا گیا۔ ان دو سو اٹالیوں سے مایوسی کی حالت میں جس قسم کی بہادری کی توقع کیجا سکتی ہے اُسی قسم کی ظہور میں آئی مگر عرب انہیں چاروں طرف سے گھیر کر دست بدست جنگ کے ڈھنگ پر لے آئے اور انہوں نے بڑی سرعت سے مخالفوں کو کاٹ کے رکھ دیا صرف پانچ شخص جو کسی طرح ہلاک ہونے سے بچ رہے تھے قید کر لیے اور ترکی لباس میں غاریاں پہنچا دی گئیں۔ غاریاں میں بڑے دن کے موقع پر میں خود اٹالین اسیران جنگ سے ملا اور انہیں اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہوئے پایا۔

۲۔ نومبر تک جنرل فرگونی کی مزید افواج کے داخلہ سے اٹالین افواج شہر طرابلس کی تعداد میں ہزار تک پہنچ گئی۔ لیکن کثرت بارش کی وجہ سے کسی قسم کی پیش قدمی عمل میں نہ لائی جاسکی کیونکہ خندق میں پانی سے بھر گئی تھیں اور سامان جنگ کی گاڑیوں و نیز توپوں کا تھوڑے فاصلہ پر بھی لیجانا دشوار تھا۔ آخر کار ۲۶ نومبر کو ایک بہت بڑا توپ حسانہ کا رآمد موقع پر قائم کرنے کے لیے روانہ کیا گیا اور ایک بہت بڑی فوج نے اُس شرقی حصہ نمکستان پر دوبارہ قابض ہونے کی غرض سے پیش قدمی کی جو ۲۶ اکتوبر کو اُس پیش قدمی سے ٹھیک ایک ماہ پیشتر اٹالوی قبضہ سے نکل گیا تھا ایک برگیڈ جانب عین زارہ روانہ ہوا تاکہ نمکستانی عربوں اور ترکوں کا باہمی سلسلہ منقطع کر دے اور جانب شرق

ایک بہت بڑے برگیڈ نے جو تین پیدل رجمنٹوں رسالہ کے دو اسکادرانوں  
بارہ میدانی توپوں اور دو کوہی توپ خانوں پر مشتمل تھا جنگی ناکوں کے ایک  
بڑے سلسلہ پر جو رسالہ کی بارگون سے سمندر تک پھیلا ہوا تھا حملہ کیا۔ عربوں کی  
چھوٹی چھوٹی جماعتوں نے اٹالوی پیشقدمیوں کی ایک ایک اونچے زمین پر  
پڑی حرات سے مدافعت کی لیکن اٹالیوں نے ایک سو بیس جانیں  
نذر چڑھا کر شام تک کثرت افواج کی بنا پر نہ کہ ازراہ بہادری عربوں کے نخلستان  
خالی کر کے رسالہ کی بارگون زراعتی اسکول اور موضع شراشت کے علاوہ اس  
پہلی جگہ پر بھی قبضہ پایا جس کو کبھی کسی حال میں نہ چھوڑنا چاہیے تھا۔ اس کو  
اس کے اس فتح سے ایک اور ایسی عمارت متعلقہ مصری پر بھی قبضہ  
ہو گیا جہاں سے اٹالوی اور قلعہ مصر یہ کے قابض ترک ایکے دوسرے کو  
خوب اچھی طرح سے پیٹھے دیکھتے رہائے۔

۲۶ نومبر کی جنگ کے بعد اٹالیوں کو اپنے اہل وطن کی کچھ ایسی  
بوسیدہ نعشیں ملین جن کے اعضا کی قطع برید کی گئی تھی اور بعض نعشوں کو  
اس طرح دفن کیا گیا تھا کہ انکا کچھ حصہ زمین کے باہر رہ گیا تھا جن کی بابت  
فوراً بلا مزید ثبوت کے یہ خیال قائم کر لیا گیا کہ ان لوگوں کو زندہ درگور  
کیا گیا ہوگا۔ حالانکہ یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا یہ ضرور ہے کہ حفظ صحت  
خیال سے نعشوں کو دفن کیا گیا ہو مگر جنگی وقتوں کے باعث ایسی  
حالتوں میں تعمیل اور پریشانی کی وجہ سے بسا اوقات کارروائی تدفین  
ناکمل رہتی ہے ترکوں کو بھی اچھی طرح دفن کرنیکا موقع نہ میسر آیا ہو۔ پیش  
کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ بلونٹ کا سپ جی کی چوٹی پر بوربون کی ایسی  
نیم دفن شدہ نعشیں پائی گئی تھیں جن کے سر ہی سر بیرون زمین نظر آ رہے

تھے اور چونکہ وہ خود بوئرون کی دفن کردہ تھیں اس لیے کون کہہ سکتا ہے کہ قصداً اُن نعشوں کی تدبیل کا ارادہ کیا گیا ہوگا۔ علاوہ اس کے جیسا کہ ایک صاحب مطبوعہ رسالہ موسومہ بلیک وڈا کے ذریعہ سے بیان کرتے کہ نعشوں سے جبکہ اپنی کامل ایک مہینہ کی تیز دھوپ اور سخت بارشیں اپنا اپنا پورا پورا عمل کر چکی ہوں کس طرح ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُن کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی عمل میں لائی گئی ہوگی ترکی باقاعدہ افواج نے فی الحقیقت ان قابل افسوس زبانیوں میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا بظاہر نعشوں کے مثلہ کی کارروائی عربوں کا فعل تھی کوئی شخص اس قسم کے افعال کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا ہے تاہم بالغہ اور لڑکے سے ملو نفرت و حقارت کا جو غلغلہ اس فعل پر اُٹلی میں بلند کیا گیا وہ ذرا بھی قابل توجہ نہیں ہے کیونکہ جو قوم عیسائی سپاہیوں کے ہاتھوں واقعہ پذیر ہوئی وہ اے چار ہزار بیگانہ آدمیوں کے قتل عام کو جس میں معصوم بچے اور پردہ نشین عورتیں بھی شامل ہوں قرین انصاف تصور کرے وہ قوم غریب جاہل اور مذہبی بخون عربوں کے ہاتھوں عمل میں آئے ہوئے چند مردہ جسموں کے مثلہ پر اعتراض کرنے کی ہرگز مستحق نہیں ہے۔

عربوں کے استخراج خلیستان سے ہمت یا کراٹالیوں نے ۴ دسمبر کو قبیل طلوع آفتاب ترکی کیمپ واقع عین زارہ کی جانب پر حوصلہ مشق کی اور اُسی روز شہر کے قرب و جوار میں جہان جہان عرب قابض تھے جنگی جہازوں نے باوجود کثرت بارش غصینا ک گولے برسائے اُٹلی کے تین کالموں نے اس جنگ میں حصہ لیا ایک کالم سیدی مصری ہیں بصورت رزرو مقیم رہا اور دوسرا تمام دن اُن عربوں سے سخت مصروف



پیکار رہا جو یکے بعد دیگرے تندرستہ جلتے کرتے تھے اور جنہوں نے ترکی کیمپ  
 کی مشرقی سمت سے دن ہی دن میں اطالیوں کو ان کی لائنوں تک پسپا  
 کر دیا اٹلی کا وہ خیمہ والا تیسرا کام پندرہ ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھا اور جس نے  
 بظاہر اس ارادہ سے پیشقدمی کی تھی عین زارہ کی فوج کے کمزور سپاہیوں کو پسپا کر دینا  
 تمام وہ روپوشین جو عین زارہ پر حملہ کرنے اور برساگ لیر کی فوج کے باندی  
 وزیر دستہ دشمنوں سے میدانی توپیں پھینک لینے کے متعلق اطالین سائنس  
 کی نگرانی میں شایع ہو چکی ہیں وہ سب کی سب قابل مضحکہ اور غلط ہیں اور  
 ایسا ہی بیہودہ یہ تخمینہ ہے کہ عین زارہ میں آٹھ ہزار آدمیوں کو پسپا کر دیا گیا  
 اگر اس وقت نشاط بے کے پاس تعداد بیان کر دے تو وہ سے نصف سپاہی بھی  
 موجود ہوتے تو وہ بڑی خوشی سے پندرہ ہزار اطالیوں کا انتظار کرتا ہوا پایا  
 جاتا بلکہ گمان غالب یہ ہے کہ نشاط بے کا انتظار اشد من الموت  
 کی بختیوں سے جلد رہائی پانے کی کوشش میں کامیاب حملہ آور ثابت ہوتا  
 جو کچھ واقع ہوا وہ دراصل صرف اس قدر ہے کہ ترکی کا ٹنٹ نے یہ دیکھ کر  
 کہ بائیں جانب سے گزرنی والی دشمن کی ایک بڑی فوج جلد عقب میں پہنچ  
 جائیگی اور اپنی قلیل التعداد فوج پر نظر کر کے عین زارہ کو چھوڑ دینا مناسب سمجھا  
 جب نشاط بے کے احکام پر یون کو سنائے گئے تو انہوں نے چلا چلا کر  
 مخالفت کی کیونکہ یہ ہیا بانی جنگجو دشمن پر غالب آپہنچے تھے اسوجہ سے واپسی  
 کے خیال کو سرے سے ہی ناپسند کرتے تھے بہر نوع اولاً چار بجے شام کے  
 ترکی کیمپ کے ترپ بطور پہل قدمی موجود کیمپ کو روانہ ہوئے اور پھر توسلسلہ  
 بندھ گیا چونکہ ترکوں کو اپنے حملہ آوروں کی نسبت معلوم تھا کہ وہ کس ماوہ سے  
 بنے ہوئے ہیں اس لیے ان کی جماعتیں ایک خاص قاعدہ کے ساتھ بدون

گھبراہٹ اور جلدی کے باطنیان تمام یکے بعد دیگرے روانہ ہوتی رہیں حتیٰ کہ اسٹاف اور ایک حصہ فوج نے صبح تک اس سلسلہ کو جاری رکھا مگر اطالیوں کی پندرہ ہزار فوج نے کسی ایک جماعت کا بھی تعاقب نہیں کیا اور نہ انکا راستہ روکیے کی کوشش کی معلوم نہیں کہ اس موقع پر ان کی کیوں نہ کیا کر رہی تھی جس کا فرض تھا کہ وہ راستہ روکنی اور تعاقب کرتی کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ یورپ کی کوئی فوج بائتشاء اطالیوں کے فی الحقیقت اپنے دشمن کی ایک چھوٹی سی تعداد کو کھلے ہوئے میدان میں کھلے بندوں بجلیا نیکی غیر اس امر کی کوشش کئے ہوئے اجازت دیتی کہ ان کے واپسی کے سلسلہ کو اپنے رسالہ کے پیہم حلون سے منقطع کرے۔

جب حریت کے پیغمبر و عافیت عزیز یہ پہونچ جائیں کہ یقین ہو گیا تو اطالیہ کے پندرہ ہزار جنگجو خالی کیمپ پر ٹوٹ پڑے اور وہ توپوں چند بستر اور بعض فرنیچر کی چیزیں ترک خود ترک کر گئے تھے بزم خود چھین لین معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کی پہوڑی ہوئی توپوں کے حاصل کرنے میں اہل اٹلی ہمیشہ بڑی جرات اور ہوسناکی سے کام لیتے ہیں چنانچہ اطالین ان توپوں کو بھی اپنے دشمن سے کئی ہفتہ تک برابر چھینتے اور ان کی تصویریں اتار لے رہے ورنہ اصل واقعہ یہ ہے کہ صرف آئٹھ مہدانی توپیں جو ان کے ہاتھ لگیں قبل انخلائے یمن زارہ از راہ دشمنندی بیکار کردی گئیں یقین اور چھین ترک اسوجہ سے چھوڑ گئے تھے کہ اُنکے پاس ان کا گولہ باروت ختم ہو چکا تھا اور اس صورت میں وہ نہ کون کے لیے بیکار بنیں نہ انہا یہ بالکل ناممکن تھا کہ ریت بڑی یہ توپیں کھینچی جا سکیں کیونکہ طرابلس میں پندرہ پونڈ وزنی گولہ پھینکنے والی توپ کو اوٹیس گھوڑے کھینچتے ہیں اور بیسویں آدمی اُسکے پڑھانے کے لیے درکار ہوتے ہیں۔

بظاہر نشا طبع کو عین زارہ اُن آثار کی وجہ سے چھوڑنا پڑا جس سے پایا جاتا تھا کہ اس کا بے سرہ دشمن کے حلقہ میں آجائیکا لیکن ایک بڑی اور زبردست وجہ یہ بھی تھی کہ ترکوں کو جلد یا بدیر عین زارہ ترک کر کے اور زیادہ اندرون صحرا میں ہٹ جانا لازم تھا کیونکہ بحری توپوں کی مسلسل اور ہر وقت کی گولہ باری سے عثمانی فوجوں کو جو بیس گھنٹے میں کوئی وقت آرام کا نہیں تھا گو مسلمہ طور پر عرب دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے قربت کو پسند کرتے ہیں مگر وہ شیطانی گولوں کی بارش کے عادی نہیں ہیں درحقیقت وہ گولوں کی نقصان رسانی سے استفادہ متاثر نہیں ہوتے جس قدر اس کے لوازمات سے جو کئے اور بچیں ہوسکتے ہیں اور سچ بھی یونہی ہے کہ کتے کی طرح گولے کی بھونک اسکے کاٹنے سے زیادہ پریشان کن ہے میں نے انھیں جوش سے بارہ انچہ قطر کے شوق ہوئے گولے کا خوفناک طریقہ سے گرنے اور ریت میں ایک وسیع گڑھا کر دینے کا حال بیان کرتے سنا ہے جس نے کسی شخص کو بھی نقصان نہ پہونچایا تھا اور جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ غریب بدوں کے زخمی کرنیکا یہ طریقہ کثیر المصارف تھا۔

موجودہ ترکی کیمپ واقع غزیرہ بحری توپوں کی دست رسی باہر ہے مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ترکوں کا علی قبضہ بہت بڑے حصہ سے اٹھ گیا ہے کیونکہ انکی چوکیاں کہیں کہیں جانب ساحل سمندر بہت دور تک پھیلی ہوئی ہیں جس کا کستیدار اندازہ اس امر سے بھی ہو سکتا ہے کہ اُن کی وساطت سے ۲۰ چوری کو غزیرہ پر کامیاب حملہ کیا گیا تھا جہاں اٹالیوں کو پکپکاش جانوں کے نقصان کے ساتھ اس مٹی کے زیر تعمیر حفاظتی ذرائع سے پسپا کر دیا گیا جو بیرون موضع بنائے جاتے تھے قبل ازیں ایک اور کامیاب حملہ بنی عشیرہ پر کیا گیا تھا جس سے پایا جاتا ہے کہ ترک پُر شوق طریقہ پر اُن

قوجون سے جنگ کرنے کے لیے تیار ہیں جو اٹالوی جنرل ان کے مقابلہ میں پہنچ کر  
 ۱۷ دسمبر کو ہیڈ کوارٹر میں یہ ضروری خبر پہنچی کہ اٹالیوں نے اپنے واہنی  
 جانب پیش قدمی شروع کر دی ہے لہذا طے معہ اسٹاف کے فوراً سنت بنی آدم  
 کو روانہ ہو گئے یہ خبر صحیح تھی چنانچہ بعد طلوع آفتاب ایک اٹالوی کالم اپنی خندقوں  
 سے نکل کر اولاً جانب مغرب غریب شش جانیوالی سڑک پر تھیرا بعد شش یہ دشمن کا پتہ  
 لگائیں والا برگئیڈ جو سالم پچاسویں سپیدل رجمنٹ تیرہویں کالجیکہ حصہ رسالہ کے چار  
 اسکوادرن اور ایک خچر باتری پر مشتمل تھا پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہوا منصور  
 پہنچا جہاں ترکوں کے ایک چھوٹے سے ناکہ پر صرف چار آدمی قابض تھے  
 اٹالیوں نے مصنوعات قبضہ کر کے تارگہ تباہ کر دیا اور تارکاٹ ڈالا جس کی وجہ  
 سے تارکا تعلق زوارہ سے ٹوٹ گیا تھا لیکن بعد میں مرمت کر کے اس نقصان  
 کی تلافی کر دی گئی دنیا میں صرف اٹلی ہی کی ایک ایسی فوج ہے جسکو دو پہیے  
 کی خاموشی کے بعد اس معمولی کام کے سرانجام دینے کی توفیق نصیب ہو سکی۔  
 اس مہم عظیم کی سرانجام دہی کے بعد یہ برگئیڈ آہستہ آہستہ مصنوعات کی جانب  
 جنوب بڑھا جہاں بیکالک اُس نے اپنے آپ کو ایک ترک چوکی کے سامنے پایا  
 جس پر بیس باقاعدہ ترک فوج کے سپاہی تعینات تھے جس میں سے ایک  
 ترک بغیر جس اطلاع دہی روانہ جانب سنت بنی مریم ہوا اور باقیماندہ انیس  
 نے اپنی جگہ پر قائم ہو کر دشمن پر آگ برساتا شروع کی جس کی تاب مقاومت  
 نہ لاکر یہ ساری بہادر فوج پیچھے ہٹ گئی جبوقت اس عجیب و غریب بہادری  
 کی اطلاع پہنچی ہے اسوقت میں خود ترک فوجوں میں موجود تھا یہاں افسر  
 سے لیکر ایک معمولی سپاہی تک تمام فوجیوں کو اپنے حریف کی جہلی بزدلی کا  
 حال سنکر بہت بڑی خوشی ہوئی اور ہم سب کی یہ تمننا تھی کہ دشمن جانب

سنت بنی مریم پیشقدمی کرے مگر یہ خوش قسمتی ہمیں نصیب نہیں ہو سکی دشمن نے  
 پھر باتری سے صرف پندرہ گولہ صحرا پر پھینکے جو کیمپ سے بقدر ایک ہزار گز  
 دور رہ جانے کی وجہ سے سب کے سب بیکار ہو گئے ہمیں اسی رات  
 یہ معلوم ہوا کہ صنمنو سے اطالین صٹ گئے اور اپنی خمد قون کی پناہ  
 میں چلے گئے ہیں۔ نامہ نگار مارنگ پوسٹ منجینہ مالٹا اس دشمن کی  
 پتہ لگانے والی فوج کی نسبت بطور خاص کہ بیان کرتا ہے کہ اس پیشقدمی سے  
 طرابلس میں مغربی جانب سے داخل ہونیوالے سالمان ممنوعہ جنگ  
 کا آئندہ کے لیے سد باب کرنا مقصود تھا لیکن اس نے اس کی تاویل نہیں  
 کی کہ روانگی اور واپسی صنمنو اور پندرہ گولہ کون کا ضایع کرنا کس طرح فائدہ مند  
 بنا سکتا ہے۔

ترکی کیمپ کے عزیزیہ منتقل ہونے کے بعد ۲۷ دسمبر تک ایسا طرقت  
 تو سنت بنی مریم میں رفتہ رفتہ عربوں کی ایک بڑی تعداد غالباً شہر طرابلس  
 پر حملہ کرنے کی غرض سے جمع ہوتی رہی اور دوسری طرف احتمالاً طرابلس  
 اپنے آپ کو محفوظ اور دشمن کو مرعوب خیال کر کے اطالوی افسر اور نامہ نگار  
 پھر زبانی کہتے رہے کہ صھائے کوہ غاریان پہونچنے تک کوئی جنگ واقع  
 نہوگی عین زارہ کو سینکڑوں تختوں کی ایک دوہری بارفتا بم کر کے اور  
 درمیانی حصہ کو ریت اور پتھروں سے بھر کر ایک چھوٹا سا قلعہ بنا لیا گیا  
 تھا جس کی حفاظت پر کم از کم چودہ ہزار اطالین فوج تعینات تھی یہ صحیح ہے  
 کہ طوفان خیز موسم کی وجہ سے ہوائی جہازوں کو ایک ہفتہ تک اڑینکا موقعہ  
 نہیں ملا لیکن اس صورت میں اطالوی رسالہ کو دشمن کا پتہ لگانا ضروری تھا  
 انہیں کوٹنا بیون کے باعث اطالین معلوم نہ کر سکے کہ ترکوں کی قوتیں ایک

لمحہ کو بھی بیکار نہیں رہیں اور دشمن کے قریب ہی عین زارہ سے جانب جنوب صرف پندرہ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر آپکین تختیں ماسوائے اس کے وقت امتحان اطالیوں کا یہ خیال کہ نرکون کی کمزور چوکیاں جو عزیزیہ اور عین زارہ کے درمیان واقع ہیں انکا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتیں بہت بُری طرح غلط ثابت ہوا۔

اپنی ۱۹ دسمبر کی پیشقدمی کی بابت اطالیوں کا بیان ہے کہ ۱۸ تاریخ کو پانچ دادخواہ عرب ترحونہ کی جانب سے عین زارہ پہونچے اور انھوں نے بیان کیا کہ ہم پر اندرون ملک کے حج ہونیوالے بدوؤں نے ظلم کیا ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا یہ عرب فی الحقیقت اپنے ملک پر حملہ کر نیوالوں سے طالب امداد تھے یا نرکون کی جانب داری میں اطالیوں کو کوئی نقصان پہونچانا چاہتے تھے بہر حال انھیں ۱۹ تاریخ کی پیشقدمی کی راہ نمائی کا اعزاز بخشا گیا اور قبل طلوع آفتاب بسرکردگی جنرل فالہ ایک بہت بڑی ایسی فوج جو پیدل کے تین ہتھیلوں کا ایک اسکاڈرن نچر باٹری کی تین توپوں اور بہت سی میسمر توپوں پر مشتمل تھی عین زارہ کی خندقوں سے نکل کر جانب جنوب روانہ ہوئی جس کے ساتھ پیدل رجیٹ برساگ لیری نمبر گیارہ کا بھی کچھ حصہ تھا۔ یہ فوج خود اس فوج کی کراچی کونز کی کیمپ واقع عزیزیہ میں دیکھا ہے اس پیشقدمی کا مقصد چھوٹے سے تھلستان موسومہ پر طبروس کے ڈاکوؤں کو پاک کرنے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانا تھا لیکن خلاف مقصد واقعات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمتی شروع ہی سے اس کا ملے ہمراہ تھی ترحونہ کے راستہ کو جو ریشیلے لق و دق صحرائیں سے گزرتا ہے حافظہ میں رکھنا مشکل ہے اور غیر ملکی کے لیے مشکلتر اس موقع پر یہ طلبا ہر کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان پانچ دادخواہ عربوں میں سے تین شخصوں کی نعشیں جنھوں نے اطالیوں کی

راہ نمائی اختیار کی تھی گولیوں سے چھدی ہوئی پائی گئیں اور قیاس چاہتا ہے کہ اپنے راہ نماؤں کی فریب دہی کا یقین کر کے اطالیوں نے انھیں گولیوں سے اوڑا دیا ہوگا۔ حاصل کلام وہ ریتیلاق ووق صحرائ تھا اور بدون راہ نما کے گم کردہ راہ بدھیب اطالین بار بار راستہ بھولا جاتا تھا اور اس مشکل سے نجات پانگی کوشش میں جگہ بجگہ پہونچکر پھر لوٹنا پڑتا تھا اس نا حاصل اور رفت سے تمام فوج مایوس اور محنت شاقہ سے چکنا چور ہو گئی ترکون کو فندق بنی غنیرین دشمن کی پیشقدمی کا حال معلوم ہو چکا تھا اور جبکہ ایک ملک کے ذریعہ سے جو جانب مغرب مقیم تھی فندق بنی غنیر کے عربوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو انھوں نے درمائدہ اطالین فوج سے چھیڑ چھار شروع کر دی عرب ایک ریت کے ٹیلے سے دوسرے ٹیلے پر لپک لپک کر پہونچتے جاتے اور جب دشمن زور پڑانا جاتا فائر کرنے جاتے تھے جیسے جیسے سوبح کی روشنی گھٹنے لگی عربوں کی قوت اور حملوں کی تعداد ترقی کرنے لگی اور اس کے ساتھ ہی اطالیوں کی تعداد اور ہمت گھٹنے۔ سب سے زیادہ مشکل یہ درپیش تھی کہ اطالین اپنے نہ دکھائی دینے والے پھرتیلے دشمنوں کو کوئی سزا نہ دیکھتے تھے۔ اسی حالت میں غالباً اطالوی کالم کو ترک فوج متعینہ بنی غنیر کے پہلو پر پہنچانے کے قصد سے کرمل فارا چند کیلومیٹر آگے بڑھ کر بائیں جانب لوٹ پڑا مگر اس کے ساتھ ہی عربوں کی جنگی امداد پر چند ترک فوج کے جوان بھی موجود تھے انھوں نے منفردانہ گرماتوا فائر زیادہ کارگر ثابت ہونے لگے۔ اور دشمن اپنی رفتار پیشقدمی میں سست۔ آخر کار وہ ایک جگہ ٹھہر گئے اور اُس کے بعد ہٹنا شروع کیا لیکن دشمن نے اسوقت بھی فاصلہ سمٹ اور وقت کے پہچاننے میں غلطی کھائی یہاں دسمبر میں ساڑھے چار بجے سوبح غروب ہو جاتا ہے اور جس کے ایک گھنٹہ بعد

تمام صحرانار یک بدستمتی سے اس رات چاند بھی نہیں تھا صرف بجلی کی چمک یا رانقلوں کے فائرون سے کبھی کبھی روشنی ہو جاتی تھی غرضیکہ ان مخالف حالات و واقعات کی بدولت اطالین رہا سپاہی نشان راہ کھو بیٹھے اس موقع پر نہ چوکنے والے ترکی کمانڈر نے اپنے عرب مددگاروں سے اُن کے منصرفانہ حملوں کی نوعیت پر نکر زیادہ ہمیش قیمت کام لیا جتھیں جماعتوں میں تقسیم کر کے دشمن کے پہلوؤں اور پشٹ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اس وقت اٹلی والوں پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن دشمن کی بند و فون کے فائرون اور توپ کی گرج کو اللہ اکبر کی آوازوں سے دبائیے والے حملہ آور بہت کم دکھائی دیتے تھے بدستمتی سے اس نازک حالت میں حواس باختہ اطالیوں نے اپنا جی چھوڑنا شروع کر دیا لیکن انکا کمانڈر بظاہر ایک ایسے شخص معلوم ہوتا تھا کہ جس کے حواس خراب نہیں ہوئے تھے اس نے اور اس کے افسروں نے جس طرح بھی ممکن ہو سکا اپنے سپاہیوں کو ایک بلند مقام پر پہنچنے تک سنبھالے رکھا جہاں کرنل فارا کے ارادہ کے مطابق رات گزارنے کے لیے خندق میں کھودین اور ہر قسم کی توپیں اتار لی گئیں۔

اس قیام گاہ میں بھی اطالیوں کی حالت مایوسانہ تھی ساتھ منتخب جنگیدیہ جنگجو فیزاینوں کی ایک عمدہ جماعت نے بہوشیاری اطالیوں کے بائیں جانب گذر کر پہاڑی کے شمالی راستہ پر قبضہ کر لیا اور دوسری فوج بڑھکر پہاڑی کے جنوب کا محاصرہ۔ اس صورت میں محصور اطالیوں کے نکلنے کے لیے صرف ایک تھوڑی سی کھلی ہوئی جگہ پہاڑی کے مغرب میں بصورت راستہ باقی تھی جس پر نصف شب تک بوجہ کمی تعداد عرب قبضہ نہ کر سکے تھے اس راستہ کا علم دشمن کو اس نادر موقع سے معلوم ہوا کہ برساگ لیری فوج کا ایک



نوجوان نن کمبشند افسر بغرض خرید و فروخت شہر طرابلس گیا تھا اور کسی نامعلوم وجہ سے اپنی بیالین کی روانگی کے وقت تک عین زارہ نہ پہنچ سکا آخر ہمت باندھ کر اپنی بد قسمتی پر روتا ہوا انہما صحر کو چل نکلا خوش قسمتی اور فارون کی آوازوں کی راہ غائی کرتی رہیں حالانکہ بالکل ندھیرا ہو چکا تھا لیکن خوش نصیبی نے اُسی راستہ سے جو خالی رہ گیا تھا منزل مقصود پر پہنچا دیا اس کی آمد نیت غیر مترقبہ سمجھی جا کر بڑی خوشی منائی گئی۔ کیونکہ اب تک جنرل فارا اور اسکے افسروں کا خیال تھا کہ عربوں کی تعداد کثیر ہے انھیں مضبوطی کے ساتھ چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ یہ بہا اور اور سمجھدار افسر کمک لانی کے لیے عین زارہ پھر واپس ہو اگر وہ ابھی چھتو قدم بھی نیکیا تھا کہ ایک عرب کی گولی سے اُسکا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا وہ کسی ترکیب سے پھر اپنی فوج میں واپس آیا اور ایک دوسرا گھوڑا لیکر پھر اسی راستہ سے واپس ہو گیا۔ جس پر ابھی تک کوئی نگرانی قائم نہیں ہو سکی تھی انصار لہ میں انفاقا تارکی کی وجہ سے اُس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور پیر کی ہڈی ٹوٹ گئی اب بحیوری اس افسر کو ٹھوڑی دیر پیدل چلنا پڑا تھا کہ برساک لیری کا ایک پٹرول سٹکیا اور ان سے اس نن کمبشند افسر نے تیسرا گھوڑا حاصل کر کے عین زارہ کے جنرل کو اپنی فوج کی خوفناک حالت سے مطلع کیا یہ نوجوان نن کمبشند افسر بجلد سے خیر خواہی و بہادری ہمارے وکٹوریہ کر اس نفعہ کے مساوی الاعزاز تہنہ محرمہ افواج اطالیہ پانے کا مستحق ہے۔

بہاڑی پر اطالین فوج یہ تمیز نہ کر سکنے کے باعث کہ ہمارا دشمن کہاں ہے اپنا بہاری تو پہچانہ کار آمد طریقہ پر استعمال نہیں کر سکتی تھی ایک طرف عرب برابر چاروں طرف سے گولیاں برسائے تھے تو دوسری طرف دشمن

کے مجروحوں و مقتولوں کی تعداد لحظہ بملحظہ پیش سے بیشتر ہوتی جا رہی تھی یہہ دشمن کا پتہ لگانے والی بڑی فوج جو قبل از علی الصباح میں زارہ سے عربوں کو سزا دینے کے لیے روانہ ہوئی تھی خود عربوں کا ہونگئی علاوہ ان میں اطالیوں کو مایوسی نے بھی گھیر رکھا تھا جس کی وجہ سے ان کے زندہ سپاہیوں کی حالت لمحہ بلمحہ بد سے بدتر ہونے لگی۔ کرنل فارلے قیام کے لیے بہت اچھی جگہ منتخب کی تھی جو خندق میں کھود کر خوب محفوظ کر لی گئی تھی اور میکسم ٹوپون کے چلانے کے لیے میدان بھی موزوں تھا۔ مگر اسکی فوجیں قطعی جی چھوڑ چکی تھیں اس لیے کرنل یا وجود شب گزاری کے ارادہ کو واضح طور پر بیان کر دینے کے حالات کے لحاظ سے مجبور ہو گیا کیونکہ اس کے سپاہی بطور نا فرمانی کمزوری ظاہر کرتے ہوئے عین زارہ کا رخ ظاہر کرنے لگے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ صلیبتا احکام بعد میں صادر ہوتے تھے اور عمل پہلے آخر کار بنیاعدگی کیساتھ شمال کی طرف اطالین بھاگ نکلے اور اس بقیۃ السیف فوج کو علی الصباح وہ ملک ملی جو عین زارہ سے بھیجی گئی تھی اور اس کے چھ گھنٹہ بعد یہ لوگ اگر کہا جاسکے تو بخیریت اپنے کیمپ میں پہنچے۔

یہ نہایت مشکل ہے کہ اس خوفناک لڑائی کے اطالوی نقصانات کا صحیح اندازہ کیا جاسکے زمانہ حال کے کسی جنگ میں بھی نقصانات کی صحت کے باب میں ایسی بے پرواہی سے کام نہیں لیا گیا ہے جیسا کہ طرابلس میں لیا جا رہا ہے ترکی افسروں کو مجبوراً بعض اوقات میں ایسی عربوں کے بیانات پر اعتماد کرتا پڑتا ہے اور عرب عادتاً ہر ایک بیان میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں کہ سننے والا حیران رہ جائے۔

۱۶ دسمبر کو غزیرہ میں ایک عرب نے آکر صاف طور پر بیان کیا کہ وہ اور

ایک اور سپاہی حمص سے ایک سرکاری مراسلہ لیکر بھیجے گئے ہیں جس میں دشمن سے حمص واپس لینے کا حال درج ہے سپاہی کا گھوڑا اگر گر سکا تو گھوڑا ہو گیا اور اُس نے مجھے سرکاری مراسلہ نہیں دیا بلکہ کچھ عرصہ بعد وہ خود ہی آجا بیگا۔ دوسرے دن وہ سپاہی بھی آگیا لیکن اُس کے پاس کسی قسم کا مراسلہ نہیں تھا۔ یہ تمام حکایت جیسا کہ منشی بے نے غصہ سے کہا ایک عربی خبر تھی۔ اس لیے اطالوی نقصانات یا ترکی فتوحات جب عربی ذرائع سے معلوم ہوں تو خیال کر لینا چاہیے کہ اُن میں ضرور شاعری سے کام لیا گیا ہے۔ لیکن یہ لڑائی اور نہر بیت اُس مقام سے نفوڑے ہی فاصلہ پر واقع ہوئی تھی جہاں پر مین بقیہ تھا۔ دوسرے دن ترکی افسر دن کے عند الذریافت معلوم ہوا کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق کئی ہزار اطالوی پیدل اور گولنداز ہلاک ہوئے ہیں۔ یہ مسلمہ ہے کہ دسمبر میں ان افسروں کے پاس کسی قدر صحت سے نقصانات کے معلوم کرنے کے ذرائع موجود تھے۔ مشاہدہ کی بنا پر مین جو کچھ کہہ سکتا ہوں وہ یہ ہے کہ دو سو اطالوی رائلین مع گولنداز و ت کے ذخیرہ کے عرب جمع کر کے لائے تھے اور بونٹون بیٹیون وغیرہ کے ڈھیر بازار مین بیچنے کے لیے لگائے گئے تھے یہ چیزیں یا نو مردوں کے جسم سے اوتار لی گئیں تھیں یا میدان جنگ میں بڑھی ہوئی یا پائی گئیں تھیں مال غنیمت میں ایک ڈیڑھ سو پونڈ کا قیمتی ذخیرہ دواؤں اور نشتر وں کا بھی تھا جس کو ایک جاہل عرب نے چند فرانک میں بیچ دیا ترکوں اور عربوں کا مجموعی نقصان جسے اطالوی بہت بھاری اور اپنے نقصان سے زیادہ بتلانے ہیں حقیقتاً گیا شہید اور جانیں مجروحوں پر مشتمل ہے۔ شہیدوں کو دفن کر دیا اور

اور زخمیوں کو غزیرہ کے بڑے ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔ نقصان کا پورا حصہ  
فیزائیون کے حصہ میں آیا جو اکثر اوقات اطالیوں پر صرف پچاس میٹر کے  
فاصلہ سے بند وقین چلانے لگے۔

زخمیوں میں غزیرہ تک ہمراہ آئی والا میرا سابق ملازم محمد باشتہ دین  
بھی تھا جو ایک نوکر کی حیثیت سے گسٹلخ اور بیکار تھا لیکن بحیثیت ایک شجاع  
اور شہسوار ہونے کے فوائد ان کا راز مد سپاہی تھا کیونکہ وہ ٹیونس میں فرانس  
کی فوج کا ممبر رہ چکا تھا عرب جماعتوں کے ساتھ شریک جنگ ہونے سے  
زمانہ گذشتہ کا کفارہ ہو گیا تھا اور میری نظروں میں کسی قدر با وقعت  
جب میں بغرض عبادت ہسپتال گیا تو مجھ سے اُسے معمولی خوش بیانی  
کے ساتھ اپنے اطالیوں کے نزدیک تسو میٹر تک پہنچنے اور ایک شخص  
کو جو تنہا کھڑا تھا گولی مار کر گرنے کا حال بیان کیا جو غالباً کوئی افسر تھا  
اس کے بعد محمد خود ایک گولی کے بدون ہڈی توڑے ہوئے ران میں لگنے  
سے زخمی ہو گیا۔ وہ حسب معمولی خوشش تھا کیونکہ اس کو بظاہر اطالوی نازک  
گولی سے کسی قسم کی تکلیف نہیں معلوم ہوتی تھی اور اس کی کیفیت رگستاخانہ  
خوش فعلیان اُس ٹرک افسر کے معزز حوصلہ سے مختلف تھیں جو پاس ہی  
کے بستر پر دونوں پہلوؤں میں ایک گولی کے زخم کرنے کی وجہ سے لیٹا  
ہوا تھا محمد باجوہ زخمی ہونے کے بطور مال غنیمت ایک قبیلے محمود ساٹھ  
کارتوس اور ایک اطالوی رائل اپنے ہمراہ لایا تھا اس کا خیال تھا کہ وہ  
بہت جلد شفا پا کر ٹیونس واپس جائے گا۔

اگر عین زارہ میں پانچ عربوں کا پہونچنا ترکون کا ایک کارآمد فریب  
تھا تو کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ کسی فوجی پھندے میں اطالیوں سے

زیادہ سادہ لوح دشمن کبھی پھنسا ہو بہر نوع اس مصیبت نے اٹلی انوکھو  
ایک اور سخت سبق پڑھایا اور انھیں معلوم ہو گیا کہ صحرائین انکی فوجوں کی  
پیشقدمی کیا معنی رکھتی ہے کرل فارا کی تمام فوجی بربادی عربوں کے کارٹوس  
خالی ہو جانے کی وجہ سے عمل میں نہ آ سکی عرب اپنے کارٹوس اپنی اپنی صفی  
کے مطابق بُری طرح ضائع کرتے ہیں اور آتش بازی کے متعلق جو  
احکام صادر کئے جاتے ہیں بوجہ اجنبیت اُن پر کاربند نہیں ہو سکے راستے  
وقت اس جنگ میں عملی طور پر ہر ایک کارٹوس خالی ہو جانے کے  
باعث سکون پیدا ہو گیا تھا مگر اس کا ذکر دیر اٹالوی اپنی موافقت  
میں کرتے ہیں اور اپنی ڈراونی ہزیمیت کی تلخی کو کم ظاہر کرنے کے لیے  
حسب معمول اسلی واقعات اور نقصانات کو چھپاتے ہوئے  
تبجاہل عارفانہ ترکون و عربوں کے شرکار جنگ کی تعداد کے متعلق میں صرف  
یہ کہہ سکتا ہوں کہ باقاعدہ ترک کی فوج کا جو تخمینہ پانچ سو سے ہزار تک ایک  
تجربہ کار نامہ نگار مسٹر پرنٹ پر لے لے کیا ہے وہ سراسر غلط ہے اٹالوی  
افسرین پر اس شکست فاش کے گہرے اثر پڑنیکا اندازہ کی قدر اس  
معلوم ہو سکتا ہے کہ اگرچہ کرل فارا نے اپنے آتشبار اسلحہ کا استعمال  
بہتر طریقہ پر کیا اور اپنی باقیماندہ فوج کو خطرہ عظیم سے بچالانے میں کامیاب  
ہوا مگر اُسے جب جنرلی کے عہدہ پر ترقی دی گئی تو اس کے ساتھ ہی عین زارہ  
کی فوجی خدمات سے سبکدوش کر دیا گیا۔

اپنی خوش قسمتی سے بعض اٹالین رات کی تاری کی مین عربوں کے  
چاقوؤں اور گولیوں سے بچکر اور ایک دفعہ اپنی نذر قون اوذ بھری توپوں  
کی حفاظت میں پہنچکے مگر دنیا کی کسی قوم نے اٹالیوں سے زیادہ

یے پرواہی انجیل مقدس کی اس آیت سے نہیں برتی کہ جو شخص لڑائی کرنا چاہے اُسے پہلے لڑائی کا اندازہ کر لینا چاہیے۔

سرحد ٹیونس سے ترکی کی کمپ کے دورا سے مخصوص ہیں جنوبی شرک جو سرحد بجانب دیہیات عبور کرتی ہوئی براہ نالوط اور غاریان عزیز یہ پہنچتی ہے بمقابلہ بنی غردان والے دوسرے راستہ کے بقدر تین منزل کے زیادہ فاصلہ رکھتی ہے مگر اطالوی دست درازی سے بہ نسبت بنی غردان والے راستہ کے زیادہ محفوظ اور کوشستانی درختوں اور پانی کے جا بجا ملنے کی وجہ سے زیادہ خوش منظر و آرام دکھو جب اس کے کہ بحالت جنگ راستہ کا دلچسپ ہونا نہونا حفاظت کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں راستہ کی خوشنمائی سے قطع نظر کر کے بھی بحیال حفاظت دیہیات والے راستہ کو بھی اختیار کرنا چاہیے تھا جیسا کہ میں نے بھی اطالیوں سے نقصان پہنچ جانیکا احتمال ظاہر کیا ہے لیکن عثمانیوں کو بہت ہی نفوڑے تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ ساحلی راستہ پر گزرنے میں اپنے ناقابل دشمن سے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے کام میں لایا جانیوالا راستہ سمندر سے صرف چند گز کے فاصلہ پر میلون تک ساحل کے متوازی چلا گیا ہے جس پر دہوئین سے فصلا عالم کو تیرہ و تار یک کرنے والے اٹلی کے جنگی جہازوں کی موجودگی میں منت نئے مال و اسباب سے لدے پھندے نڈر کاروان اور ادھر سے او دھنٹقل ہونیوالی بہاؤ عثمانی فوجین باطمینان تمام آہستہ آہستہ قطع منازل و طے مراحل کرتی رہتی ہیں اس سے زیادہ ناقابلیت کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اطالوی جنگی جہازوں کی توپوں کی زد میں ہوتا رہتا اور اس بارہ

مین اس سے زیادہ اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ یورپ کی ایک اول درجہ کی بحری قوت  
 ایسی کمزور ہے کہ قلیل التعداد دشمن کے ایسے کاروانی راستہ کو جسکا کھلا رہنا  
 دشمن کی بڑی تقویت کا باعث ہے یا وجود دست رس بند نہیں کر سکتی  
 اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ اطالوی قادر اندازوں نے اس راستہ  
 پر سینکڑوں شوقیہ ہونیوالے گولے نہ برسائے ہوں گے نہیں بوتماش سے  
 غریبات تک ساحل سمندر کے قرب و جوار کی آراضی پھٹنے والے گولے اور  
 گولیوں سے ایسی خراب ہو گئی ہے کہ بلا مبالغہ اس میں حل ہوتا ہو معلوم  
 ہوتا ہے لیکن سمندر کے کنارہ پر کوئی شخص بھی اس بہودہ اور غیر قادر اندازانہ  
 گولہ باری کو ذرا بھی خیال میں نہیں لاتا کیونکہ شاد و ناوہ کوئی گولا کسی چیز سے ٹکراتا  
 تھا حتیٰ کہ کسی ایک آدمی کو بھی خفیف سے خفیف زخم بھی نہیں پھونچتا  
 شتر بان پھٹنے والے گولے کے غلط نشانہ پر گر کے بیکار جانے پر قہقہہ  
 لگاتے تھے اور بڑی افسر خوش ہوتے تھے کہ یہ غیر ضرور اور مصرف اطالوی  
 ٹیکس و ہندون کے نیگ لگایا جا رہا ہے۔ غرضیکہ یہ عظیم الشان گولہ  
 باری قطعی طور پر غیر مؤثر ثابت ہوئی اور گوسرمدی چوکیوں سے ایک  
 پیر کا راستہ اختیار کرتے ہر جنگی جہازوں کی نظر اور زد سے دور رہ کر  
 بحفاظت و اطمینان کرنا ممکن تھا۔ لیکن گولہ باری کے خوف سے کبھی  
 کسی شخص نے اس راستہ کو ترک کرنے کی دقت گوارا نہ کی۔

افزار طان کے نامہ نگار نے جو غزیر یہ میں ہمارے ساتھ مقیم تھا غری  
 ساحل سے اس گولہ باری کا حال لکھتے ہوئے اطالیوں کا خوب  
 حنا کہ اوڑایا ہے۔

۱۵ دسمبر سے پہلے پہلے اطالوی اُن عربوں کے خوف سے جو بمقام

عزیمات کمر تک سمنہ کے پانی میں ڈرائے ہوئے چلے گئے تھے تاکہ دشمن  
 پر قریب سے فائر کر سکیں فاصلہ سے ہی ایسی چیمپہ پہاڑ کرتے رہے جو جھنڈے  
 پر مصارف تھی اسبقدر غیر مضرت رساں لیکن ان میں ۱۵ دسمبر کو خلاف  
 توقع یکا یک ہمت پیدا ہوئی اور ان کے جنگی جہاز نے سرحد ٹیونس سے  
 بیچیس میل آگے بڑھ کے اس قصبہ سیدی سعید پر قیام کیا جو اپنے بزرگ  
 صفات مدفون کی نسبت سے تمام طرابلس میں بنگاہ تعظیم دیکھا جاتا ہے  
 اور جس کا گنبد ایک اپنے تختان میں ریتیلے ٹیلے پر تعمیر کئے جانے کی  
 وجہ سے جبل اخضر کے برف کی طرح سفید نظر آتا ہے مقبرہ کے نیچے کھنڈریسی  
 کاشت ہوتی ہے اور نازہ پائیکا چشمہ بھی جاری ہے۔ اطالین ملاحون کی ایک  
 جماعت دھانی کشتی کے ذریعہ سے خشکی میں اتاری گئی اتفاقاً ایک عورت نے  
 جو مقبرہ کے قریب کھڑی ہوئی تھی۔ دشمنوں کو خشکی پر اترنے دیکھ لیا اور چند  
 آدمیوں کو چلا کر جو کھیتوں میں کام کر رہے تھے خبردار کر دیا۔ کھیتوں کے مزدور  
 عربوں اور ان کے چند دوستوں نے جو خوش قسمتی سے کہیں پاس  
 ہی موجود تھے راٹھلین اٹھالین اور ایک چھوٹی سی جماعت کی صورت میں  
 فوراً دشمنوں کی جانب روانہ ہوئے۔ لیکن بھادراٹھالیوں نے زلیوہ انتظار  
 کی زحمت نہ گوارا کر کے جلد جلد دھانی کشتی پر سوار ہو گئے۔ اور یہ مرکب تری بھی  
 اپنے بھادراٹھالیوں کی تقلید میں جس قدر جلد ممکن ہو سکا اپنے جنگی جہاز  
 کی طرف روانہ ہو گیا جس کی ساحرانہ دور زندگی میں ۱۵ دسمبر کا یہ عجیب  
 واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس کے پھینکے ہوئے بہت سے اور کل  
 پھٹنے والے گولے تھیمٹر کے ایک شعبہ باز کی غیر مضرت رساں گولی  
 کی طرح مقبرہ سیدی سعید کے ریتیلے ٹیلوں میں غائب ہو گئے۔



دوسرے دن درجنے صبح اور دو اٹالوی جنگی جہاز اسی مقام پر موجود ہوئے۔ عرب پہلے ہی سے تیار تھے اور انھوں نے موسیٰ بے کمانڈر زوارہ کے احکام کے مطابق ریتیلے ٹیلون میں چھپ کر اٹالیوں کو خشکی پر اترنے اور بدون فائر کئے آگے بڑھنے کی اجازت دی۔ اس حالت میں میں نے دیکھا کہ اٹالیوں کے منتظر بیت کے ٹیلون میں چھپے ہوئے عربوں کی آنکھیں خوشی سے چمک رہی تھیں اور وہ ہمت نہ اپنے دشمن پر و تابو پاسنے کے خیال میں منہمک تھی مجھے اس حالت کے خیال کے ساتھ اپنے پیاسے کتے ڈک کی یاد نازہ ہو جاتی ہے جو بعض اوقات بغیر میری اجازت کے میرے ساتھ شکار میں چلا جاتا ہوا اور ایسی صوت میں کہ میں اترتی ہوئی قازون کی تاک میں گھات لگائے بیٹھا ہوتا ہوں اور حبیل میں کوئی قاز پروں کو پھٹ پھٹاتی اور تیرتی ہوئی ہمارے قریب آ جاتی ہے تو ڈک کا پھریری کے ساتھ روانہ کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ آہستہ آہستہ بڑے جوش کی حالت میں چلا لگتا ہے۔ ایسی حالت میں مجھے بجز اسکے کہ اسے چشم نمائی کے ذریعہ سے خاموش رکھوں اور کوئی چارہ کار نہیں معلوم ہوتا۔ اس وقت عربوں کی حالت دیکھ کر ہیکر بار بار مجھے یہ مثال یاد آتی تھی کہ وہ بھی موسیٰ بے کی تربیت کی بدولت اور احکام کی تعمیل میں ریتیلے ٹیلون میں چھپے ہوئے پڑے تھے ورنہ ان کی انگلیاں قبل از وقت دشمن پر فائر کرنے کے لیے کھلا رہی تھیں مگر مجبوراً انھوں نے ایسے صبر سے کام لیا جس کا پھل میٹھا ثابت ہوا کیونکہ اولاً دشمن کی پھیلی جماعت ایک فسر کی ماتحتی میں خشکی پر اترتی بعد میں دو اور جماعتوں کو دفائی کشتی نے اتار کر خشکی پر اترنے والے آدمیوں کی تعداد کو ڈیڑھ سو کر دیا جنھوں نے آہستہ آہستہ بیٹھنے شروع کی افسر

آگے آگے بار بار کھڑے ہو کر میدان اور دور کی پہاریوں کو دور بین سے دیکھ دیکھ کر چل رہا تھا عین اسیوقت جب اطالین جماعت نے کچھ آگے بڑھ کر نیلے ٹیلو پیر چڑھنا شروع کیا عربوں نے فائر کرنے شروع کئے افشک ایک زخم کی وجہ سے زمین پر گر پڑا اور دوسری گولی کھا کر فوراً مر گیا اس کا اثر ماتحتوں پر بہت بُرا پڑا اور یکا یک ڈیڑھ سو آدمیوں کی بے سری فوج بحالت حواس باختگی دُم دبا کر جانب ساحل بھاگ نکلی جن کے ااقب میں صرف چونتیس عرب باوجود منافقت و درتک گئے۔ ملح اپنے افسر اور چہم مردہ اور زخمیوں کو اٹھا کر لے گئے۔ لیکن میدان میں پچاس کدال اور بیچنے میں سو کا ترس اور ملا حون کے ٹوپوں کی ایک معقول تعداد چھوڑ گئے عثمانیوں میں سے صرف ایک عرب گولی سے زخمی ہوا جس کی وجہ سے اُس کے گال کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اطالیوں کی پہلی اور غالباً یہ ہی سب آخری کوشش تھی جو ترکوں کے ساحلی راستہ کو خشکی پر اتر کر مسدود کرنے کے لیے عمل میں لائی گئی تھی اور جس کا اخلاقی اثر عربوں کے حق میں بہت بُرا اور بہت اچھا تھا ہر ہوا

حمص۔ طبروق۔ ورنہ۔ اور بنی غازی وغیرہ پر جو جنگی کارروائیاں متناصمین کی جانب سے عمل میں لائی جا رہی ہیں اُن کے متعلق صحیح اطلاعاتیں ہم پہونچنا دشوار ہے۔ انور بے تقریباً ابتداً جنگ سے عثمانی افواج موجودہ بنی غازی کا کمانڈر ہے اور وہ عربوں کی ایک بہت بڑی تعداد کے جمع کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے باوجودیکہ اطالیوں کے دو زبردست ڈویژن ساحل برقتہ الحما کے دو شہروں پر فوجیں ہیں لیکن بحالت ظاہر اُن کی فوجیں محصور کی حیثیت سے زیادہ

رقبہ نہیں رکھتیں اور نہ وہ اپنے حفاظتی مقامات کو بحری توپوں کی زد سے آگے بڑھا سکتے ہیں اٹالوی لائون پر غضبناک حملوں میں عربوں کو جو نقصانات پہونچے اُن میں سے ایک سب سے زیادہ سخت لڑائی میں انورے کے نقصان کی تعداد سو تک پہونچ چکی ہے اس کے مقابلہ میں روم کے افراط تفریط کی چکاشی سے شیریں کی ہوئی خیروں کے پڑنے والے کو بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ برقتہ الحمرا کے قبضہ وسعت کو شہر کی دیواروں سے آگے نہ بڑھا سکنے والے اطالیوں کا نقصان اس کہیں زیادہ ہو چکا ہے اور وزیر و زور زیادہ ہوتا جا رہا ہے جسکا اندازہ اس واقعہ سے جس کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں بخوبی ہو سکتا ہے کہ ایک فدا لڑائی میں ایک میدان توپ کے چھین لینے والے عثمانیوں نے سوا اطالیوں کو بھی بآسانی زندہ گرفتار کر لیا یقینی طور پر ان گرفتاریوں سے پایا جاتا ہے کہ برقتہ الحمرا میں ترک فایق کا درجہ رکھتے ہیں علاوہ اس کے مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برقتہ الحمرا میں عثمانی افسروں کی ہمتیں اپنی فوجوں کی مستقل مزاجی اور کامیابی سے بہت کچھ بڑھ گئی ہیں۔

حمص کی ہار دسمبر والی جنگ کی ابتدائی افواہیں بیجوڑ اور حد سے زیادہ بڑھی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن مجھے جنگی صدمہ مقام پر پہونچ کر معلوم ہوا کہ اس تاریخ کو بطور کمک دو ہزار اٹالوی حمص کے مغرب میں اُترے اور معہ محصور فوج کے پیشقدمی شروع کی مگر فوراً ہی ترکوں اور عربوں

کی ایک قلیل تعداد فوج نے حملہ کر کے نقصان کے ساتھ  
 انھیں خندقوں تک پسپا کر دیا۔  
 زوارہ کی گولہ باری کے متعلق مین کسی دوسری جگہ بحث  
 کروں گا۔



## باب چہارم ترکی کیمپ

جبل زاو حقیقت میں ایک یونانی شہر کے مانند کوهستانی شہر سپاہ میں ایک ایسی بلندی پر واقع ہوا ہے۔ جبکہ ارد گرد میدان موجود ہیں۔ ہمارے طولانی اور دشوار گزار سفر کی منزل مقصود یعنی عزیز کے ترکی کیمپ کا جو دس کوہ میں آباد ہے کوئی پتہ بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ کہ ہمیں صاف طور سے یہ مقام نظر آنا شروع ہو گیا۔ الغرض ہم چند منٹوں میں ایک ایسی جگہ میں پہنچ گئے جہاں ہر ایک شخص کو پتہ کچھ کام کر رہا تھا۔ ایک وسیع اور ہوادار قطعہ زمین پر عرب بیٹے ہوئے بات چیت میں مشغول اور افسردہ و سپاہ کے ہاتھ مال و اسباب لگاتار فروخت کر رہے تھے۔ سلطانی جنگجو یون کے لئے خوراک کی کوئی کمی ظاہر نہیں ہوتی تھی کیونکہ ہر ایک سمت میں پیاز، آلو، کھجور، لیموں، انڈے، گوشت، نلک، نازنگیان، شکر، چاول اور ردی وغیرہ بوریوں اور ٹوکریوں میں بھرے ہوئے موجود تھے۔ مرغیوں وغیرہ کی بھی ایک معقول تعداد موجود تھی۔ لیکن یہ کسی قدر دلی تھیں۔ البتہ قوہ۔ نا اہل ہوا ہوا ہوا۔ ایندھن۔ تباکو اور شکر مقدار میں کم اور قیمت میں یہ خیرین گران فروخت ہو رہی تھیں

خوراک کے عام نرخ میں قحط کی کوئی علامت نہیں دیکھی۔ چنانچہ مثلاً عرض کرتا ہوں کہ تین پاؤنڈ آلو بحساب دوپس فی پونڈ۔ اور ایک جن انڈے آٹھ پس کے نرخ اور گوشت فی پونڈ چارپس کے نرخ سے فروخت ہو رہے تھے۔ وہ ہمارا در چھوٹی چھوٹی روٹیاں جو صوبہ طرابلس میں عام طور پر رواج پذیر ہیں بہ نسبت دیگر مصاغات و قصبات کے یہاں زیادہ گران قیمت پر فروخت ہو رہی تھیں یعنی بجائے دس سانیٹم کے میں سانیٹم کو بیچی جا رہی تھیں۔ خوراک کے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ طرابلس کے اندرون ملک میں سالہا سال جنگ جاری رکھی جاسکتی ہے۔ اور اگر اطالوی فوج اندرونی سرزمین میں کوئی عظیم الشان پیش قدمی کرے تو اس حالت میں اسے صرف سمندر سے لائی ہوئی خوراک پر گزارہ کرنا ہوگا جس کی فراہمی میں۔ ریت اور ریتیلے تیلے نامکن وقتیں پیش کریں گے +

سوق یعنی بازار کے جنوبی سرے پر کوئی واقعہ تھا جو ایک مرکزی صحن کی شکل میں نہایت فلیٹ عریض اور اونٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ اوپر کے درجہ میں ایک وسیع بالا خانہ بنا ہوا تھا۔ جسکی دیواروں میں بندوقین چلانے کی خاطر سوراخ کر دیئے گئے تھے جو جن میں سے سلسلہ غاریان اور بیابان کے خوبصورت مناظر خوب نظر آتے تھے۔ بالاخانہ کے عقب میں ایک معقول تعداد میں ایسے کمرے موجود تھے۔ جن میں فریخیر کچہر زیادہ نہ تھا۔

گو عزیزیہ میں ترکی افسر و ملک و بہت کم حیوانی راحت میسر تھی تاہم میں نے شکایت کا ایک لفظ بھی کسی کی زبان پر نہیں سنا۔ ہر ایک شخص خوش و خرم نظر آتا تھا۔ کیسا عجیب غریب اختلاف مصروف کارزار انگلستانی فوج اور اس فوج کے حالات میں ہیں طور سے نمایاں ہو رہا تھا۔ جو عزیزیہ میں خیمہ زن تھی؟۔ یہاں ایک چھوٹے سے

کمرے کے اندر جو بھدی وضع کے کونک میں واقع تھا۔ کمانڈر انچیف دفنی بے  
 دنیز جاوید بے سویا کرتے تھے۔ کثیر القدر اور بکارات کی نوشت و خواندہ روزانہ  
 احکام کا نفاذ۔ کورٹ مارشلوں کا انعقاد۔ عربی و فارسی کا استقبال یہ سب کام اسی  
 چھوٹے سے کمرے میں انجام پاتے تھے۔ اور اس پر طرہ یہ تھا کہ اسٹاف کو منجوراً  
 کھانا بھی مین تہا دل کرنا ہوتا تھا۔ مین نے بحالت اثر و دام اس سیلے کچیلے کمرے  
 سے زیادہ تکلیف اور کسی جگہ نہیں دیکھی۔

کرنل نشاط بے ہمیشہ میرے اور دیگر غیر لکھنویوں کے ساتھ جو کمپ میں موجود  
 تھے خوش اخلاقانہ برتاؤ کیا کرتے تھے۔ انہیں ابتدا ہی سے ایسی دقتوں کا سامنا  
 کرنا پڑا تھا۔ جنہر صرف چند کمانڈر ہی غور کرنا پسند کر سکیں گے۔ زمانہ گولہ باری کی  
 پریشانیوں میں سے نشاط بے اپنی مہاہ کو اصلی قابلیت سے باہر نکال لائے  
 تھے۔ اور ان کے اصول جنگ فی الحقیقت ہر ایک نقص سے پاک تھے۔ مثلاً  
 اطالویوں کو لپا کر میر طبر دس کے باہر نکال لینا اور چہرہ انہیں پوری شکست  
 دینا کس قدر بہتر تدبیر تھی نسبت اسکے کہ کرنل موصوف نے اپنی فوج عسکیر مسین  
 زمانہ کے لیے اطالوی جنگی جہازوں کی ہراس انگیز گولہ باری کے زیر اثر چھوڑ دی  
 ہوتی۔ نشاط بے اور اسکے لائق مددگار دفنی بے نے اس امر میں کامیابی حاصل  
 کر لی تھی کہ اپنی فوج کے مختلف اجزاء کو خوب متحد کر لیا اور۔ بے قاعدہ عربوں  
 کی کسی قدر فوجی تعلیم و تربیت بھی عمل میں لائی گئی تھی جو کوئی معمولی کام نہیں تھا۔  
 عام طور پر ہر ایک ترکی افسر فرانسیسی زبان سمجھ سکتا تھا۔ لیکن دفنی بے جو حال ہی میں  
 سفارت خانہ پیرس سے وارد ہوا تھا۔ فصیح فرانسیسی بولتا تھا۔ مگر جب بھی وہ اپنے  
 چھوٹے سے کتے کے ساتھ کھیلتا تھا تو اس صورت میں ہمیشہ سلیو زبان میں  
 اسے پیار کرتا تھا۔

ہمیں اپنی خوش قسمتی سے کئی نامہ نگار ملے۔ یعنی علاوہ ٹیلیگم اور گلاز نوٹ کے جن کا ذکر میں کسی دوسرے موقع پر کر چکا ہوں مسرس سپنگ رائٹ اور اسکر کے لطف ہمنشینی نے میرے قیام ترکی کیمپ کے لطف کو بہت کچھ بڑا دیا تھا۔ چنانچہ ان اصحاب سے میری مفارقت خالی از انفس نہ تھی۔ اس لیے حال میں ہی مراکو کی دلچسپ مہم سے واپس آیا ہر وقت خوش طبع نظر آتا تھا۔ اور ادس سے ملاقات ہمیشہ پر مسرت ہوا کرتی تھی۔ سپنگ رائٹ عربوں میں بہت ہر و سوز ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس کے مخدو طبعی خمیہ میں روزانہ عرب مشائخین کی چھوٹی چھوٹی جماعتیں جنہیں شیخ بیرونی صیامتاز ممبر پارلیمنٹ بھی شامل تھا۔ موجودہ رہا کرتی تھیں تاکہ اس انگریزی النسل شخص پر اپنی عقیدت و احترام کا اظہار کیا جاسکے۔ سپنگ رائٹ کا قدرتی لطف صحبت عربوں کی نگاہ میں بوجہ اس کی ڈاڑھی کے اور بھی بڑھ گیا تھا کیونچہ ظالمین میں ڈاڑھی امتیاز اور بزرگی کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔ نامہ نگار موصوف کا سلیم نامی خدمتگار جو عدن کا ایک مخلوط النسل عرب تھا۔ دن کو ترجمان کی خدمت انجام دیتا اور رات کے وقت اچھے اچھے کھانے پکایا کرتا تھا۔

دوسرے کمروں میں جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ انجمن ہلال احمر کے ڈاکٹر کہتا تھا ٹیلیگم اور میرے علاوہ اسٹاف کے دیگر اراکین بھی مقیم تھے۔ بد قسمتی سے ہماری آمد پر مفتی بے غیر حاضر تھا لیکن مسرمانیگ نے جو گذشتہ ایام میں پانچویں بتائین شاہی فیوز لرس سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اسی وقت غاریان جانے والے تھے وعدہ کیا کہ میرا تعارفی خط صاحب موصوف اس شوکت وافر کو پہنچا دیں گے جس کی شاندار دلیری اور قابلیت نے تمام عثمانی تدابیر رافعت میں



جان ڈال دی تھی۔

گو مجھے اس وقت سے پہلے کبھی مسٹر مارننگ سے ملاقات کر نیکا موقعہ نہیں ملا تھا تاہم صاحب موصوف سے اس وقت گفتگو کرنا میری بڑی دلچسپی کا باعث ثابت ہوا۔ شدید قسم کی پیش نے مسٹر مارننگ کو بے قاعدہ عربوں کے ساتھ اپنا قیام ترک کر دینے پر مجبور کیا تھا۔ میدان کارزار میں ان صاحب کا قیام گو مختصر تھا۔ لیکن اختصار کی کمی کا معاوضہ ادن ہولناک وجوش آمد و اوقات نے کر دیا تھا۔ جو اس مختصر زمانہ میں پیش آئے تھے۔ غالباً نا تجربہ کاری یا اس امر کو چھپانا نا پسند کر نیکے باعث کہ ادھنیں شاہی فوج میں کمیشن حاصل تھا۔ مسٹر مارننگ کو طرابلس پہنچنے میں بہت سی مشکلیں پیش آئی تھیں کیونکہ صاحب موصوف شاہی فیوزر اس میں امتحانی طور سے سکاڈ لفٹ کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ سفاکس میں ادھنیں نو دن تک روکا گیا تھا لیکن آخر کار طرابلس کے ساحل پر ایک ابدانی جہاز میں جاننا زمانہ دہاوارانہ سفر کے جا پہنچے تھے۔ انکی آمد پر ترک افسروں نے بہت اچھا برتاؤ کیا۔ گو یہ صحیح ہے کہ مسٹر موصوف سپاہیانہ حیثیت سے کوئی عملی قابلیت نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ کمانڈر کا کوئی حق قبول کرتے تھے اور نہ سمجھ سکتے تھے۔ تاہم کپتان آئین آفندی نے جو بعض بے قاعدہ عربوں کے نگران تھے۔ بڑی ہربانی سے ادھنیں اپنے ساتھ رکھنا منظور کیا۔ چنانچہ یہ نوجوان انگریز خوش قسمتی سے سنکستان کے اوس صحر کے بہت سے حالات مشاہدہ کرنے کی خصوصیت رکھتا تھا۔ جو ابتداء جنگ کی اثنائ میں واقع ہوا تھا اور جس میں دو دو اور چار چار آدمیوں کی چھوٹی چھوٹی محرمیوں نے اٹالیوں کی خوب قطع و برید کی تھی۔ میں نے مسٹر مارننگ کو اثناء ملاقات میں افسری وردی میں ملبوس اور کمر سے تلوار لگاتے ہوئے پایا جو نہ معلوم انہوں نے کس طرح زندہ

میں حاصل کر لی تھی۔ مجھے یہ معلوم ہونے سے خوشی ہوئی کہ میرے ایک ہم ملک فوجی افسر نے اون اطالوی چوکیوں پر مختلف حملے کرنے میں جو نخلستان کے کنارے پر کمالات کے عقب میں موجود تھیں بڑی بہادری سے کام لیا۔ میں اثنائے گفتگو میں لفٹنٹ موصوف کے اس مذاقہ جواب سے جو انہوں نے سنجیدگی سے دیا تھا۔ متعجب ہوا کہ اونٹی دروی کا پھٹ جانا کوئی عجیبیت نہ تھی کیونکہ گیارہ معرکوں میں وہ استعمال کیا چکی تھی۔

سیدان جنگ کی تکالیف نے جنین سخت برد و تلبہ بھی شامل تھی مسٹر مانیگ کے تو اپر جنگا نشو و نما نو عمری کے باعث مکمل نہ تھا سخت اثر کیا چنانچہ انہیں چند ہفتے سوق الدحمہ کے شفا خانہ میں قیام کرنا پڑا تھا۔ اور اسکے بعد ترکی طبی اسٹاف نے جس نے انکی ہر ایک ممکن خبر گیری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا۔ مسٹر موصوف کو عزیز یہ بھیج دیا تھا۔ جہاں ایک آرام دہ کمرہ قیام اور دو سپاہی خدمت گزار کی کے لئے مقرر و قینات کئے گئے تھے۔ جو وقت میں عزیز یہ پہنچا میں اوسی وقت مسٹر مانیگ کو غاریان کے مفید صحت مقام کی جانب روانہ کیا جا رہا تھا۔ تاکہ اس جگہ پہنچ کر پوری تندرستی حاصل کر لیجائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مسٹر مانیگ پوری طرح اپنے ترکی رفقا کے شکر گزار ہونگے جنہوں نے علاوہ اسکے کہ ایک مرتبہ اپنے زخمی افسر و نکو مسٹر مانیگ کے آرام کی خاطر کس قدر تکلیف دینا گوارا کیا تھا۔ اور یہی بہت سی ایسی مہربانیاں تھیں اور پر بو چھاڑ کی تھی جو دنیا میں ادھنیں کسی دوسرے قوم سے میسر نہیں آسکتی ہتیں۔ وہ گاڑی حسین تین گھوڑے جتے ہوئے تھے اور جو مسٹر مانیگ کو غاریان لیجانے کے لئے تیار رکھ رہے تھے اور اس اسباب سے تعلق رکھتی تھی جو اطالویوں سے عثمانی فوج کو بطور مال غنیمت حاصل ہوا تھا۔ اس گاڑی پر الفاظ

تحریر تھے۔ ”گیارہ جنٹ برسا گلیری البانیہ کی گاڑی“ نے الحقیقت البانیہ کی گاڑی اور شمالی افریقہ کا بیابان باہم دگر عجیب سوز و غمت رکھتے تھے۔

مسٹر مانیگ کو قدرتی طور پر اپنی آئندہ حالت کے متعلق تشویش تھی لیکن مجھے یہ معلوم ہو کر تعجب ہوا کہ اسے بظاہر یہ بھی معلوم نہ تھا کہ شاہی ریگولیشن انسر اور مسٹر موصوف جیسے ملیشیا کے انسر وں کو جنہیں کہ سلطنت کے بیرونی حصہ میں شامل ہیں۔ نہ صرف ایک غیر ملکی جنگ میں شریک ہونے کی ممانعت ہے۔ جو ایک کھلی بات ہے بلکہ ایسے ملک میں موجود رہنے کی بھی ممانعت ہے۔ جہاں جنگ جاری ہوگئی ہو۔ یا عنقریب شروع ہونے والی ہو چنانچہ جنگ اٹلی و ٹرکی کی ابتدا ہی میں ممانعت کر دی گئی تھی کہ کوئی افریقہ یا مالٹا جاتا ہوا۔ اٹلی میں قیام نہ کرے۔ مجھے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ مسٹر مانیگ کا حق کمیشن ضبط کر لیا گیا تھا۔ لیکن اس وقت صاحب موصوف بہت کمزور ہو رہے تھے لہذا میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ انہیں یہ خبر نہ سناؤں البتہ میں نے ایسی مثالیں بیان کیں جن میں ممتاز فوجیوں نے اپنے ملک کے فوجی اور انتظامی قوانین کی اصنی مالک کی خدمات اختیار کرنے کے باعث خلاف ورزیان عمل میں لائیں تھیں اور سزا پانے کے بعد پھر اپنی اصلی خدمات پر بحال کر دئے گئے تھے۔ حکامان استنبول نے ارادہ ظاہر کیا تھا کہ بصورت انگریزی فوج سے مسٹر مانیگ کا کمیشن خارج کر دئے جانے کے بعد انہیں ترکی فوج میں کمیشن دیا جائیگا۔ اس نوجوان انگریز نے طنز ابلیس کے عثمانی اسٹاف کی اصلی خدمت یہ انجام دی تھی کہ نخلستان کے مہجور سکے مد خون میں اپنی آنکھ سے اکتوبر و اگلے قتل عام کی کارروائی دہم ہی تھی۔ چنانچہ ان کی قابل اعتبار اور صحیح شہادت کی تائید مسٹر مکتلا و نامہ نگار کو کل انگریز جیسے نڈر

نامہ نگاروں نے کی ہے۔ بڑے دن سے تقریباً ایک ہفتہ پیشتر مسٹر مانیگ کوہ غاریان سے انگلستان واپس چلے گئے اور جیسا کہ ادنون نے مجھ سے بیان کیا تھا۔ واپسی کی غرض یہ تھی کہ انگلستان کی عام رائے کو اطالوی مظالم کے برخلاف بھڑکانی جا دے۔ چنانچہ ادنہین بظاہر کامیابی کا یقین تھا۔ لیکن میں نے ادنہین جو اب آجنا دیا تھا۔ کہ اس قسم کی کوشش کسی قدر کامیابی کے ساتھ مسٹر اسٹیڈ مسٹر مکلا۔ و دیگر اصحاب کے ساتھ عمل میں آچکی تھی۔ و نیز یہ کہ آجکل تو رائج اپنے آپ کو اس قدر جلد تیار کرتی ہے کہ برطانوی باشندوں کے حلفے سے اکتوبر کے افونناک واقعات کہیں کے ملک ہو چکے ہونگے مجھے اس امر کا علم نہیں ہے کہ مسٹر مانیگ سلطانی فوج میں کمیشن قبول کرینگے یا طرابلس واپس دوبارہ آینگے۔ بہر حال مسٹر موصوف کے ہاتھ میں کافی بھلت اور وقت موجود ہے۔ چنانچہ مجھے امید ہے کہ وہ کسی دن اپنی دلی خواہش یعنی ایک بڑے جنگجو کی حیثیت سے نام آوری حاصل کرینگے۔

بڑے کونک کے مقابلہ میں ایک عمارت موجود تھی جس کا کچھ حصہ بڑے شفا خانے کے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس عمارت کے قریب ہی انجن ہلال احمر کے ڈاکٹر جنگلی آمد عثمانی افواج کے لئے خدا داد امداد تھی۔ سبزر خمیوں میں فروکش تھے۔ مجھے بسا اوقات سول اور فوجی ڈاکٹر دن سے ملاقات کا موقع ملا چنانچہ میں ان سے ہمیشہ دلچسپ رفیق کی حیثیت سے ملتارہا۔ دنیا میں آپ جہاں کہیں ہی شریف بے جا میں۔ آپ کو طبیب یا ڈاکٹر سے زیادہ دلچسپ گفتگو کرنے والا کوئی شخص نہ ملے گا۔ کیونکہ ان اصحاب کو اپنی خطرناک تجارت میں ہمیشہ کان دہر کر سننے والے اشخاص سے واسطہ پڑتا ہے۔ مجھ کو بہت دلچسپ معلومات جو یاد رکھنے کے قابل

ہن ترکی طبعی اسٹاف سے حاصل ہوئی ہن۔ مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ زخمی عربوں کی کیفیت جو بعض حالات میں عمل جراحی کے لئے کاور فارم سوئچنے سے بالکل انکار کرتے تھے۔ مجھے انہیں ڈاکٹروں سے معلوم ہوئی عرب مرد اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کی قطع دبرید بلا کسی بیوشی کی دوا کے اطمینان سے برداشت کیا کرتے تھے لیکن یہ واقعہ یورپین لوگوں کو مشکل سے باور آئیگا جو جسمانی اور ذہنی تکالیف میں زیادہ متقل مزاج ثابت ہن ہوتے ہن ایک غریب عرب عورت پر جسکے پہلو میں اطالوی گولی نے زخم پیدا کر دیا تھا بغیر کسی بیوشس کن دوا کے دیر تک عمل جراحی ہوتا رہا۔ اور گوکہ گولی نکالنے کی خاطر زخم کو خوب گہرا کر دیا گیا تھا۔ تاہم اس بیچاری عورت نے ساری تکلیف بغیر کراہے برداشت کی

اس موقع پر یہ بات ناظرین کو اپنے ذہن میں محفوظ رکھنی چاہیے کہ چھٹنے والے گولے اور گولیوں سے جو زخم پیدا ہوتا ہے وہ بہت گہرا اور شدید قسم کا ہوتا ہے۔ زمانہ حال کی جدال و قتال میں ان گولے اور گولیوں کا استعمال رواج پذیر نہیں ہے لیکن اس سے دو باتیں ظاہر ہونی ہن اولاً اطالوی پٹینوں کی بے اثر نشانہ بازی حتیٰ کہ وہ خندقوں میں سے اپنے جسموں کو ضرورت کے مطابق اٹھائے بغیر فیر کیا کرتے تھے دوسرے اطالیوں کی بحری اور میدانی توپوں کی بڑی تعداد جنگیہ لوگ اپنے ساتھ کام میں لایا کرتے ہن۔

عین مارہ میں آب رسانی کا ذریعہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے چٹھے تھے۔ لیکن جب سے ہیڈ کوارٹر عزیز یہ کو تبدیل ہو گیا تھا اور وقت ہمیں صرف دو کنوؤں پر گزار کرنا پڑتا تھا۔ جہن سے ہر ایک دن بھر پانی

دینے کے بعد رات کو خشک ہو جایا کرتا تھا چنانچہ ان سے باری باری پانی  
 حاصل کیا جاتا تھا ان کنوؤں کا پانی اس قدر خراب تھا کہ کمپ میں کسی بیماری کا  
 زور نہ ہونا داخل تعجب تھا۔ ہماری آمد سے پہلے یہاں چند درواتین ہیضہ  
 کی ہو چکی تھیں لیکن فی الحال بالکل امن تھا۔ ۱۰۔ ڈسمبر کو ایک ترک افسر یعنی  
 عفتت بے کا جنازہ میرے خیمے کے سامنے سے گزرا جس کے ساتھ افسر  
 اور سپاہ موجود تھے اور جو بغرض تدفین پہاڑ کی چوٹی پر ایک چوٹے سے  
 قبرستان کی جانب لیجایا جا رہا تھا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ بخار سے کمپ  
 میں یہ پہلی موت واقع ہوئی تھی۔ گو اس کے بعد کمپ میں اس مرض سے  
 کوئی دوسرا نسخہ پیش نہیں آیا تاہم اس کا فوری اثر ہر اس انگیز تھا۔ زمانہ  
 حال کی افواج میں بخار کی کثرت کا یہ عالم ہے کہ جنوبی افریقہ میں اس مرض کی  
 بھینٹ بھی اسی قدر آدمی چڑھے۔ کہ جتنے بوٹروں کی گولیوں کے نظر  
 ہوئے تھے۔ اس مرض کے جراثیم خاص کر خوراک اور پانی کے ذریعہ سے  
 جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی سی خرابی اور پرہیز سے  
 اسکی سرایت سے محفوظ رہا جاسکتا ہے میں نے اور میرے رفقاء نے  
 یہ قاعدہ مقرر کر لیا تھا کہ ایک بوتل مین پر مین گنیٹ آف پوٹاش کے تیز  
 عرق سے بھر دی جاتی تھی اور اس دوا سے جب بوتل کو خوب صاف  
 کر لیا جاتا تھا تو اسمین ایسا پانی بھر دیا جاتا تھا۔ جس میں پندرہ منٹ جوش دینے  
 کے بعد ٹھنڈا کر کے سوڈیم ایسڈ آف سلفیٹ شامل کر دیا جاتا تھا یہ دوائی  
 پانی کی تمام برائیوں کو دور کر دیتی ہے یہ تقریباً ناممکن تھا کہ جنوبی افریقہ کے  
 کمپوں میں پانی کو جوش دینے کا مناسب انتظام کیا جاسکتا۔ کیونکہ مین  
 ایسی حالت میں بھی جبکہ اسکام کے انجام دہی کا موقع ملتا تو ہمارے

پاس وہ عجیب و غریب ساز و سامان موجود نہ تھے جو جاپانی فوج کے ساتھ کوئیا اور منچوریا میں رہا کرتے تھے۔ علامہ ازین پانی گرم کرنے کے قواعد کی غیر ہرگزری و نیز بعض سپاہ کا تشنگی سے جلد پریشان ہو جانا بھی ایسی وجوہات تھیں۔ جنگی باعث مرض تپ کے روک و تھام میں دقتیں واقع ہوتی تھیں میں نے ایسے سپاہی بھی دیکھے ہیں۔ جو گرمی میں سفر کرنے کے بعد صف بندی کی ترتیب کا خیال نہ کر کے پانی پینے کے لئے دوڑے چلے جاتے تھے اور کسی ندی نالے میں ایسا غلیظ پانی پینے سے ذرا بھی نہ ہچکچاتے تھے۔ حسین کوئی مرا ہوا اونٹ پڑا ہوا ہو۔ جنوبی افریقہ میں بلاک ہوس کی خطوط میں فرصت کے وقت بھی ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہو کرتی تھی جو سپاہ پر پانی جوش دینے کے تاکید و نگرانی عمل میں لاتا۔ ہر حال اگر یہ ساری احتیاطیں عمل میں لائی بھی جائیں تاہم نسل انسانی کی دشمن خانہ زاد بھی موجود رہے گی جو ایک ایسا خطرہ ہے کہ رات کو اڈتا اور روز روشن میں بربادی پھیلا یا کرتا ہے۔ بعض مقامات میں مکھیوں کی ترکی کیمپ میں اس قدر کثرت ہوتی کہ ایسے خیمے بھی دکھائی دیئے جو مکھیوں سے سیاہ ہو رہے تھے۔ ہمارے غلیظ کیمپ میں حفظ صحت کے انتظامات کی اس قدر کمی تھی کہ کیمپ کے بعض حصے بقول ایک تیز مزاج کرنل کے ایجنین اصطبل ہو رہے تھے۔ حفظ صحت کے انتظامات جہاں تک دن کا تعلق سموتی نگہداشت سے ہے بالکل موجود نہ تھے۔ عرب گردہ جنین عورتیں اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں میلے پھیلے چھتھرے لگائے ہوئے وہ تعداد کثیر ایک ہی جگہ جمع رہتے تھے۔ مکھیوں کی بڑی کثرت تھی اور پینے کے لئے خراب پانی دستیاب ہوتا تھا۔ ایسی حالت میں کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ہیضہ پیش

یا مسیحا دی بخار کے جراثیم کے لئے ہمارے کیمپ سے بہتر پردر ش گاہ ملستی  
 تھی۔ لیکن کوئی مہربان قادر مطلق بہادر محافظان اسلام اور محبان وطن اشخاص  
 پر نظر عنایت رکھتا تھا۔ چنانچہ کسی مرض کے باعث بہت کم اموات واقع  
 ہوئیں۔ ۱۱۔ دسمبر کو دہی عجیب جرمن شخص جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بال  
 بکھیرے ہوئے ناخوش ناخوش دکھائی دیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ  
 کوئی سند یافتہ طبیب نہ تھا بلکہ طبی طالب علم طرابلس پہنچنے میں اسکی غرض  
 یہ تھی کہ چار ہزار فرانک ماہوار پر ڈاکٹری خدمت انجام دے لیکن یہ امید  
 سبیل بے مایوسی ہو گئی۔ کیونکہ ترکوں نے دو ہفتہ بعد کہہ دیا کہ تمہارا گھر واپس  
 جانا ہی بہتر ہوگا۔ چنانچہ اس ڈاکٹر نے اپنے وطن کو بنارسنی واپسی اختیار  
 کی۔ اسی اثناء میں عربوں کا فوجی شفا خانہ احمد بن سلامہ نے جو ایک ذہین  
 یونانی عرب تھا قائم کیا اور دس عربوں کو جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے  
 تھے صف باندھ کر کھڑا کیا اور ان کا سلسلہ تعلیم اس طرح شروع کیا کہ ایک  
 شخص میدان جنگ میں زخمی ہو کر گر پڑا اُسے اوتھا کر ایک چار پائی پر رکھا  
 گیا اور عربوں کو سمجھایا گیا کہ اسکو کس طرح اوتھا کر میدان جنگ سے اپنے  
 کیمپ میں پہنچایا جائے۔ یہ ساری زیر تعلیم جماعت ملکہ مصنوعی نقش بھی  
 اس طریقہ تعلیم پر کھلے بندون ہنس رہی تھی۔ اسکے برخلاف سوڈان کے  
 کالے آدمیوں کی حالت کچھ اور ہی پائی جاتی ہے جو قواعد کو تباہ مضحکہ خیز  
 کے بجائے بڑی دلچسپی اور سنجیدگی سے یہ خدمت انجام دیتے ہیں سوڈان  
 میں کالی فرعین نشانہ بازی اور اسکو اڈ کے کام میں اسقدر غلو رکھتی ہیں کہ  
 پر پڑ ختم ہو جانے پر وہ ایک جگہ جمع ہو کر کئی کئی آدمی باہم اکید و سرے  
 سے قواعد لینے لگتے ہیں۔



۱۰-۹-۱۱- ڈسمبر یعنی دو دن میں کپتان عفت بے کے سوا اور چہ عہدہ کی چوٹی پر جو میرے خیمہ سے پچاس گز بلندی کا فاصلہ رکھتی تھی دفن کئے گئے ان اموات میں زیادہ تعداد اون زخمیوں کی تھی جو تازہ ترین معرکہ میں گھائل ہوئے تھے۔ ان آبنوش ترک اور عربوں کی مرتے دم تک فوت برداشت کا قائم رہنا۔ حیرت انگیز ہے میدان کارزار سے عزیز یہ تک ایک عرب پورے اٹھائیس میل پیدل سفر طے کر کے آیا تھا اسکے جسم میں گولیوں کے ساٹ زخم تھے۔ علاج کے بعد جب اسکو غاریان کے اعلیٰ شفا خانہ میں بھیجا جا تا تو اُسے وہی میدان جنگ پر زور دینا شروع کیا۔

اس بیا بانی کیمپ میں تکفین و تدفین کا سیدھا سادہ طریقہ اون پر اثر ساز و سامان کے ساتھ عمل میں نہیں لایا جاتا۔ جو ایسے موقعوں پر ہماری فوجوں میں موجود رہتے ہیں۔ چنانچہ ترک و عرب صف باندھ کر جنازے کے ساتھ نہیں چلتے قبر پر بندوبستیں چلائی جاتی ہیں اور نہ اوداعی بگل بجایا جاتا ہے تاہم عفت بے کے جنازے میں ایک قسم کی عظمت پائی جاتی تھی ایک عرب نے امام کی خدمت انجام دیتے ہوئے قرآن (مجید) کی وہ سادہ اور با موقع آیات پڑھیں جو جنازے کے لئے مخصوص ہیں۔ افسر مذکور نے اپنے خاندان اور وطن سے دور ہو کر اپنے بادشاہ اور اسلام کی خاطر اُن دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے جنہوں نے اُسکے ملک پر غیر منصفانہ حملہ کیا تھا۔ داعی اہل کو لبیک کہا تھا۔ یقیناً ایسے ہی آدمیوں کے لیے جنت کی برکات اور مسرتیں مخصوص ہیں۔ عظیم الشان سہنیں بے عرب کا حیرتناک مذہب اسلام جو گرد و زون بندگان خدا کی موت و ذلست میں رہنمائی کیا کرتا اور اونہیں حیات جاوید کی امید سے خوش و خرم رکھتا ہے مشن نبوی

امداد بغیر سال بسال افریقہ میں برابر اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ صدیان گز گئیں کہ یہ مذہب شمالی موبجات میں ابتدائے اشاعت حاصل کر کے ہمیشہ مشرقی اور مغربی حصص پر اعظم سے تازہ نو مسلم حاصل کر رہا ہے اگر مسئلہ ارتقا کا یہ اصل صحیح ہے کہ صرف افضل ترین شے باقی رہا کرتی ہے تو مذہب انسانی کی خوبی کا امتحان بھی اسی اصول سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں شمالی افریقہ اور ایشیا کے بڑے حصوں میں عیسائیت کے دعوے افسوسناک طریقے سے ناقص ثابت ہون گے۔ کارتیج اور اسکندریہ کے چرچ اور عیسائی زندگی کے وہ شاندار مناظر جو ٹرٹل لین۔ ساپیرین۔ اگسٹائن۔ سینیس۔ اور سائیرل تصانیف سے ظاہر ہوتے ہیں وینز وڈل حملہ آورین اور ان کے فاتح اور بلباریں افواج یہ سب حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے مٹ گئے ہیں۔ جیل زاد یہ کی چوٹی پر ایک بزرگ کا مقبرہ تعمیر ہے جہاں عثمانی افواج کھڑی ہو کر دشمن سے خواہ وہ آسمان یا زمین پر نمودار ہو مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتی حسین۔ ہوائی جہاز جنہوں نے حملہ آوردن کی خدمت بے مثل طریقے سے انجام دی ہے۔ عزیز یہ تک پہنچنے کی کبھی جرأت نہ کر سکے تھے۔ لیکن ۲۱۔ ڈسمبر کو ایک ہوائی جہاز ہاک کیمپ پر وارد ہوا۔ جو دور سے ایک بہت بڑا پرند معلوم ہوتا تھا ہوا باز باسانی دکھائی دیتا تھا اور سفید دھات جو شین کی ساخت میں استحال کی گئی تھی۔ سورج کی روشنی میں خوب دکھ رہی تھی۔ جہاز ہمارے مرکز کیسے بہت دور اور زمین سے دو ہزار گز بلندی پر پرواز کرتا رہا اور اگر یہ ہمارے کسی قدر زیادہ قریب ہو جاتا تو اس پر ہم اپنی قیمت آزمائی اسی طریقے سے کرتے جیسے کہ انگلستان میں شکاری پرندوں کا شکار کیا کرتے ہیں

شکار کی تمثیل اختیار کرتے ہوئے یہ فرض کیجئے کہ ایک پرند اڑا چلا آ رہا ہے۔ آپ نے اپنی مائزر بندوق اور مٹائی اور اسپر فیر کیا۔ چنانچہ یہ پرند جو دراصل ہوائی جہاز ہو۔ غر فٹاک آواز سے زمین پر گر پڑا۔ مذہب علیسا بیت کا مفسر اور بک آف جاب کا مصنف دونوں یہودیوں کے خدا حیوودا کی تفریح کا ذکر کرتے ہوئے ایک بڑی چمپلی کا کانٹے سے شکار کئے جانیکا عجیب حال بیان کرتے ہیں۔ پس اسی طرح ہوائی جہاز کو گولی مار کر گرا دینا بھی دیوتاؤں کے نعرہ شکار میں شامل کیا جاسکتا ہے گو ایک مرتبہ اس جنگ میں ہوائی جہاز کے بازوؤں کو گولیوں سے چسید ڈالا گیا تھا تاہم اس ترکیب سے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچا گیا ہے۔ مجھے خیال آیا ہے کہ اگر ہمارے شوقین اور پیشہ در ہوا بازوں میں سے چند اشخاص اپنی مشینوں کو حصار پار پہنچا کر اس بباد و فوج کے شریک حال ہو جائیں جو اپنے دشمن کے مقابلہ میں بہت زیادہ مزاحمتوں میں گھری ہوئی ہے۔ تو ادن کے لئے یہ محم و لچپی سے خالی ثابت نہ ہوگی۔ بیابان پر پرواز اطراف و جوانب کی عجیب اشیاء و مصروف ہند کے ہر ایک مسلمان کا اگر خوشانہ شکریہ اور خطرہ کا وہ ذائقہ جو زندگی کی بہت ہمون اور بخر بات میں خفیہ سحر کاری پیدا کر دیا کرتا ہے یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ علاوہ کافی اجرت کے نسبت اسکے زیادہ دلچسپ ثابت ہونگین کہ وہ بروک لینڈ یا ہنڈن پر فضول چکر لگایا کریں۔

ان ہوائی جہازوں نے اطالویوں کو عرب حملہ آوروں کے جمع ہونے اور طرابلس کے اطراف ترک کی کمیپ کے عام انتظامات کے متعلق فراہمی معلومات کی خدمات بہت اچھے طریقہ سے انجام دی ہیں اور گوجنگی غبارے وقتاً فوقتاً

بمب دُغیرہ پھینکنے کے کام میں لائے گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ طریقہ  
 حملہ آوری بالکل ناکارہ ثابت ہوا ہے ایک مرتبہ سوق الدجبنہ کے ترکی حبشگی  
 اسپتال پر بمب پھینکے گئے جنکے ٹکڑے اگرچہ پھٹنے کے بعد چاروں طرف  
 پھیل گئے تھے لیکن جیسا کہ ایک ترکی ڈاکٹر نے بیان کیا کہ بغض خدا کوئی  
 شخص زخمی نہیں ہوا۔ ہوا بازوں کی یہ دست درازی بالکل ناقابل معافی  
 معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا جنگی اسپتال پر ایک بڑا علم ہلال احمر  
 کا لہرا رہا تھا جو ہوا بازوں کو صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پس ایسی حالت میں  
 غلط فہمی کا عذر بیہودہ ہے۔ میں اس مسئلہ پر بدین وجہ زور دینا چاہتا ہوں  
 کہ وقتاً فوقتاً سفید علم اور سرخ صلیبی مچھنڈے کے قصداً ناجائز استعمال  
 یا ان سے بے پرواہی برتنے کے الزام کے متعلق متعدد لنوو دیوہ تحریرات  
 شائع کی جاتی ہیں۔ چنانچہ جنگ جنوبی افریقہ کے متعلق بعض انگریزی اخبار  
 نویسنوں نے یہ بہتان باندھا تھا کہ اُن مخصوص حقوق سے جو ان دونوں  
 جھنڈوں سے وابستہ ہیں۔ بوئر لوگ بے پرواہی برتا کرتے ہیں۔  
 میں اس بات سے انکار کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوں کہ کبھی کبھی اراداً  
 فوجی شفا خانوں یا سفید مچھنڈوں پر گولیاں برسائی جاتی ہیں تاکہ اس  
 ترکیب سے کچھ فرصت کا وقت ماہتہ آجائے یا کوئی اس سے بھی زیادہ  
 بُرے ارادے سے یہ فعل شنیع عمل میں لایا جاتا ہے اسکا جواب صرف  
 یہی ہو سکتا ہے کہ تمام فوجوں میں انسان سادہ دے موجود رہا کرتے ہیں  
 لیکن بوئروں کے متعلق جو عام اور فیاضانہ الزامات لگائے گئے ہیں وہ  
 بالکل بے بنیاد تھے۔ بوئر فوج ایک ایسی فوج تھی جو ہمارے ساتھ باعزت  
 طریقہ پر جنگ کر رہی تھی اور جسکے ساتھ مصروف بہ جدال و قتال ہذا ہماری

کوئی ہتک کا باعث نہ تھا۔ مین دریافت کرتا ہوں کہ آیا ایک سفید علم با صلیب سُرخ کا نشان زمانہ حال کی کسی جنگ میں کیا وقعت رکھتا ہے۔ ۹۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص بعض منافقانہ بیانات کی بناء پر یہ خیال کرنے لگے کہ یہ علم مکان گر جایا مینار کی طرح بہت بڑے اور بلند ہوتے ہوں لیکن حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ زمانہ حال کے معرکے بڑے وسیع رقبوں پر واقع ہوا کرتے ہیں۔ اور ایک سفید جھنڈا چونکہ اس قسم کی چیز میں سب سے پہلے اپنے ساتھ نہیں رکھتے ہیں، غالباً ایک دستی رد مال یا قمیص کی دہجی ہوا کرتی ہے جسے رافعہ کی نال پر باندھ کر بلند کیا جاتا ہے۔ پس جوش و خروش دہوان زمین کی ناہواوی اور فاصلہ کی طوالت جو رافعہ یا توپ کی زد کے لئے درکار ہوا کرتی ہے ایسے موافقات ہیں کہ مذکورہ بالا قسم کا جھنڈا نہ دکھائی دیا جائے اور داخل تعجب نہیں ہو سکتا۔ جنگ جنوبی افریقہ کی اون دو مثالوں کو سب سے جنہیں امن و اطاعت کا یہ نشان بلند کیا گیا تھا۔ ٹکسن نامکے شدید معرکہ میں ایک نیشنل کمیشن افسر نے بظاہر خیال کر کے کہ اسکی سپاہ جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی محصور ہو گئے تھے اور امداد پہنچنی ناممکن ہو رہی تھی۔ سفید جھنڈا بلند کر دیا تھا حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ اوسکے اطراف و جوانب میں بارہ سو سپاہی چپے ہوئے تھے۔ دوسری مثال سپین کا پ کی کیفیت یہ ہے کہ سپین کا پ میں ہماری سپاہ و لیسری سے بوہرون کی صحیح اور چھی ہوئی آتش باری کا گھنٹوں مقابلہ کرتے رہے اسی اثناء میں کسی شخص نے سفید جھنڈا علم کر دیا۔ چنانچہ بوہرون نے فیر موقوف کر دیئے۔ اور انکی ایک جماعت محفوظ مقامات سے نکل کر برش سپاہ کی جانب بڑھنے لگی اوسی وقت کرنل تھارنی گراخت خندق میں سے کود کر مٹی کے ڈمیر پر جا پہنچا اور چلا کر کہنے لگا۔ ”دوایس ہو جاؤ تم ج۔ حرابوہرون

کبھی ہتیار نہ ڈالو گا ۱۱ بورڈن نے اسپر چٹانوں کے پیچھے واپسی اختیار کرنی شروع کی لیکن اسی اثنائے میں اونپر آتش بازی دوبارہ شروع کی گئی۔ جس سے کسی قدر نقصان پہنچا۔ فوری طور سے یہ واقعہ مکررہ نظر آئے گا اور اگر فی الحقیقت ہماری سپاہ نے ہتیار ڈالنے سے انکار کرنے کے بعد قصد ان واپس ہونیوالے بورڈن پر گولیوں چلائیں تو ان کا یہ طرز عمل ناقابل معافی ہے لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ چھوٹی سی سفید دھجی جو سفید جھنڈے کے بجائے بلند کی گئی تھی ہماری سپاہ کی بڑی تعداد کو دکھائی نہ دے سکی۔ فوجی شفاخانے کی گاڑیوں پر ادا تہا گولہ باری کا الزام بدینو جب زیادہ قابل گرفت نہیں ہے کہ تین ہزار سے پانچ ہزار گز تک کوئی جھنڈا خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو زیس کی عمدہ سے عمدہ دور بین میں سے بھی صرف ایک ایسا دھبہ نظر آتا ہے جو ناقابل امتیاز ہوا کرتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے ایک رفیق نے دارالعوام میں مسٹر ہارکورت سے دریافت کیا کہ آیا صاحب موصوف موجودہ جھنڈے کو جو پارلیمنٹ کی عمارت پر نصب ہے ایک ایسے نشان سے تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ کہ جسکی جسامت معقول وسیع ہو اس سوال کے جواب میں ہمیں موجودہ نشان کا عوض و طول سنکر جو کوچہ میں سے بہت بے مقدار معلوم ہوتا تھا۔ بڑی حیرت ہوئی۔

انجمن ہلال احمر کے نیچے پہاڑ کے نچلے دامنوں میں وسیع قطعات پھیلے ہوئے تھے۔ اور اس عمارت کے بالکل ہی قریب واقع تھے جو شفا خانہ کام میں لائی جاتی تھی۔ اس بڑے کمپ میں جو عربوں اور انڈیوں سے معمور ہو رہا تھا۔ سول ڈاکٹروں اور ان کے فوجی رفقاء کو بلاشبہ کثیر کام پیش تھا۔

چونکہ کسی شخص کو مجھے ترکوں سے ہمدردی ہونے میں شبہ نہیں ہو سکتا ہے لہذا  
 میں عزیز یہ کے طبی اسٹاف کی کارگزاری کے متعلق نکتہ چینی کی جرأت کرتا  
 ہوں۔ ان سولین ڈاکٹروں کی ایثار نفسی نے جنہیں سے ایک صاحب نے اپنی شادی  
 کو جو قریب ہونے والی تھی غیر محدود زمانہ تک ملتوی کر کے قسطنطنیہ سے  
 اس خود اختیاری خدمت پر سفر اختیار کیا تھا۔ ونیز و دیگر ڈاکٹروں نے اپنا  
 کثیر المنفعت پیشہ ترک کر کے طرابلس میں اپنی ذاتی خوشی سے سکونت اختیار  
 کر رکھی تھی۔ گو میرے ولیم نہایت عیسوی اثر پیدا کیا تھا۔ تاہم باوجود ان ساری  
 خوبیوں کے مجھے اندیشہ ہے کہ میں ہلال احمر یا فوجی اسٹاف کو کمیپ کی طبی  
 نگرانی پر کامل مبارکباد نہیں دے سکتا ہوں۔ اور گو ہمیں یہ بات بھی فراموش  
 نہیں کرنی چاہیے کہ ہمارے کمیپ عزیز یہ میں سیدھے کچیلے خرقرہ پوش  
 عربوں اور غلیظ اونٹوں کے داخلہ کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔ پھر بھی کوئی  
 معقول وجہ کمیپ کی اس حالت اور طبی اسٹاف کی اس ناکامیابی کے متعلق  
 پیش نہیں کی جاسکتی کہ صفائی اور حفظ صحت کے ابتدائی ادھاس ترین اصول  
 کے متعلق ذرا بھی توجہ نہیں کی جاتی تھی گواہی آسانی سے کھو دی جانے  
 والی زمین میں حفظ صحت کے کام آسانی سے تعمیر کئے جاسکتے تھے۔ تاہم  
 ایسی کوششوں کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ چنانچہ اس بے پرواہی  
 کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وسیع رقبوں کے بہت سے حصوں میں جنہیں آدمی اور  
 اونٹ و خیمے پھیلے ہوئے تھے۔ زمین ناقابل بیان غلیظ تھی اور ہوا میں  
 بہت بری بدبو پیدا ہو گئی تھی۔ خود طبی خیموں کے بہت قریب اونٹوں کے  
 بال اور مانور و کئی آلائش پھیلی ہوئی تھی۔ جو قدرتی طور سے ہر قسم کی کہیوں  
 کے لیے بڑی تعداد میں جمع ہونے کا ذریعہ تھی۔ حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے

کہ کھیان مرض کے جراثیم لاتی ہیں گو یہ ممکن تھا کہ پیاد کے دامن میں پوہینوں کے واسطے ایک قطعہ زمین مخصوص کر دیا جاتا اور عربوں کو بازار کے جنوبی بڑے میدان میں جگہ دی جاتی۔ لیکن بحالت موجودہ یہ بہادر مگر غلیظ جگہ بظاہر اس امر کی اجازت دیتے تھے کہ وہ جہاں چاہیں بیٹھ جائیں اور جس جگہ کے قریب چاہیں اپنے بلبلا تے ہوئے اونٹوں کے ساتھ نہایت غیر خوش آئند جگہ تین بنا کر فروکش ہو جائیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ جہاں تک مجھے علم ہے بقاعدہ سپاہیوں کو پانی جوش کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ حالانکہ ایسا نہونا تندرستی کے لیے خطرہ عظیم کا باعث ہو سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ کمپ ہسپتہ بخارہ اور ورم سددہ وغیرہ کے جراثیم کی مخصوص پردر ش گاہ بنا ہوا تھا۔ لیکن یہاں خدا طرابلس کے ران بہادر محافظین کی حمایت کر رہا تھا۔ چنانچہ یہ جاننا زان خطرناک سختیوں سے محفوظ رہے جو ان کی غفلت و ناتاملیت کے باعث پیدا ہو سکتی تھیں۔

اگر کوئی شخص کمپ کی حفظانِ صحت کے متعلق عزیز یہ و دیگر مقامات کو زیر نظر رکھ کر اسے قائم کرے تو اسے بلاشبہ معلوم ہو جائیگا کہ عثمانیہ افواج کے طبی اسٹاف نے وہ ترقی نہیں کی ہے جسے سلطان کو دنیا کی بہترین افواج میں سے ایک اعلیٰ فوج کا بادشاہ بنا دیا ہے۔ ایک ترکی افسر نے جو مجھ سے اس مسئلہ پر بحث کر رہا تھا۔ اپنے طبی اسٹاف کی پس ماندگی کو تسلیم کرتے ہوئے۔ بیان کیا کہ مسمول انگلستان کے وہ شدید نقصانات قابلِ توجہ ہیں جو جنگِ جنوبی افریقہ میں امراض کے باعث واقع ہوئے تھے۔ اوسکا یہ خیال بھی صحیح تھا۔ کہ ہم نے اس خوفناک جنگِ فوجی اور طبی کاموں کی بے ڈھنگی آمیزش سے عجیب گڑبڑ پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ ہمارے نقصانات کی عظیم



تعداد جو معدے کی بیماریوں کے باعث ہمیں برداشت کرنی پڑی تھی تو اسے  
 میں ایک ایسا باب بناتی ہوں جو سراسر ہماری ذلت اور کمقداری سے پر ہے۔ مجھے  
 ادن مریضوں کا حال خوب اچھی طرح یاد ہے جو تریزین پر صرف ایک ڈاکٹر  
 پر دوا چا رہے تھے۔ اس نامبارک جنگ میں کتنی  
 ہی خوش و خرم اور آئندہ ترقی کی اُمید سے بھری ہوئی جانوں کا رشتہ  
 حیات منقطع کر دیا گیا لیکن یہ جانیں بچائی جا سکتی تھیں بشرطیکہ ہمارا بھی  
 اسٹاف وہی دانائی و قابلیت رکھتا ہوتا جو چند سال بعد جنگ جاپان میں ظاہر  
 ہوئی ہے۔ امراض معدہ سے ہمارے نقصانات اس قدر بڑھ گئے تھے کہ  
 بارہ ہزار اموات میں سے جو مختلف امراض کے باعث واقع ہوئیں تھیں  
 کثیر تعداد معدہ کی شکایتوں کی نذر ہوئی تھی حالانکہ جنگ میں زخمیوں کی  
 اموات صرف آٹھ ہزار تھیں۔ جاپانی افواج کے اصلی نقصانات میں امراض  
 معدے کے باعث ایک فیصدی سے بھی کم اموات کا نقصان پہنچا  
 تھا۔ چنانچہ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ آخر کار جاپانیوں نے اس مرض  
 منحوس کے تباہ کن حلو کو جو ابھی تک زمانہ حال کی فوجوں کیساتھ ساتھ چلتا  
 رہا ہے۔ پس کر دیا تھا۔ زمانہ حال کی ساری جنگوں میں کثرت امراض کی  
 افسوسناک شکایت سنی جاتی ہے۔ محاربات فرانس و جرمن۔ روس ترک  
 و نیز کبویا۔ جنوبی افریقہ۔ چین اور وہ معمولی لڑائیاں جو فرانس کی جانب  
 سے مدغاسکر اور مانگائنگ میں وقوع پذیر ہوئی ہیں۔ ان سب میں بخار  
 اور شکایات معدہ تقریباً ایسے ہی تباہ کن ثابت ہوئے ہیں جیسے کہ  
 گولے اور گولیاں۔ پس اس حالت میں کسی فوجی تواریخ نویس سے کوئی  
 معذرت اس امر کی طلب نہیں جا سکتی کہ بحالت جنگ وہ کیوں طبی اسٹاف

کی خصوصیت پر زور دیتا ہے۔ اکثر اشخاص جنہیں فن طب سے کوئی مس نہیں ہوتا ہے طبی ترقی کی سست رفتاری پر غصہ ظاہر کیا کرتے ہیں۔ اعداد و نکا یہ فعل کی طرح بھی ستحیر کن نہیں کہلایا جاسکتا ہے کیونکہ جو نتائج ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں وہ اسقدر اہم اور ہمارے اعزہ و اقربا کی زندگیاں اس قدر پیش قیمت ہیں کہ ہم مشکل اپنے بے صبری ضبط کر سکتے ہیں۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہمارے آنکھوں کے سامنے تحقیقات جراثیم نہایت سست رفتاری کے ساتھ ترقی کر رہی ہو۔ میاؤں و بخار کے سینے آج سے چوبیس سال پیشتر ٹیکے کا مادہ تیار کر کے جانوروں پر تجربہ کیا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ایسے جراثیم کی روز افزون ترقی کن تعداد اس ٹیکے سے کی گری سے مر جاتی ہے۔ اور جانور جنہیں تجربہ کیا گیا تھا۔ امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ لیکن ۱۸۹۱ء تک یہ مادہ کسی انسان پر استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ برلن کے دارالعمل میں پرو فیسر فیئر اور کاتی نے اسی سال ایک ملازم کے پر اس ٹیکے کا تجربہ کیا۔ بعد ازاں ۱۸۹۹ء میں ڈاکٹر رائٹ کی توجہ سے کسی قدر آزمائشی کوششیں انگلستان کی ادس فوج میں اس ٹیکے کو رواج دینے کے متعلق عمل میں لائی گئیں جو جنوبی افریقہ روانہ ہوئی تھیں تاکہ وہاں پہنچنے کے بعد شکاریت معدہ لاحق نہ ہونے پائے جس فوجی جہاز پر میں سوار تھا اس کے ہر ایک افسر نے اپنے جلد میں یہ مادہ داخل کرانا منظور کیا۔ لیکن ہمیں سب سے بڑی وقت اور عام سپاہیوں کی تھوڑی ہی سی تعداد فراہم کرنے میں پیش آئی جنہیں ہم ٹیکہ لگانا چاہتے تھے۔ اس قسم کے گاہے ماہے وقوع پذیر ہونے والے کاموں کے صحیح نتائج معلوم کرنا ایک مشکل امر ہے لیکن عام حالت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ٹیکے

کا نتیجہ نہایت قابل اطمینان تھا۔ اسوقت سے لیکر اب تک اس مادے کا جو تجربہ استعمال وسیع پیمانہ پر عمل میں لایا گیا ہے اس سے عجیب و غریب فوائد حاصل ہو چکے ہیں۔ جاپانیوں نے اپنی سپاہ کے لئے اس ٹیکہ کا تجربہ قانون مقیر کر رکھا تھا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں جاپانیوں میں معدے کی شکایت وہاں سے استقدر کم اموات واقع ہوئیں کہ جو تقریباً نہ ہونے ہی کے برابر ہیں۔ روسی فوج میں جہاں جاپانیوں جیسی اعلیٰ درجہ کی احتیاطوں کا پتہ بھی نہ تھا۔ میعاد دی بخار کی بڑی کثرت تھی۔ جاپانی طبی اسٹاف کی غیر معمولی قابلیت سے ہر ایک سپاہی کو ایک ڈبیرہ کڑی ادسٹ گولیوں کی پہنچا دی گئی تھی جس سے عجیب جملہ درج ہوا کہ روسیوں کو سپاہ کرنے کی خاطر ان میں سے روزانہ تین گولیاں استعمال کی جایا کریں۔

حال ہی میں پیش اور خرابی معدے کے بخار کے واسطے جلد میں ٹیکہ لگانے کے عجیب و غریب نتائج و کامیابی حاصل کئے گئے ہیں۔ فرانسیسی ماہران جراثیم مانیشر دلمارڈ اور ڈا پٹر کے تیار کردہ مادے کے عام استعمال نے فرانس میں پیش کی اموات کو سینتالیس فیصدی گھٹا دیا ہے۔ فرانس کے سب سے بڑے ماہر فن پروفیسر شان ٹیئر بعض ملاحظہ طلب مثالیں اس ٹیکہ کی کامیابی کی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ اودجدہ میں جہاں خرابیے معدے کا بخار شدت ترقی پذیر تھا۔ پروفیسر موصوف نے پچاس سپاہیوں کو ٹیکہ لگا یا چنانچہ ان میں سے ایک آدمی کو بھی میعاد دی بخار لاحق نہیں ہوا۔ اور ان میں دو سو سپاہ میں جنہوں نے ٹیکے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جو مذکورہ بالا پچاس آدمیوں کے پہلو پہلو مقیم تھے۔ دس آدمی معدے کی شکایت میں مبتلا اور دو کو میعاد دی بخار لاحق ہو گیا تھا۔ پروفیسر موصوف کے بیان کو قطع نظر کر کے امریکہ کے

نعداد و شمار جو بڑے خوش آئند ہیں ملاحظہ کیجئے۔ ممالک متحدہ امریکہ میں فوجی  
طبی اسٹاف جبر یہ ٹیکہ زنی کے معاملہ میں کسی بیہودگی میں شریک نہیں ہے۔  
تاہم فوجوں کو سیدھے بازو پر چھپک اور اٹلے بازو پر سیدھے کی بیماریوں کا  
ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ اسکا نتیجہ صرف ڈھائی سال میں یہ ظاہر ہوا کہ  
پینتالیس ہزار فوج میں صرف گیارہ آدمی ان شکایات میں مبتلا ہونے کے بعد بخیر و  
خوبی تندرست ہو گئے۔ اب دقت آگیا ہے کہ دنیا کی تمام مہذب فوجیں خطرناک  
میسادھی بخار سے اپنے نو عمر سپاہیوں کی حفاظت کا پورا اہتمام عمل میں

لائیں۔

عثمانی کیمپ میں ایک دوسرا ہر وقت موجود رہنے والا خطرہ یہ تھا کہ عرب  
لگاتار بد وقتیں چلاتے رہتے تھے۔ اور گواس قیمتی گولی باروت کی بربادی کسی  
طرح بھی مستحسن نہ تھی۔ لیکن جسم و جان کو جو خطرہ بے پردہ ہی سے ہر وقت  
گولی چلانے کے باعث رہتا تھا وہ اس سے بھی زیادہ خطرناک تھا۔ اس کے  
میں نے بنی غشیر سے واپس آکر دو آدمیوں کو اتفاقیہ ماز رافل چل جانے سے  
زخمی پایا۔ ایک تو عرب کی ران میں گہرا زخم پیدا ہو گیا تھا اور دوسرا باقاعدہ  
فوج کے ایک ترک کے پیٹ میں گولی لگی تھی۔ غریب ترک کی حالت زخم کے  
ابتداء ہی سے خراب ہو گئی تھی۔ کیونکہ گولی پیٹ کے نچلے حصے میں جھکڑا تیرپون  
کو پھاڑتی ہوئی پار ہو گئی تھی۔ چنانچہ یہ سچا اور اسی دن شام کے وقت مر گیا۔  
ہم سب کو اس موت کا بہت افسوس ہوا۔ کیونکہ علاوہ ان لوگوں کے  
اصلی رنج کے جو اس سے واقف تھے ایک باقاعدہ ترک کی جوان کی وفات  
موجودہ زمانہ میں ناقابل تلافی نقصان تھی۔

مجدوح عرب کی ہلاکت جو اپنی اور اپنے فرقت کے ممبروں کی سخت غفلت و حماقت کا

شکار ہو چکا تھا۔ کسی قدر عجیب انصاف پہنچی ہوتی لیکن بحالت موجودہ اینٹین  
ہوا۔ یہ عرب بچگیا اور فوجوان و بد قسمت ترک ایک غیر ضروری اور خلاف وقت  
موت کے پنجے میں پھنس کر رہی بقا ہوا۔ یہ عرب لوگ گو دن بھر گولی چلاتے ہوتے  
تھے لیکن ادھنیں اس بات کا بہت کم خیال تھا کہ بندوق کو تر چھپا رکھنا ایک  
عمدہ احتیاطی تدبیر ہے۔ یہ لوگ اپنی مازر بند و قوٹو ایسے ہی استعمال کرتے  
تھے جیسے کہ نئے کھلونوں کے ساتھ بچے کھیلا کرتے ہیں۔ بار بار بند و قون کو  
صاف کرتے اور پھر نالی خشک کرنے کی غرض سے کارٹوس چلایا کرتے تھے۔  
مین نے کئی مرتبہ اپنے سکر قریب سے گولی کے گزرنے کی آواز سنی ہے  
ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں جبکہ کسی شخص نے عربوں کی  
غفلت اور بے پرواہی استعمال اسلحہ کے متعلق دیکھی ہو اپنے نیچے میں بیٹھا  
ہوا دفعتاً گولی چلنے کی آواز پر کس قدر پریشان ہو جائیگا؟۔ مین نے اس طریقہ  
عمل کی شکایت جٹی اسٹاف و دیگر حاکمون سے کی۔ لیکن ان اصحاب نے  
جواباً بالکل مایوسی ظاہر کی اور کہا کہ عربوں پر حکومت کرنا یا ادھنیں تعلیم دینا  
امر محال تھا۔ میرے زیادہ چوکتا ہو جانے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ مین سرمان  
مین ریو اور کی گولی سے بال بال بچ گیا تھا۔ مین اقرار کرتا ہوں کہ سفر کی تمام  
تکالیف برداشت کرنے اور مختلف قسم کے جراثیم سے محفوظ رہنے کے  
بعد یہ خیال کہ کسی یوقوف کی گولی سے مارا نہ جائے کچھ ہی خوش آئند نہ تھا۔  
لیکن حقیقت صرف یہی تھی کہ یہ خطرہ جو ہم اپنے وسیع کیمپ میں برداشت  
کر رہے تھے۔ بمشکل ہی اس خطرہ سے زیادہ خوفناک تھا جو انگلستان میں  
تمام شکاریوں کو ہر ایک موسم شکار میں پیش آتا ہے یہ صرف مستثنیٰ صورتوں  
میں ممکن ہے کہ آپ کسی ایسے چالیس سالہ شکاری سے واقف ہوں جس کے

کسی نہ کسی حصہ جسم میں پھترن کے نشان موجود نہ ہوں۔ میں نے اپنی زندگی میں بغیر زندگی کے مختلف قسم کے شکار کھیلے ہیں۔ چنانچہ میں اپنے تجربے کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ انڈر گرائیو میٹوں کے ساتھ پھپر شکار کھیلنا سب سے زیادہ خطرناک قسم کی تفریح ہے۔

۱۲۔ دسمبر کو میں نے شہر طرابلس کے اطراف ترکی خطوط مدافعت کا معائنہ کیا۔ طاہر بے نے براہ مہربانی توپ خانہ کا ایک اچھا گھوڑا سفر کے لئے دیا علاوہ ان میں مجھے ہر قسم کی معاونت کپتان ٹبل ہم سے پہنچی جو شہر بابل کا شاگرد و سقراط معلوم ہوتا تھا۔ کپتان موصوف علاوہ اور زبانوں کے فصیح ترکی میں گفتگو کیا کرتا تھا اور بے مثل خلجی نامہ نگار تھا۔ یہ شخص ٹھنڈے دل اور عمدہ دماغ سے مسلح اور عثمانی قوم اور اوسکی بہادر فوج کی سچی عظمت اپنے دل میں نہان رکھتا تھا۔ ہمارا چوٹا قافلہ ایسی تاحیکہ بعد روانہ ہوا جو غیر مدبرین زندگی سے ناقابل قطع تعلق رکھتی ہے۔ اس قافلہ میں دو شخص پولس کے سپاہی تھے جو نیلے کوٹ پہنے ہوئے تھے اور دو آدمی باقاعدہ ترکی فوج کے سپاہی تھے۔ کپتان ٹبل ہم اور عبداللہ بے بھی جو تو پہچانے کے ایک خوبصورت آفسر ہیں میرے شریک سفر ہو گئے۔ عزیزہ سے جو راستہ جنگل میں سے گزرتا ہے اوسکا نشان ٹھیک ٹھیک ملتا جاتا تھا اور یکے با دیگر عربوں کے چھوٹے چھوٹے گاؤں شاداب باغات جو کٹوؤں کے قریب واقع تھے ہمیں دکھائی دیتے رہے۔ ہمارے گھوڑے پارمیل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہے تھے۔ کیونکہ بیابان کے سخت حصہ سرزمین میں بھی ہر قدم پر گھوڑوں کے سقم دو یا تین انچ زمین میں دھسنے جاتے تھے۔ اور ایسے مقام پر گزرتا جہاں حال ہی میں ہوائی ریت کا ٹیلہ جمع کر دیا ہو بہت ہی دشوار تھا۔

گھوڑوں کو پاشنیا۔ دلی چلانا تقریباً ناممکن تھا کیونکہ ریتی راستہ پر گھوڑے گرجانیکا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے۔ ترک لوگ اپنے گھوڑوں کو جیال کے طولانی اور گرم سفروں سے بچاتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے ہمارا سفر اور بھی زیادہ سست رفتاری سے طے ہوا اور ہم سمولی قدم چال سے تقریباً تمام راستہ طے کرتے رہے۔ ہمیں دو مقامات پر عربوں کی جماعتیں ملتی رہیں۔ اور ایک جگہ سات ترک سپاہی دکھائی دئے۔ جہاں یہ لوگ آرام کی غرض سے ٹھہرے ہوئے تھے۔ عبداللہ بے کے دریافت کرنے پر کہ یہ ننگے پاؤں کیوں ہو رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ ریت میں آسانی سے پیدل چلنے کی خاطر ان لوگوں نے بوٹ اتار لئے تھے یہ کپتان بھی مثل اپنے اور ساتھیوں کے ایک دل خوش کن رفیق تھا۔ اور حال ہی میں فرانسیسی فوج سے واپس آیا تھا۔ جہاں وہ جنگ مصنوعی دیکھنے کے لئے گیا تھا۔ یٹلین پیرس واپس کی تعریف میں بڑا سرگرم تھا۔ گو عبداللہ نے انگلستان کہی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن ہماری فوج کے تمام قواعد و قوانین سے بڑی دلچسپی ظاہر کرتا رہا۔ اور سپاہیوں کی بھرتی مدت ملازمت وغیرہ وغیرہ کے متعلق سوال کرتا رہا۔ بظاہر اسکا یہ خیال تھا۔ کہ برگید آف گارڈیں کا ہر ایک افسر خریف خاندان ہوا کرتا ہے۔ لیکن میں نے اوہ نہیں بتلایا کہ شاذ و نادر استثنائے انگلستان میں روپیہ بہ نسبت شرافت نسل کے حقوق اور اختیارات دلانے میں زیادہ کامیاب ثابت ہوا کرتا ہے جنگ روس و ترکی کے زمانہ میں ترکی افسروں کی برائی کے ساتھ ساتھ سلیمان و مختار و عثمان کی سپاہ کی منصفانہ تعریف کی جاتی تھی لیکن مشائخ میں ناقابلیت اور عام خرابی کا الزام اگر صحیح طریقہ سے عام طور پر عائد کیا

جاسکتا تھا۔ تو یہ صاف ظاہر ہے کہ آجکل کے ترکی افسر یہی وہ لوگ جنہوں نے مار بانی کالج میں تعلیم پائی ہے۔ اور تحصیل۔ کریم۔ مقدونیہ اور یمن کے متواتر بھگڑے اپنی آنکھ سے دیکھ چکے ہیں۔ فی الحقیقت قابل فوجی افسر میں یہ اشخاص اپنے کام میں مستعد اور اپنی سپاہ سے پوری ہمدردی رکھتے ہیں اور ان کی اخلاقی صفات کے متعلق میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وسیع دنیا میں آپ جہاں کہیں بھی چلے جائیں لیکن آپ کو کہیں بھی کوئی شخص ایسا متواضع اور آپ کے آرام کا خیال رکھنے والا دستیاب نہ ہوگا کہ جیسا کہ ایک ترکی افسر۔ اور کوئی شخص اس افسر سے زیادہ لفظ صبیحین کا مستحق و موزون نہیں ہے۔ چنانچہ میرا شکر یہ ان عمدہ دوستوں اور حمیدہ صفات فریقوں کیلئے حقیقت میں نہایت عمیق ہے۔ اب میں سچے دل سے خواہشمند ہوں کہ پراسن و آسائش کے حالات میں مجھے ان لوگوں سے دوبارہ ملاقات کا موقع ملے۔

جب ہم تینوں پہلو بہ پہلو سولہ میل وہ بیا بانی سرزمین طے کر رہے تھے۔ جو ہمیں ترکی خطوط مدافعت سے جدا کئے ہوئے تھی۔ اس وقت ہم ختم جنگ کے بعد لندن میں دوبارہ ملاقات کی امیدیں ظاہر کرتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ گفتگو میں عوز باشی نے کہا ”وہیم خدا ہماری تجاویز کو کامیاب کرے۔ اور جنگ کے بعد ہمیں پھر ملاقات کا موقع عطا فرمائے۔ لیکن طرابلس کی موجودہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ کل کی نسبت کوئی خیال ظاہر کرنا ناممکن ہے“ چار گھنٹے سفر کے بعد ہمیں ایک چھوٹا سا خوبصورت نخلستان اچھی طرح دکھائی دینے لگا۔ جہیں محرومی خیمے نصب ہو رہے تھے۔ یہ جگہ ترکی خطوط مدافعت کے



دہنی جانب واقع تھی اور اس خوشنما مقام کا نام ”سنت بنی آدم“،  
یعنی مردوں کے بیٹوں کا باغ تھا۔ ہماری آمد نے عربوں کے ایک بے  
مجمع میں جو اس کمپ میں موجود تھا۔ مسرت آمیز جذبہ پیدا کیا۔ کپتان شلم  
فوٹو گراف کیمرا دیکھ کر ان لوگوں نے ہلا کی شکل کے دو دائروں میں اپنی  
صف بندی کی۔ ان کے سردار وسط میں اپنے شاندار گھوڑوں پر  
سوار اور علم بردار بڑے بڑے علم ہاتھوں میں لئے ہوئے صفوں  
کے کناروں پر کھڑے ہو گئے۔

یہ نظارہ بڑا شاندار تھا دلی جوش کے ساتھ ساتھ ظاہری قوت بھی  
نمایان کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک عرب نے بہاری اور گونجدار  
آوازیں یہ گانا شروع کیا۔ ”ہم لوگ جو جنگجو ہیں اپنے ملک کی خاطر  
موت سے نہیں ڈرتے“ اس کے بعد سارے مجمع نے تلواریں اور  
بندوقیں علم کر کے ایک ساتھ گرجا شروع کیا۔ اس گرج کا ایک جملہ یہ ہی  
تھا۔ ”ہم اپنے باپکے اصلی بیٹے ہیں“ اس موقع پر عربوں کا جوش بہت  
بڑھ گیا تھا چنانچہ۔ شلم نے اس بے مثل نظارے کے بہت سے  
فوٹو لئے۔ لیکن میرے خیال میں ہر شخص کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ یہ تصویر  
کسی شہرہ آفاق دستی مصور کے نوک قلم کی خواندہ تھیں اور غالباً مال من  
ہنٹ یہ خدمت بخوبی انجام دے سکتا تھا۔ سرخ۔ سفید اور بھونسلے  
علم یہ عجیب مجمع چاروں طرف زور تیللا میدان اور اسپر سورج کی چمکدار  
کرین یہ ساری خصوصیات مال من ہنٹ کے لئے مخصوص ہو سکتی تھیں۔  
بنی آدم میں میجر نسیم بے جوڑ میسورین کیولری رجمنٹ سے وابستہ تھے  
اعلیٰ افسر کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ یہ شخص کشیدہ قامت اور

خوبصورت جوان تھا۔ بہت خوش مزاج ہونے کے علاوہ اپنی طبیعت میں سادگی کی دلطفات رکھتا تھا جو عثمانی قوم کی خصوصیات میں داخل ہے۔ یہ سیم بے اپنی فوجی ملازمت کے تقریباً پچیس سال ارض روم میں گزار چکا تھا۔ کیونکہ کسی وجہ سے جابر سلطان عبدالحمید سید زکوری سے ناراض ہو گیا تھا۔ اس پریشان کن جنگ میں گو بہت سی جسمانی تکالیف موجود تھیں تاہم ترکی سینئر افسر بہ نسبت ہمارے انگریزی افسروں کے زیادہ آرام دہ خیموں میں رہائش رکھتے تھے۔ سیم بے کا محض طبی خیمہ معمولی انگریزی خیمے سے دوگنا وسیع تھا۔

میں اور بٹلہم اپنے ساتھ چھلی وغیرہ سامان خوراک جوٹین کے ڈبوں میں بند تھا۔ لیتے آئے تھے۔ کیونکہ میں گمان غالب تھا کہ ایسی خوراک پر گزارہ کرنا پڑے گا۔ لیکن بیان پوشچہ میں بہت خوشی اور حیرت ہوئی کہ رسالے کا پے ماسٹر جو ایک توانا اور ملنار شخص تھا۔ باوجود فوجی ملازم ہونے کے کھانا پکانے میں پورا ماہر تھا۔ چنانچہ اس شخص نے بہت تھوڑی دیر میں پسندے مرغ کے کباب اور پلاؤ یہ سب چیزیں نہایت اعلیٰ درجہ کی ہماری لئے تیار کیں اور قہوہ تو ایسا اچھا بنایا کہ اس سے بہتر کسی اول درجہ کے ہوٹل میں بھی نہیں مل سکتا۔

سنت بنی آدم میں جسے بطور اختصار بنی آدم بھی کہا جاتا ہے۔ بہت افسر جنین نما زندگی بھی شامل تھا فرانسیسی زبان سے آشنا تھے۔ علاوہ ازیں بٹلہم نے براہ ہر بانی اون کی ترکی گفتگو کا بہت سا حصہ چھترجہ ترجمہ کر کے سنایا چنانچہ یہ شام بڑی مسرت سے

گزری۔ بعد ازان میں بستر پر جا کر لیٹ گیا۔ جہان سے بوسیلیانہ کی  
 سرچ لائٹ کی مدغم روشنی نہ صرف دکھائی دے رہی تھی بلکہ میرے  
 خیمہ پر بھی پھیلی ہوئی تھی۔ مجھے اُمید تھی کہ چند گھنٹے بلا کھٹکے سوتا ہوں گا  
 لیکن آدھی رات کے وقت عارف بے آدھ کلا۔ یہ شخص ابھی تک  
 سرخ کوٹ اور سولین پتلون پہنے ہوئے ساتھ ایک اور انسر کے وارد  
 ہوا۔ اور بہت خوش نظر آتا تھا اس وقت عارف بے اپنے ساتھ  
 چار آدمی لیکر عین زوارہ اور اطالوی خطوط کے بڑے حصے میں  
 گشت لگانے کے بعد یہاں وارد ہوا تھا۔ اور اطالیوں کے جنگی  
 طریقہ کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوا ظاہر کیا کہ دشمن کی فوج کو بغیر  
 پتروں کی حفاظت کے سوتا ہوا دیکھ آیا تھا۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ بوسیلیانہ  
 کی خندقوں کی حفاظت بڑے مستحکم طریقے سے دو سرچ لائٹوں اور  
 تار کے جال کے ذریعہ سے جبین تیز نوکدار میخیں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جن  
 عمل میں آ رہی تھی۔ عین زوارہ کی جانب ایک بلندی پر دو بارٹیاں توپخانوں  
 کی موجود تھیں اور تمام خطوط پر ہر ایک جگہ سپاہیوں۔ گھوڑوں اور  
 توپوں کی بڑی بھرمار تھی۔ عین زوارہ کے قریب سختوں کی بڑی تعداد  
 ریت پر اس غرض سے بچھا دی گئی تھی کہ توپوں کا براہ سانی بھیج لیجا نا ممکن ہو  
 لیکن باوجود ان تمام معلومات کے جنہیں انسر نوکدار میخ خود ملاحظہ کر آیا تھا  
 اس پر بظاہر ہر اس دایو سی کے کوئی علامات ظاہر نہیں ہوتے تھے بلکہ  
 برخلاف اسکے وہ اور اسکے رفیق امید سے بھرے ہوئے تھے۔  
 ان لوگوں میں غلبہ آ رہا تھا کہ ابتداء جنگ میں شہر طرابلس کا خالی کر دینا  
 حقیقت میں ایک غلطی تھی لیکن میرے خیال میں کسی سانحہ کے بعد محفوظ رہنا

بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ حفاظت کی کوئی تدبیر نہ کی جائے یہ امر فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ عربوں کی بڑی بڑی جماعتوں کی کمک جو فی الحال اندرون ملک سے دستیاب ہو رہی ہے۔ خلوئے شہر کے زمانہ میں میسر نہ تھی یعنی اُس وقت جبکہ اعلان جنگ کی مدت ختم ہو چکی تھی تاہم ابتداء ہی میں کم از کم تین ہزار جنگجو عرب نخلستان اور شہر میں موجود تھے اور اگر یہ لوگ باقاعدہ ترکی فوج کے ساتھ عمدہ خندقوں میں پناہ لے لیتے تو ان کا صرف گولہ باری سے پسپا کیا جانا بہت دشوار ہوتا اور اطالیوں کو خشکی پر قدم رکھنے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

قریباً تین بجے رات کے ہم پھر دوبارہ سو گئے بعد ازاں صبح آٹھ بجے بیدار ہو کر مزید اڑ چائے پی اور ایک دفعہ پھر معہ اپنے ساتھیوں کے سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس وقت کپتان عبدالعزیز کی ڈاڑھی جو تین ہفتوں سے اُسترے کی نظر نہیں ہوئی تھی۔ منڈھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی اور کپتان مذکور اپنی پوری وضع میں بہت خوبصورت معلوم ہو رہا تھا۔

میں نے اس جنگ میں صرف چند ہی افسروں کے پاس پوری وردی دیکھی تھی اس کپتان کے پاس وردی کی موجودگی کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنا اسباب خفیفہ طریقے سے سرحد پار سمجھ دیا تھا۔ چنانچہ اسی کے ساتھ یہ وردی بھی چسلی آئی تھی۔ ایک گندمی رنگ کے خوبصورت ترک کپتان محمد بے بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ ان کے سر پر ایک ہلکے نیلے رنگ کی ٹوپی رکھی ہوئی تھی جسے وہ کسی اطالوی افسر سے چھین لائے تھے۔ ان کے پاس ایک مازر بندوق بھی موجود تھی۔ محمد بے نے مجھے بیان کیا کہ ان کا ایک بھائی انگریزی فوج میں سبدمست افسری امور ہے

ہم دو گھنٹے تک وسیع میدانوں میں سفر کرتے رہے اسی اثنائے میں مجھے یہ معلوم ہونے لگا کہ گویا ان میدانوں میں اسفوڈل کے پھول کھلے ہوتے ہیں اور اکلینز غصہ میں بھرا ہوا دھڑا دھڑا پھر رہا ہے اس زمانہ قدیم کے سلسلہ خیالات نے مجھے یونانیوں کے محبوب درخت آدم کے جھنڈ دکھلانے شروع کئے اور مجھے اس پہلی دھبھونسل ریت میں بالکل سبز قطعات نظر آنے لگے۔ ترکی مرکزی لائن کے خیر میں سیدھی جانب خندق بنی غشیر تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر سنت بنی آدم سے واقع ہے ہم نے یہاں چند نظام فوج کے آدمی اور عربوں کی ایک تعداد موجود دیکھی۔ وہ عمارت جس کے نام سے یہ مقام موسوم کیا جاتا ہے۔ ہمارے واسطے جائے قیام بنی۔ دو پہر کی تیز دھوپ سے بچکر میں نے اس عمارت میں چائے پی۔ اور ایک فوجی ڈاکٹر سے دلچسپ گفتگو کرتا رہا۔ جبکی اثنائے میں ڈاکٹر مذکور سے معلوم ہوا کہ ترکوں اور عربوں میں نزاع کی شکایت پھیلی ہوئی تھی۔ نیز اس بات پر اس نے زور دیا کہ ہر شخص کو جوش دیا ہوا پانی پینا چاہیئے۔ اس ڈاکٹر نے مجھے مشتاقانہ لہجہ میں دریافت کیا کہ روہے دیگر امراض چشم سے محفوظ رہنے کی خاطر میں کس قسم کا عرق استعمال کیا کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سلوشن آف کار روزیوسیلی میٹ کا نسخہ بتلادیا اسکا کمپونڈ جو ایک بوڑھا یونانی شخص تھا۔ اس وقت یہیں موجود تھا۔ مجھے یونانی زبان میں دریافت کرنے لگا کہ میرے خیال کے مطابق جنگ کب تک جاری رہے گی۔ یہ سچا رہ جنگ سے بہت پریشان نظر آتا تھا۔ اور اپنے اہل و عیال سے جو شہر طرابلس میں موجود تھے جلد ملنے کا بڑا خواہشمند ہو رہا تھا۔ یہاں ہی مثل اور مقامات کے مختلف اشیاء جو

دشمن سے چھین لی گئی تھیں موجود تھیں جنگ کے بعد ہر قسم کی چیزیں بہت ہی ارزان قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایک جوڑی زینس میں ساختہ مینا دیکھی جو صرف پانچ پیا سٹر پر فروخت ہوئی لیکن میں نے کچھ عرصہ بعد وہ دروغ بیانی جو اطالیوں نے سرکاری طور پر شائع کی تھی پڑھی۔ جہاں درج تھا۔ کہ ”ابھی تک اطالوی گولہ باروت کی کوئی مقدار دشمن کے ہتے نہیں چڑھی ہے۔ مگر اسکے برخلاف میں نے یہاں بنی شہر میں مثل اور مقامات کے عام بازار میں اطالوی فحیایوں کے باوجود ان کے کارٹوس سات پنس صبیی اور نئے قیمت پر اتنی عدد فروخت ہوتے دیکھے اور ان کی رائفلیں و قرائینس فی عدد تین فرانک کی حقیر قیمت پر فروخت ہو رہی تھیں۔ ۲۹۔ ڈسمبر کی جنگ کے بعد اطالوی گولی باروت بلا قیمت صرف سوال کرنے پر دستیاب ہو سکتی تھی۔ سپاہیوں کے چوبی بوتل جو آبوشی کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ خمیوں کی چوبون پرویزان تھے۔ اور ان کی پیندیوں میں اطالوی سپاہیوں کے نام کندہ ہونے کے باعث خیال ہوتا تھا کہ یہ بوتل ہی مال غنیمت کا ایک حصہ تھے جس ہونسلے رنگ کے خیمے میں لپیٹا ہوا تھا اور میں ہی اطالین جردت کی تحریر سابق مالکون کی نشان دہی کرتی تھی ان دنیاوی سازو سامان کو دیکھ کر ان کے مالکون کے انجام کے متعلق حسرت آمیز خیالات پیدا ہوتے تھے۔

ترکی درویان جنگ کے موقع پر عجیب مختلف الوضع ہو ا کرتی ہیں۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ۱۸۹۸ء میں بغاوت کرپٹ کے موقع پر سلطان کی فوج کا سازو سامان کس قسم کا تھا گویہ صمیمیج ہے کہ ایک خاص قسم کی طربوش کا استعمال اور وقت فوج میں عام طور پر رواج پذیر تھا تاہم ردی کا

باقی حصہ عجیب ہی اختلاف رکھتا تھا۔ مثلاً ایک شخص وردی کا چیلون فرک کوٹ کے ساتھ زیب تن کئے ہوئے ہے لیکن اس وقت لباس کی خرابی بالکل فراموش کر دی جاتی تھی۔ جبکہ یہ بہادر فوج آفتاب غروب ہونے پر پریڈ کرتی ہی اپنے بادشاہ کے لئے جوں کے حال سے بے پرواہ تھا نصرہ مسرت بلند کیا کرتی تھی۔ کریمٹ کے میدان میں ترکی فوج کی ظاہری سیٹھ خواہ کسی ہی خراب کیوں ہو لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ طرابلسی ترکی اذان اُن سے بھی زیادہ عجیب نظر پیش کرتی ہیں کیونکہ ان فوجوں میں سپاہ کی تعداد کثیر خاکی سرخ اور زین کے ایسے سوٹ پہنے ہوئے تھے جو خشک اور تر مٹی میں بالکل میلے ہو گئے تھے۔ بہتوں کے پاس ہلکے نیلے رنگ کے لمبا دے تھے۔ لیکن ان سب کے کپڑے چاک چاک تھے بٹن نثار اور پتلونوں کے گلیوں کا کوئی پتہ نہ تھا۔ بعض کے پاس صرف بوتلون کا تلہ ہی رہ گیا تھا۔ تاہم کوئی شخص تمام دنیا کا سفر کرنے پر بھی ان خرقہ پوش جمہوں سے بہتر کوئی فوج نہیں دیکھ سکتا۔

دنیا کے مختلف حصوں میں جہے عثمانی فوج سے جقدر زیادہ سابقہ ہوتا جاتا ہے میں اتنا ہی زیادہ اس فوج کا گردیدہ ہوتا جاتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ موجودہ اصلاح پذیر حالات میں دنیا میں چند ہی فوجیں اسکے ہم پلہ ہیں گو فرانسیسی عہد جنگ میں تاہم بعض اوقات وہ فتح کی خوشی میں آپے سے باہر اور نا کامیابی کی حالت میں بری طرح جی چھوڑ بیٹھتے ہیں لیکن ترک ان دونوں انتہائی حالتوں میں خیر الامور اور سطحیہ کے مصداق ہیں کیونکہ یہ لوگ غور سے پاک ہو ا کرتے ہیں اور موجودہ جنگ میں تو ترکی باقاعدہ سپاہ اور افسروں نے یحسان اپنے بکسر القہر و دشمن کے مقابلہ میں شجاعت و بہالت کے وہ

جو ہر وہ کہائے ہیں کہ دنیا کو ان پر شکل سے اعتبار آئیگا۔ اس شیر دل فوج سے  
 یہ خصوصیت بھی وابستہ ہے کہ وہ ہر ایک چھوٹی بڑی ہزیمت قابل تعریف و  
 سے برداشت کیا کرتی ہے۔ جنرل پجوری کی پندرہ ہزار فوج اپنے ایک ہلو  
 پر موجود دیکھ کر ترکوں کی قسبیل القداد فوج نے عین زارہ سے ہٹ جانے  
 میں مصلحت دیکھی۔ چنانچہ یہ فوج عین زارہ سے نہایت بے پرواہی  
 ساتھ روانہ ہوئی اور بظاہر اسے اس خطرہ سے کوئی ہراس محسوس نہیں  
 ہوتا تھا کہ دشمن کا اپنے رسالہ سے اُسپر حملہ کر دینا داخل امکان تھا۔ غالباً  
 اس وقت تک ترکی فوج کو اطالوی افواج کی جرأت کا پورا اندازہ ہو گیا تھا۔  
 اور وہ خوب سمجھنے لگی تھی۔ کہ جنگ کے بازار میں عموماً اون کے دشمن کی گیمت  
 ہوا کرتی تھی۔ ترکی فوج کی بہترین خوبیوں میں ایک یہ بات بھی شامل ہے  
 کہ تمام افسروں اور سپاہ میں خوب اتحاد موجود ہے فوج کی تربیت  
 قابل تعریف ہے اور گو غیر مناسب جانب دارانہ برتاؤ کا میں نے کوئی  
 نشان ہی نہیں دیکھا ہے۔ تاہم افسر اور سپاہی آپس میں سچی محبت  
 کے رشتے میں منسلک اور باہم ایک دوسرے کی عزت کیا کرتے ہیں۔ رسالہ  
 ایک دڈ کالائی نامہ نگار جس نے اپنا مصنوعی نام کسی تحریر کیا ہے  
 ترکی فوج کی مدح و ثنا مندرجہ ذیل فرزانہ جملوں میں اس طرح کرتا ہے  
 "وہ ترک جس امر کے خواہشمند ہیں وہ صرف یہ ہے کہ اٹلی اپنی فوج ایشیا  
 کو چک یا مقدونیہ میں خشکی پر اتار دے تاکہ اٹلی کی ہزیمت کے باعث  
 ترکوں کو تاوان جنگ حاصل ہو جائے،"

افسروں کی وردیوں میں بھی ایسا ہی اختلاف تھا جیسا کہ  
 سپاہیوں کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے۔ بعض افسر جو ٹونس وغیرہ کے



مشکل اور زیادہ طولانی راستوں سے اعلان جنگ کے بعد داخل ہوئے تھے۔ معمولی سولین کپڑے پہنے ہوئے تھے چنانچہ انہی میں سے ایک دلچپ افسر جو بنی غشیر میں تعینات تھا اور کچھ دیر ہمارا ہمسفر رہا تھا سولین پیٹی باندھے ہوئے اور ایک ایسا سیاہ بوٹ پہن رہا تھا جہین بجائے قسموں کے ربر کام دیتا تھا۔ خود کمانڈنٹ صاحب کے ماتھے میں ایک زمانہ چرمی بیگ موجود تھا یہ ایک خوشنما خصوصیت غیر یورپین زندگی میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔ خصوصاً موجودہ حالت میں تو اس سے چھٹکارا نہیں ہو سکتا تھا گو جنگ کا باضابطہ اعلان اور اسکے چوبیس گھنٹے کی میعاد کی اطلاع ترکی حکامان طرابلس کو اٹلی تو فصل نے دیدی تھی۔ تاہم قسطنطنیہ سے احکام آتے بغیر کوئی کارروائی نہیں کی جاسکتی تھی۔ اور یہ احکام شہر طرابلس میں صرف چپٹے گھنٹے پیشتر گولہ باری سے موصول ہوئے۔ پس ناظرین خیال کر سکتے ہیں کہ کس قدر پریشانی اور شبہی ان چھ گھنٹوں میں واقع ہوئی ہوگی۔ میدانی توپوں کے لیے گھوڑے مہیا کرنا بار برداری کھینے اونٹ اور خچردن کا جمع کرنا خوراک کا انتظام اور گولہ باڑت کا لاؤنا علاوہ ازیں اور چھوٹے چھوٹے ہزاروں کام جو ایک چھوٹی سے چھوٹی فوج کے بھی جمع کرنے اور اسے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دینے میں پیش آتے ہیں۔ نشات بے کی دقتوں کا باعث ہو رہے تھے ان تمام امور پر سوچ و بچار و نیز عمل درآمد صرف تین سو ساٹھ منٹوں میں کرنا تھا۔ نشات بے اور اسکے اسٹاف نے یہ عظیم الشان قابلیت و نامائی ظاہر کی کہ اپنی زیر کمان ساری فوج کو براستثنا چھ توپچیوں کے جو بغرض ہو کا وہی قلعہ سطانہ و حمید یہ میں تقریباً ناکارہ توپخانے کے ساتھ

چھوڑ دئے گئے تھے بڑی کامیابی سے اُس عظیم پریشانی سے بچا لیا۔  
 جو شہر میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس قابل یادگار موقعہ کی شام کی وقت اس بات کی  
 فرصت نہیں تھی۔ کہ دوستوں اور شہر داروں کو الوداع کہی جاسکے  
 ایک فوجی ڈاکٹر نے جس نے کہ ایک کیتھولک لیڈی سے شادی کر لی تھی  
 مجھے بیان کیا کہ وہ پریشانی کی حالت میں اپنے مکان کو دوڑا گیا جسے اُس نے  
 بالکل خالی پایا دینیریہ کہ خلوت شہر سے اس وقت تک اُسے بالکل نہیں  
 معلوم تھا کہ اسکی بیوی اور چھ بچوں کا کیا انجام ہوا۔ الغرض شہر اہلس  
 کی ساری فوج آہستہ خرابی سے نوح غرغریش کی جانب روانہ ہو گئی  
 اور چند دن بعد ہی عین زارہ کے خطوط پھر پھیل گئی۔ ہمیں اپنے زمانہ  
 قیام میں ترکی فوج سے دشمن کی سرچ لائٹ جو سمندر کے قریب بارہ  
 میل فاصلہ پر واقع تھی۔ صاف نظر آیا کرتی تھی اور اس سے تمام  
 کھجور کے درخت اور ریتیلے ٹیلے منور دکھائی دیتے تھے مشرقی جانب سے  
 ہماری توپوں کے چلنے کی آواز ہمارے کانوں میں اُن جگہ جواز دن سے  
 پہنچا کرتی تھی جو تجدورہ کے ساحل پر لنگر انداز تھے۔ اور گویہ چھوٹا سا  
 قصبہ باشندوں سے بالکل خالی ہو رہا تھا۔ تاہم ملاح اپنے تسمیتی  
 گولے متوازن اینٹ اور مٹی پر ضائع کرتے رہے۔

ہم بنی غنیر سے عزیزیہ واپس آگئے ہم نے اس عرصہ میں ترکی سیاح  
 لائنوں کے صرف مرکزی حصوں کو دیکھا تھا۔ حالانکہ یہ خطوط مدافعت  
 سات میل طویل تھے۔ عربی اور ترکی دستے داہنے اور بائیں دونوں جانب  
 تمام فاصلے پر قابض تھے اور اطالویوں کے اطراف ہلالی شکل میں پھیلے  
 ہوئے تھے ان کی چوکیاں ایک اندرونی حلقے کی شکل میں تقریباً چھ میل

سمندر کی جانب پھیلی ہوئی تھیں متخاصمین کے عمل اور اصول میں جو ایک دوسرے  
 کے مقابلہ میں سرودکش ہو رہے تھے۔ کس قدر عجیب اختلاف موجود تھا۔  
 یہاں ایک ایسی حملہ آور فوج موجود تھی جس کے ذرائع آمد و رفت غیر منقطع تھے  
 اور جس کے پاس گولے بارود کے لاتعداد ذخیرے اور تو پچانے بڑی کثرت  
 سے موجود تھے۔ اور کثرت تعداد کی یہ حالت تھی کہ صرف شہر طرابلس  
 میں ستر ہزار ایسی سپاہ موجود تھی کہ جبکی مدد کے لئے اتواپ پیرج لائٹ  
 اور مضبوط بحری بیڑہ ہر وقت موجود رہا کرتے تھے لیکن بائیمہ ساز  
 و سامان یہ اصولی حملہ آور اپنی عمیق خندقوں میں حفاظت کے لئے  
 تار کا جال پھیلانے پڑے ہوئے تھے۔ اور پیش قدمی خواہ پسند  
 نہ کرتے تھے۔ یا اپنے آپ کو اس کام کے قابل نہ پاتے تھے۔ برضلاف  
 ان کے ان سے صرف چند میل کے فاصلہ پر مدافعت کنندہ موجود تھے  
 جبکی تعداد کو تسلیل تھی تاہم اطالوی فوج کو پوری حقارت سے دیکھا  
 کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے واسطے خندقین کھودنے کی ذرا بھی کوشش  
 نہ کرتے تھے بلکہ ایک ایسے موقع کے منتظر تھے جسے اللہ تعالیٰ جلد  
 یاد بران کے لئے پیدا کریگا۔ مجھے اپنے تمام جنگی تجربات میں ایسا  
 شاندار اندہ اخلاقی اثر کبھی دیکھنا میسر نہیں ہوا ہے جیسا کہ ان چھوٹی  
 چھوٹی ترکی بٹالینوں میں پایا جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں  
 کا اعتماد بالذات پوری معقول وجوہات پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔ ترکی فرسوں  
 میں شیخی اور غرور کا پتہ ہی نہیں ہے اور نہ انہوں نے کبھی احقانہ یا  
 نامعقول وعادے پیش کیے ہیں بلکہ کشادہ دلی سے اطالوی فرسوں  
 کی ذاتی بہادری کے معترف ہیں جو اپنے سپاہیوں سے آگے

ہو کر بے دھڑک طریقے سے خود کو خطرے میں ڈالتے ہیں۔ اگر اس امر کے متعلق کسی شخص کو ترکی شہادت درکار ہو تو اسے اموات کے نقتے پر نظر ڈالکر جسے ترکی افسردن نے شائع کیا ہو۔ اطالوی افسردن کی نقصانات کی بڑی تعداد دیکھنی چاہیے۔ جو نسبتاً سپاہیوں کے مقابلہ میں بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ میں نے بار بار ایسے ترکی نر کمیشن اور کمیشن یافتہ افسروں کے پر مدح و ثنا بیانات سنے ہیں۔ جنہیں اطالیوں کے قریب ہو کر جدال و قتال کے مواقع میسر آچکے تھے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں روئی فوج کے ایک سارجنٹ میجر نے مجھے اپنا مندرجہ ذیل تجربہ بیان کیا ”ایک موقع پر ہم صرف پندرہ ہی آدمی موجود تھے۔ کہ ہم سے فاصلہ پر ہمارے مقابلہ میں ایک پوری اطالوی بٹالین آ موجود ہوئی۔ اور جب ہمارے سارے کار توں ختم ہو گئے ہم نے اسوقت اپنے سامنے تین میٹر کے فاصلہ پر کار توں کا ایک بند کس پڑا ہوا دیکھا چنانچہ ہمارا ایک آدمی کو دکر کس لینے کو لپکا۔ بیچارہ آدھے راستے پر بھی نہ پہنچا تھا کہ ایک گولی اوسکا پیچھے چیرتی ہوئی پار ہو گئی وہ گر پڑا لیکن ہمت کر کے پھر کھڑا ہو گیا۔ مگر دوبارہ پھر گر پڑا۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر حکم دیا کہ سنگین چڑھا کر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ ہم سب نعرے لگاتے ہوئے اپنی گھات سے نکلے۔ اطالویوں نے یہ حالت دیکھ کر۔ خندقوں اور درختوں کی جانب دُم دبا کر فوراً ہی واپسی اختیار کی وہ زخمی شہید نہیں ہوا بلکہ تندرست اور فی الحال عزیز یہ میں موجود ہے۔“ تمام ترک متفقہ اعلان کرتے ہیں کہ اطالوی افسر اپنی سپاہ کو تلوار کی ضرب اور پستول کی گولیوں سے مرعوب کر کے آگے کی جانب بڑھایا کرتے ہیں۔ کپتان محمد بے کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ طلب ہے۔ ”ہم نے ایک مرتبہ ایک اطالوی دستہ اپنی جانب آتا دیکھا اسی اثنا میں

میری سپاہ نے چلا کر کہا۔ کپتان صاحب دیکھئے اطالوی ابھی ہمارے اور زیادہ قریب آئیگے۔ کیونکہ اون کا افسر ہاتھ میں ریوالتور لئے اُنہیں دھمکا رہا ہے۔“ عبدالمدبے نے جو ترکی تو پہچانے کے ایک افسر ہیں مجھے بیان کیا کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک اطالوی صف پیدل پلٹن کی اپنی فیر کتندہ جماعت کے مقابلہ میں جو صرف چند نظام اور عردون پر مشتمل تھی بائیں ہیئت دیکھی تھی کہ دو اطالوی افسر جو اپنی سپاہ کے آگے تلوار اور پستول سے اُنہیں ڈرا رہے تھے۔ لیکن دھمکی کا اون پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اسی اثنار میں ایک عرب کی گولی سے ان دو افسروں میں سے ایک افسر زخم کھاکر زمین پر گر پڑا یہ حالت دیکھ کر ساری سپاہ دم و بارک بھاگ نکلی۔ ترکوں سے زیادہ عرب لوگ شاہ اٹلی کی فوج کو بنظر حقارت و ذلت دیکھا کرتے ہیں اور عرب بعض اوقات ریتیلے ٹیلوں سے نکل کر اُس دشمن کی خندقوں پر بڑی حقارت سے حملہ کرتے ہیں۔ جو باوجود کثرت تعداد میدان میں نکل کر مصروف پیکار ہونے کی جرأت نہیں رکھتا ہے۔ چنانچہ ایسی حالت میں اون لوگوں کو مبالغہ کی اجازت دینی چاہیئے جو اپنے ملک کے حملہ آوروں پر بہ شدت غضبناک ہو رہے ہیں لیکن جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ترک سبھی اور عردو سے بالکل پاک ہیں۔ پس ایک غیر جانب دار نقاد کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ ابھی تک جنگ کی رفتار نے اطالوی فوج کے متعلق خواہ بحیثیت فوجی جو اعز و دی یا قابلیت کے بہت کم اعتماد حاصل کیا ہے۔ حقیقت میں قدیم رومیوں کے جس گجڑا صفات نے اون کے ورثار کو توار سچ حال میں کہی ہی قابل امتیاز نہیں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ افواج اٹلی کی دہجیان تقریباً ہر ایک جنگ میں اڑا لی گئی ہیں فرانسیسی۔ آسٹروی اور اہل حبش انکی خوب درگت بنا چکے ہیں اور فی الحال

نہی مجنون عربوں کے ہاتھوں جو تعداد میں برابر ترقی پذیر ہیں آخری بیخ کنی کا موقع آن پہنچا ہے۔ اس عجیب و غریب جنگ کی مفصل اور صحیح تواریخ لکھ جانے کے بعد دنیا پر وہ تحیر کن فرق ظاہر ہو گا۔ جو متخاصمین کی فوجی صفات سے وابستہ ہے۔

ان بیا بانوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچنے میں کتنا وسیع فاصلہ طے کرنا ہوتا ہے، ہم چار آدمیوں کی پارٹی اکثر اشخاص سے کئی کئی مرتبہ ہاتھ ملا کر الوداع کہتے ہوئی خندق بنی غثیر سے عزیزیہ روانہ ہو گئی۔ ترکی افسرین نے فاصلہ کا غلط اندازہ کیا تھا جو بعد ازاں معلوم ہوا کہ ٹھیک پسندہ میل تھا۔ سفر کرتے ہوئے دو گھنٹے گزر گئے۔ لیکن جیل زاویہ کا کہین نشان بھی نہ دکھائی دیتا تھا۔ آفتاب اپنے تمام سرخ و سنہری شاندار رنگ اپنے ساتھ لیے ہوئے پہاڑوں کے پیچھے جا چپا تھا اور شام کی سردی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ میں کپتان ٹلیم کاؤڈر کوٹ لینے سے انکار نہ کر سکا جو ادھون نے خود ہی مجھے اس وقت پہننے کے لیے دیا تھا۔ ہمارا رہنا پولس کا سپاہی ہمارے آگے آگے بلا کھٹکے سفر کر رہا تھا۔ حالانکہ جس راستے پر سے ہم گزر رہے تھے اس کے نشانات ذرا بھی نمایاں نہ تھے۔ ساڑھے چھ بجے کے قریب بہت سے کتوں کے ہونکنے سے قربت آبادی کا اطمینان حاصل ہوا۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد ہمیں کمیپ کی روشنی نظر آنے لگی۔ جس کے باعث کھانے اور سونے کے اہتمام کی امیدوں نے ہمیں بہت کچھ مسرتیں بخشیں۔ ہمارے کمیپ کی سرحدیں ڈسمبر میں متواتر بڑھ رہی تھیں۔ کیونکہ عربی ملکین تقریباً روزانہ چوپنچایا کرتی تھیں۔ طبل جنگ کی آواز دور سے سنائی دے جانے کے بعد ایک جماعت تبدیل رج بیتلے ادینچے اور پینچے میدانون میں بڑھتی

نظر اور عرسبارسون کی طرح بلند آوازی سے گفتگو کرتے ہوئے بغیر معقول صف بندی کے چار چار آدمیوں کی ایک ایک جماعت بنائے ہوئے پیش قدمی کرتے ہوئے دیکھائی دیا کرتے تھے۔ ان ملکوں کے اگلے کنارے پر عموماً دو خاموش ترکی سپاہی جو انہیں قواعد سکھایا کرتے تھے موجود ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے شیوخ شاذار گھوڑوں پر سوار ہلالی پرچم حبیب قرآن شریف کی آیات تحریر ہوا کرتی ہیں۔ ہاتھوں میں لئے ہوئے آگے آگے چلا کرتے تھے۔ استقبال کی گرم جوشانہ نعروں میں اور عورتوں کی پرست صداؤں کی اشارہ میں وارد ہو کر۔ یہ نووارد کیمپ کے اطراف ایک چکر لگا کر کوئی جگہ اپنے قیام کے لئے پسند کر لیا کرتے تھے۔ اور ایک باغ کی کھدائیوں کے مانند جین رنگ رنگ کے پھول موجود ہوں۔ اقامت پذیر ہو جایا کرتے تھے۔ یہ ملکین عام طور پر طبیعو اور دُور دراز فیضان سے دستیاب ہوا کرتی تھیں۔ علاوہ ان کے مشرق۔ جنوب اور مغرب کے قریبی حصوں میں سے ہی برابر ملکیں پہنچ رہی تھیں۔ فیزانیوں کو چپا نیسل دن اس بیابانی سفر کے نذر کرنا ہوتے تھے علاوہ ازیں صحرا کے غضبناک فرقہ فیلچ کا دم بدم انتظار تھا۔ ایک دن شام کے وقت پانچ سو اونٹوں کا کاروان جو خرمہ سے لدا ہوا تھا وارد ہوا۔ یہ تحفہ بعض قبیلہ کے آدمیوں نے اندون ملک سے بھیجا تھا۔

۱۰۔ دسمبر کو ایک افسر میرے خیمہ میں آیا۔ اور مجھ سے کہنے لگا کہ عرب لوگ ایک اپیل انگلستان بھیجنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ جین انہوں نے بیان کیا ہے کہ ہم اٹلی کی اطاعت کبھی قبول نہ کریں گے اور نہ اسے کبھی اپنے ملک پر قبضہ پانے دیں گے۔ لیکن ہم لوگ انگریزوں کی میر جی حکومت کے خواہشمند ہیں۔ میں نے جواباً مشورہ دیا کہ اپیل میں اس بات پر زور دیا جاوے کہ انگلستان

کروڑوں وفادار مسلمان رعایا چکر سران اور اون کے مذہبی معتقدات یا فرائض  
 میں پوری رواداری گوارا کرتا ہے۔ اور یہی خصوصیت اپنے تمام مختلف  
 المذاہب رعایا کو عنایت کر رکھی ہے۔ اسی سلسلہ گفتگو میں میرے ملاقاتی نے  
 بیان کیا کہ عرب یہ دونوں نکات اپنے اپیل میں شامل کر چکے ہیں مجھے یہ  
 معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ یہ غریب آدمی جو طرابلس کے بیابانوں میں زندگی  
 بسر کرتے ہیں۔ علاوہ مذہبی آزادی کی برکتوں کے اوس کارآمد ترقی سے  
 بھی واقف ہیں۔ جو مصر میں ہماری زیر نگرانی عمل میں آئی ہے۔ میں نے اپنا  
 چھوٹا سا نمبر خیمہ حسین بی رات کی وقت سویا کرتا تھا۔ اور میں دن کے وقت  
 تحریر کیا کرتا تھا۔ میدان میں نصب کیا۔ یہ خیمہ اس قدر کمزور قسم کا تھا کہ اگر  
 ہم نے اوسکے پہلوؤں میں پھین جڑ نہ دی ہوتیں نوصاف ہوا میں اڑ جاتا۔  
 ہماری زندگی یہاں بڑی خوش گذران تھی۔ چوٹے چوٹے بچے اور بوڑھی  
 لگا اگر عورتیں اور فاقہ کش کتے ہمارے آس پاس موجود رہا کرتے تھے۔  
 ترک اور ہم لوگ ان کتوں کو خوراک دیا کرتے تھے۔ لیکن عرب لوگ معمولاً بچا  
 خوراک کے ان بچاؤں پر پتھر پھینکا کرتے تھے۔ میں نے متعجب ہو کر خیال  
 کیا کہ آیا ہمارے پیغمبر نے انہیں عاجز کتوں کے متعلق جو ایشیائی کوچک  
 میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل سوال کیا تھا۔ در کیا روٹی مانگتے  
 پر پتھر دیا جاویگا؟ ہر ایک باپ کو ہدایت کی جاتی ہے کہ کتوں سے اپنی اولاد  
 جیسا برتاؤ کرے۔ لیکن اس حسن سلوک کے بجائے روٹی مانگنے پر انہیں  
 پتھر مارے جاتے ہیں۔ گو مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا کلام پاک کی تفسیر  
 صحیح اور کچھ وقت بھی رکھتی ہے؟ تاہم میں صرف ضمناً نقل کرتا ہوں۔  
 ۱۵۔ دسمبر کو بعض علامات سے ظاہر ہوتا تھا کہ عنقریب ترکوں کی جانب سے



کوئی حملہ آورانہ حرکت عمل میں آئیگی۔ کیونکہ وہ تین ہزار عرب جو عزیزیہ میں جمع تھے خفیہ اور عجیب طریقوں سے غائب ہونے شروع ہو گئے۔ جسکے متعلق قیاس چاہتا ہے کہ غالباً یہ لوگ دشمن کی ٹوہ میں روانہ ہو کر تے تھے کیونکہ رات کے وقت معمول کے مطابق کمپ میں برابر روشنی ہو کر تھی اور آدمیوں اور اونٹوں کی کثرت بدستور پائی جاتی تھی۔ لیکن صبح ہوتے ہی میدان صاف نظر آتا تھا۔ عرب اور اون کے جانوروں کا کہیں پتہ نہیں لگتا تھا۔ چنانچہ تجارت میں کساد بازاری پیدا ہونے لگی اور گاہک جیسے جیسے غائب ہونے لگے ویسے ویسے دوکاندار بھی اپنا اسباب باندھ کر خریداروں کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ دنیا کی جنگ جو اقوام میں عرب سب سے زیادہ چست و چالاک قوم ہے چنانچہ ایک عرب اپنے کندھے سے بندوق لٹکائے اور کار توں جبہ میں چسپا ہوئے تھوڑی سی جو کی روٹی چند کھجوروں اور ذرا سے پانی پر باطمینان تمام زندگی بسر کر سکتا ہے اور بغیر ظاہری تکان کے اس قدر طولانی سفر پیدل طے کر سکتا ہے کہ کوئی مشکل سے باور کر لیا۔

۱۷۔ تاریخ کو دن کے دس بجے سرکاری طور پر عزیزیہ میں چہینزہ پونجی کہ اطالیوں نے اپنی جانب میسرہ پیش قدمی شروع کی ہے اور اون کی ایک بڑی فوج جہین پیدل اور سالہ دونوں شامل ہیں معہ توپخانہ کے شہر طرابلس کے جنوب و مغرب میں حرکت کر رہی ہے۔ اس خبر پر پونجی ہی تمام افسر اور انجن ہلال احمر کی پوری پارٹی باستثنا لطفی بے فوراً روانہ ہو گئے۔ کمپ میں مذکورہ بالا رپورٹ پر پونجی کے وقت میں خود موجود نہ تھا۔ لیکن بلیم اور اسلر فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر جو اونہیں اپنی خوش قسمتی سے پہلے ہی سے دستیاب تھے۔ روانہ ہو گئے۔

میرے کانوئین دور سے میدانی توپوں کے چلنے کی آواز پہنچی تھی۔ چنانچہ میں اور بی تھوڑی دیر تک ایک لڈو اونٹ تلاش کرتے رہے۔ جکی دستیابی پر اپنا اسباب جانور پر لاد کے خود بنی آدم کی جانب پیدل سفر شروع کیا۔ گو میں ایک مرتبہ پہلے بنی آدم کے راستہ سے واقف ہو چکا تھا۔ تاہم ہوت پیدل سفر کے خاطر اکیسرا ہی راستہ اختیار کیا جس میں جا بجا اونچے نیچے ٹیلے موجود تھے اور کل سفر سو لکھ میل کا تھا۔ ہم چار گھنٹہ میں یہ فاصلہ طے کر کے قریب مغرب سے نخلستان جا پہنچے۔ یہ مقام جہین ایک مرتبہ پہلے بھی میرا گزر ہو چکا تھا۔ بنسبت اپنی سابقہ حالت کے کچھ اور ہی دکھائی دیتا تھا۔ وہ چوٹا سا قلعہ جس کی گزشتہ اثنار قیام میں میں نے صرف چند پیدل اور اڑتیوں کے رسلے کے دو اسکوڈرن خیمہ زن کھینچتے فی الحال تین ہزار عربوں کی چیل سپل سے معمور ہو رہا تھا جنہیں سے دو جنگجویوں نے کیمپ کے باہر بی اور مجھ سے مشتاقانہ وارد یافت کیا کہ ہم کون تھے۔ اور کہاں سے وارد ہوئے تھے جو اباً اپنے ملک کا نام بتلانے پر انہوں نے فوراً ہی ہمارا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ اور داخلہ کیمپ کی اجازت دیدی۔ ہم تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ فحقی بے لگنے۔ جنہیں یہ معلوم ہو کر تعجب ہوا کہ ہم نے عزیز سے بنی آدم تک پیدل سفر کیا تھا۔ صاحب موصوف نے ہمارے خیمہ کے لئے جگہ تجویز کی جسے چند ترک سپاہیوں نے براہ مہربانی مدد دیکر جلد ہی نصب کر دیا۔ بعد ازاں ہم ناشتہ کھانے بیٹھ گئے۔ جہین نارنگیمان اور قہوہ ہی موجود تھا۔ دوران طعام میں ہم نے کی دو سپاہی بہین کھانا کے لئے مدعو کرنے آئے۔ میں اس منسار افسر کے پاس خود گیا اور اس سے کہا کہ اس تکلیف کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ تاہم اس نے براہ مہربانی ایک کشتی میں چاول۔ مرغ کے کباب اور شمارہ روٹی ہمارے لئے

بہجی۔ چونکہ ہم پیدل سفر کے باعث بہت تھکے ہوئے تھے۔ لہذا جلدی  
بسترون پر لیٹ گئے۔ لیکن کمپک شور و غل کی وجہ سے نیند آنی مشکل ہو گئی تھی  
بعض اوقات یہ سمجھنا مشکل ہے کہ عرب لوگ کسی وقت سو یا کرتے ہیں کیونکہ  
یہ پہلے انس ساری رات چھوٹے اور بڑے گروہ بنائے ہوئے آگ تاپتے  
ہوئے۔ کہا نیان سنا کرتے ہیں۔ عرب بڑے داستان گو ہوتے ہیں۔  
یا تو کہا نیان کہا اور سنا کرتے ہیں یا انہیں سے ایک شخص تیراں شریف  
کی آیات قرأت سے پڑھا کرتا ہے یا یہ لوگ باری باری حمدیہ گیت جورات  
کی خاموشی میں بہت بے معلوم ہوا کرتے ہیں۔ گایا کرتے ہیں۔ میرے خیال  
میں موسیقی کا یہ سادہ اور بے نمک طریقہ زمانہ قدیم کے چرنج کی راگ راگنی  
کی بنیاد پر قائم ہے۔

دوسرے دن تمام سپاہ اس معرکہ میں مصروف رہی جسے اطالوی لوگ  
جنگ بیرطبروس کے نام سے مشہور کرتے ہیں۔ اور جسکا ذکر کسی دوسرے  
باب میں کیا گیا ہے۔ اس جنگ کے بعد میں اور بی دور سالوں کی گھوڑ و پیہر  
سوار ہو کر جو نیم بے ہمین دئے تھے ایک دفعہ اور عزیز یہ واپس آ گئے  
اس مرتبہ ہم نے بیس میل سفر صرف ڈھائی گھنٹہ میں طے کیا تھا۔ ہمارے  
اسباب کے اونٹ دوسرے دن صبح کے ۹ بجے تک واپس نہیں آئے  
پس مینے رات بہت بری طرح گزاری۔ دوسرے دن شتر بان سے کہا  
کہ وہ رات کے وقت خوف کی وجہ سے واپس نہ ہو سکا تھا۔ گو ہمارے  
پاس خوراک کی کوئی کمی نہ تھی لیکن رات کے سخت سردی سے ہمیں خوراک  
کے طرح بچا سکتی تھی؟۔ اگرچہ اوسلر نے اپنا اوور کوٹ مجھے دیا تھا  
تاہم میرا جسم اس قدر سرد ہو رہا تھا کہ نیند آنی بالکل محال تھی۔ خدا خدا کر کے

سورج طلوع ہوا چنانچہ اسکی تہارت اور قہوہ کی حرارت نے مجھے بڑی سرت  
 بخشی۔ اسکے کچھ دیوبہ ہمارا اسباب حنین ایک عجیب شکل کا خرگوش بندھا  
 ہوا تھا پونچگیا۔ خرگوش میں نے سنت بنی آدم میں ایک نسل انک میت پر  
 خرید کر بی کو حوالے کر دیا تھا۔ جس نے بجائے ذبح کر دانے کے  
 معمولی انگریزی طریقہ کے بموجب سر پر لکڑی مار کر اسے مار ڈالا تھا۔ بی کی اس  
 کارروائی نے عربوں اور ترکوں میں جنکا یہ چھوٹا مجمع ہمارے طریقہ ذبح معلوم  
 کر نیکے شوق میں جمع ہو گیا تھا ایک عجیب تحریک پیدا کر دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا  
 کہ باوجود بی کی تمام خوشامد اور صبر کے کسی عرب نے خرگوش کی کھال اوتارنا  
 بلکہ اسے ہاتھ لگانا ہی منظور نہ کیا۔ میرا ارادہ اس جانور کو گاجر اور پیاز میں دم  
 پخت پکوانے کا تھا۔ لیکن وقت اب پیش آئی کہ بی کو جو غصہ میں بھرا ہوا تھا۔  
 کیں طرح سمجھایا جاتا کہ مسلمان کیوں اس غصہ زدہ سے اس قدر نفرت  
 کرتے ہیں۔ آخر کار بی نے ہوشیاری سے خرگوش کی کھال اوتار لی۔ غیر ذبیحہ  
 سے ترک یا عرب یا یہودی سخت نفرت رکھتے ہیں۔ ایسے مردہ جانوروں  
 سے جسکے جسم سے خون نہ بہا یا گیا ہو قدیم مذاہب اور انسانوں کا نفرت رکھنا  
 ایک قسم کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ محمد عتیق میں اس قسم کے کھانا کی ممانعت  
 ہے۔ کیونکہ ”خون زندگئی ہوا کرتا ہے“ بعض مفسرون نے قیاس سے کام  
 لیکر اس رواج سے منسوب کیا ہے جو زندہ جانوروں کے گوشت سے  
 پارچہ کاٹ لینے کی علم اجازت دیتا تھا۔ بردس کا بیان ہے کہ یہ رواج حبشیوں  
 سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اگرچہ کہ اس بیان کا ایک وقت میں بطلان کیا گیا تھا  
 ۳۰ ہم بعد میں اسکی صحت تسلیم کر لی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ غیر ذبیحہ کی ممانعت  
 اس پرانے خیال کی بنا پر قائم ہے کہ خون دراصل زندگئی کا دوسرا نام ہے



درخواست کی کہ ہم ان ٹوپوں کو ضرور پہنیں کیونکہ لمٹ قسم کی ہر ایک ٹوپی خصوصیت سے اطالوی علامت سمجھی جاتی تھی۔ جرمن ڈاکٹر کو جو ہمیشہ چکنارہ مارتا تھا۔ شوشہ نوارہ تک سفر کی اشارہ میں دو مرتبہ مسلح عربوں کے ہاتھوں خطرہ پیش آیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اطالوی افواج میں دھوپ کی سفید لمٹ کے رواج کے باعث اس ٹوپی کا استعمال ہر ایک یورپین کے لئے جسکے ساتھ ترک یا عرب موجود نہوں پر خطر لگے اس بدرقہ کی موجودگی میں بھی خطرہ کا کچھ زیادہ دفعیہ نہیں کر سکتی ہے۔ نظر بر این حالات میں طرہ پوش جو سلطانی فوج کی دروی کا ایک حصہ ہے فخر کے ساتھ استعمال کرنی شروع کر دی۔ اس ٹوپی کے سورخ جو ہوا کی آمدورفت کا ذریعہ ہوتے ہیں عمدہ موسم کی حالت میں سکے آرام کا باعث ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں دھوپ اور گرمی میں اس ٹوپی پر ایک خشک یا تر تولیہ جو بہ نسبت خشک کے زیادہ آرام دہ ثابت ہو کر تا ہے اور ہ لینا سر کی پوری حفاظت کر سکتا ہے۔

اطالیوں کی جانب سے بہت سے بیہودہ بیانات عربوں پر نکتہ چینی اور ادنیٰ عیب جوئی و نیز ترکوں اور عربوں کی باہمی دشمنی کے متعلق شائع ہو چکے ہیں ان دروغ بات مخبروں میں نامہ نگار اخبار نیویارک مایر الڈ تمام اور نامہ نگاروں سے بڑھا چڑھا ہے۔ جسے اطالیوں کے خوش رکھنے کا بڑا پختہ خط و امنگیر معلوم ہوتا ہے۔ اطالیوں کے غیر دانشمند انداز طریقہ سے نقصان اٹھانے کے بعد معلوم ہوا کہ ”عربی وفاداری“ کی اصلی قدر و قیمت اور اسکی صحیح مقدار کیا ہے۔ نیز یہ کہ عام دیسی باشندوں کے دلی جذبات کا اندازہ حسونہ پاشا جیسے دغا باز کی نگرانی سے کرنا فاضل عجبث ہے۔ موجودہ حالات میں عرب ترکوں سے اس قدر خوش اور راضی ہیں کہ ابھی تک اس تعلق

کی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ وہ عرب جو بند و قیون کے خطوط و افعت میں  
 ماسور ہیں روزانہ چالینس سان ٹیم پاتے ہیں اور رسالہ میں بحالت کارگزاری  
 اوہنین یومیہ اسی سان ٹیم دیئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اوہنین عمدہ غذا  
 دیجاتی ہے اور سب پر حطرہ یہ ہے کہ رائفلیس اور کارتوس بکثرت اون کے  
 قبضہ میں موجود ہیں۔ یہ لوگ جنگ نہ صرف جنگ کی خاطر پسند کرنے  
 ہیں بلکہ مال غنیمت کے لئے ہی جو بااوقات اطالویوں سے لڑنے کے  
 بعد ہاتھ لگتا ہے۔ عرب لوٹ کے اسدرجہ شایق ہیں کہ ترکی فوج کے عین  
 دارہ خالی کر دینے پر یہ لوگ گھنٹوں اون چیزوں کے اوٹھالیا جینکا انتظار  
 کرتے رہے جو ان کے ترکی رفقا اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہوں۔ جیسا کہ ایسی حالتوں  
 میں کمپ کا فریخچر وغیرہ رہ جایا کرتا ہے شہید ہونے کی حالت میں اوہنین جنت  
 کی راحتوں اور مسرتوں کا پورا اعتقاد ہوتا ہے۔ عربوں کی ضروریات زندگی  
 جو عموماً محدود ہو ا کرتی ہیں ترکوں کے ہاتھوں جو جہ احسن پوری ہو رہی ہیں  
 جنگ سے قبل عربوں کو سال بھر جو کی روٹی کھانی ہوتی ہے۔ لیکن موجودہ  
 وقت میں اوہنین فریڈ یعنی سفید گیہوں کا آٹا دیا جاتا ہے جسے دیکھ کر عرب  
 وجد میں آجاتے ہیں۔ جنگ سے پیشتر شاید ہی کسی عرب کو بڑی خوش  
 قسمتی سے اپنا اونٹ تین ایکٹو میکے پر چلانے کا موقع ملتا ہو گا۔ لیکن آج کل  
 ترکی گورنمنٹ سے اوہنین فی شتر یومیہ آٹھ سے دس فرانک تک کرایہ  
 دیا جا رہا ہے۔ عربوں کو زمانہ حال کی رائفیلوں سے مسلح کرنے کی شاندار  
 و مناسب وقت کارروائی کو عثمانی افسروں نے جرات سے انجام دیکر  
 فائدہ بخش نتائج حاصل کئے ہیں۔ ہر ایک شخص کو یقین کرنا چاہیئے کہ جنگ  
 کا آخری نتیجہ خواہ کچھ ہی نکلے لیکن دنیا کی کوئی قوت مارٹنی اور مازہ بند قوتوں

موجودہ عرب مالکوں سے واپس نہیں لے سکتی ہے کیونکہ عرب ہر قسم کی بیکارو  
 باکار بندوق سے دل سے پسند کرتے ہیں۔ خصوصاً زمانہ حال کی رائیفل کامیگنرین  
 اوداوس کے پرزدگی دریافت کا شوق عرب کو متوالا بنا دیتا ہے۔ چنانچہ وہ  
 مغلوں کے شتر بان ہی جو نہ ختم ہوئے اے بیابان کے میلہ میلے کیا کرتا ہے  
 عموماً ایک پرانی بندوق سے ضرور مسلح ہو کرتا ہے۔ آتش باز اسلحہ کی ملکیت  
 جو انہروی اور شان بہت ظاہر ہوتی ہے۔ بچے خوب یاد ہے کہ متوفی تھیوڈور بنت  
 اور مینے کس طرح سقوطہ کے بغیر معروف حصوں کا سفر کرنے کے بعد عدن پہنچ کر  
 چہ قرامینین بہت کم قیمت پر خرید کر کے سلطان کی نذر کی تھیں بعد اس کے  
 کہنے سنکی برینڈ صابن سے ادھنیں خوب صاف کر لیا تھا۔ سلطان نے  
 بڑی خوشی سے یہ تحفہ قبول کیا تھا۔ اور اسکی مستقل فوج کے تیس اشخاص  
 نے یکے بعد دیگرے ان قرامینون کا ملاحظہ کرنے کے بعد اظہار مسرت کیا  
 تھا۔ ترکی خطوط مدافعت میں ایک عرب کے پاس ایک پیش قیمت تحفہ یعنی  
 اطالوی پلٹن نمبر ۵۲ کا علم موجود تھا۔ جسکی فروخت سے یہ شخص بالکل انکار  
 کرتا تھا۔ تاہم اس نشان کا بکس جو فی الحال بمقام عزیزیہ نشاط بے کے کمرہ  
 میں موجود ہے۔ ایک ترکی سپاہی نے کسی ترکیب سے حاصل کر لیا۔ یہ  
 اطالوی نشان عرب مذکور کی بیوی کو دیا گیا جو اپنے شوہر کے امتیاز کے  
 باعث پھولی نہیں سجاتی تھی۔ غالباً اس عرب کے خاندان میں یہ جھنڈا  
 بطور خاص امتیاز کی علامت کے سلسلہ بعد سلسلہ درشا کو ملتا رہیگا۔

رسالہ جات کے نامہ نگار اودو سرے اودا اشخاص جنہوں نے ترکون اور عربوں  
 کے درمیان سخت دشمنی کی حکایات گڑھ کر اپنی بیوقوفی کا اظہار کیا ہے۔  
 بظاہر اسلامی اتحاد کی مضبوطی سے نادانف معلوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ اٹلی کا



بلاوجہ معقول سلطان کے ایک صوبہ پر حملہ کر دینا ایک ایسا امر ہے جس سے  
 ساری دنیا کے مسلمان متاثر ہو گئے ہیں۔ ایسے مقامات سے بھی جو عام حالات  
 میں غافل نظر آتے ہیں ترکوں سے سچی ہمدردی ظاہر کی جا رہی ہے۔ چنانچہ  
 شمال کے طور پر مین کو پہنچے جہاں گزشتہ ایام میں متواتر شدید معرکے وقوع  
 ہو چکے ہیں۔ صنعا کا محاصرہ باغی عربوں نے کیا تھا۔ اور جنگ اپنی پوری  
 رفتار سے جاری تھی کہ اسی اثنا میں اٹلی نے اعلان جنگ کا غلطہ تمام دنیا  
 میں مچا دیا۔ جسکا اثر مین کے باغی سرداروں پر یہ ہوا کہ انہوں نے سلطان  
 کی خدمت میں خطوط پہنچ کر عرض کیا کہ اسلام کو عام خطرہ کی حالت میں دیکھ کر  
 رسول عربی کے تمام پیروں کو متحد ہو جانا اور تنازعات میں کئی فی الحال ملتوی کر دے  
 جانا چاہئیں۔ جنگا فیصلہ اظالیہ سے اختتام جنگ کے بعد کیا جا سکتا ہے  
 اور فی الحال یہ ہی بہتر ہے کہ سارے جگہ کے طارق نیاں پر رکھ دے جاوین  
 چنانچہ ان باغیوں نے ایک لاکھ عرب جنگ طرابلس کے لئے پیش کیے  
 اور صنعا سے محاصرہ اٹھالیا وہ بہادر ترک جنہوں نے ایک مدت کثیر لڑائی  
 دشمن کے مقابلہ میں اس شہر کی حفاظت کی تھی تمام جنگی اعزاز کے ساتھ  
 باہر نکلے۔ انکی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی اور یہ بیچارے فاقہ کشی سے لاغر  
 ہو رہے تھے۔ مین کے سردار انکی اس درخواست میں کہ اندرونی تنازعات  
 ایک مناسب وقت تک ملتوی کر دے جاوین۔ قرون وسطی کی بہترین  
 بہادری جہلکتی ہے۔ غریب لڑکی جو بحری بیڑہ نہونے کی وجہ سے مجبور  
 ہو رہی ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ اسکی بہادر فوجیں دشمن تک نہ  
 پہنچنے سے خون کے گھونٹ پی رہی ہیں۔ اگر اپنی غضبناک سپاہ کو  
 مین سے نکال کر کسی ترکیب سے بحرا بحر کی دوسری جانب اقصیہ زمین شکی پر

اوتار سکے تو صرف ایک ہفتہ میں یہ واحد اطالین نوآبادی بر نسبت الحاق  
 طرابلس کے سلطنت عثمانیہ سے زیادہ با اثر طریقہ پر ملحق کیا جاسکتی ہے۔ اگر  
 اطالوی - ترکوں اور عربوں کے درمیان نفاق پیدا کرنا چاہتے تھے تو انہیں  
 کسی قدر کامیابی زمرہ یہ استعمال کرنے سے ممکن الحصول ہو سکتی تھی انہیں  
 دریافت کرنا چاہئے تھا کہ عربوں کی بدترین خلقت ادنکا لالچ ہے۔ چنانچہ بجائے  
 اسکے کے زوارہ وغیرہ مقامات پر فضول گولہ باری میں پانی کی طرح روپیہ  
 برباد کیا گیا ہے۔ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ چند ہزار لائبر عام رشوت پر صرف  
 کئے جاتے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اطالیوں نے یہ طریقہ عمل کسی  
 حد تک جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ طرابلس میں حو نہ پاشا اور اسکے  
 حوالی موالی اطالیوں کی زرخیز غلام ہیں۔ اور ان لوگوں نے بے انتہا کوشش  
 شہر طرابلس کے اطراف غرضلش اور منصور وغیرہ کے باشندگان دیہات  
 کو در غلامی لگایا اور اس سے بھی زیادہ برایہ نقص موجود تھا کہ عنبریات  
 سے سرحد تک تمام سول سمندر پر بعض مقامی عربوں کے ایمان میں رشوت  
 کے ذریعہ خلل اندازی کر دی تھی۔ زوارہ کے کسی سابق کمانڈینٹ احمد  
 بن منصور کو اس وجہ سے رشوت دی گئی تھی کہ وہ اطالیوں کی فوج کو با سانی  
 خشکی پر اترنے کا اہتمام کر دئے لیکن ترکوں کی خوش قسمتی سے اس  
 حرامزادہ کے بے ایمانی قبل از وقت ظاہر ہو گئی۔ چنانچہ اب وہ غاریا  
 کے جیلخانہ میں سخت سزا جب کا وہ پورا ستحق ہے۔ بگت رہا تھا اور گواہ اس کا  
 جرم اظہر من الشمس ہو رہا تھا تاہم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ نشا طیلے نے  
 ایسے خطرناک دغا باز شخص کو ابھی تک پھانسی پہ کیوں نہیں لٹکایا ہے  
 باوجود ان کوششوں کے جو اطالیوں سے عربوں کو وقتاً فوقتاً

رشوت کے ذریعہ سے درغلانے کی عمل میں لائی ہیں اسکے ساتھ ہی یہ بڑی  
 حماقت ظاہر کی ہے کہ جنگ کے ابتدا میں صلیبی جنگ کی حیثیت سے ظاہر کی ہے  
 حالانکہ طرابلس افریقہ میں وہ آخری جگہ ہے جہاں اسلام کے آزاد فرسین  
 بلا امتاعت جمع ہوتی ہیں۔ نیز ان لوگوں کے مذہبی اصول شدید بلکہ مجنونانہ  
 ہیں۔ تاہم احمق اطالیوں نے بظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلیم فراموش  
 کر کے عوام پر کافر مسلمانوں کے مقابلہ میں دوسری صلیبی جنگ کا جوش  
 پیدا کرنا شروع کیا۔ اٹلی میں بعض یا تصویر پوسٹ کارڈ شائع ہوئے  
 ہیں جن پر ایک برساک سپاہی کی تصویر دکھائی گئی ہے۔ جو ایک مسجد  
 پر صلیبی نشان نصب کر رہا ہے۔ چنانچہ میں نے ان جوش آور پوسٹ کارڈ  
 میں سے ایک کارڈ مفتی نبے کے پاس دیکھا تھا۔ اطالوی بھری ہٹنے  
 اپنی مجبوظ الحواسی سے ساحل طرابلس پر عربوں کے غریبانہ مکانات  
 کے تباہی پر مطمئن نہ ہو کر مسجد دکنی دیواروں اور چھتوں میں بھی گولہ باری سے  
 سوراخ پیدا کر دئے۔ جنہرل کینیو کی خوف زدہ پیدل سپاہ نے خون  
 کی پیاس میں بلا سوچے سمجھے عورتوں بچوں کو بھی علاوہ ہزاروں بے گناہ  
 آدمیوں کو تلوار کے گھاٹ اوتا دیا۔ جسکی شہادت مختلف ذرائع سے  
 پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ ایک جنگی نامہ نگار ایک عرب کا حال  
 بیان کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔ کہ وہ اپنے بہائی کے اطالوی  
 کے ہاتھوں مقتول ہونے کی خبر پاتے ہی ہندو اتھا کر ادن لوگوں سے  
 جاملو جو اپنی وطن اور مذہب کی حمایت میں سر بکھت ہو رہے تھے لیکن  
 وہ شریف آدمی جو اخبار نیویارک ہیرالڈ کو جھوٹی سچی خبریں بھیجا کرتا  
 ہے۔ بیان کرتا ہے کہ ترکوں اور عربوں کے درمیان سخت نفرت موجود ہے

بلکہ اخباری بیوقوفی کے سببے اونچے کنگور سے پرہنج کر جدت طراز یونین نشان ہوتا ہے کہ گو عرب لوگ لڑنا نہیں چاہتے ہیں۔ تاہم ترک ادھیں جنگ کے واسطے مجبور کر رہے ہیں مجھے یقین ہے کہ اگر اس شخص کو ذرا بھی واقفیت اوس تفادت سے ہوتی جو ترکی باقاعدہ سپاہ اور عربوں کی تعداد میں موجود ہے تو وہ ہرگز اس بیوقوفانہ خیال کا اظہار نہ کرتا۔

عرب ادن خائنان ملک سے جو دشمن کے جانب دار ہو گئے ہیں ایسی صعب ترین دشمنی رکھتے ہیں کہ خطرناک تاویب کے بہت سے افعال سرزد ہو چکے ہیں۔

یچم جنوری کے پردہ شب میں عربوں کی ایک جماعت غرغزیش پہونچی اور بعض دیسی باشندوں کو جہانتک معلوم ہو سکا ہے تکلیف اور انداز سانی میں انہوں نے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جن لوگوں کی ساتھ یہ برابر تاؤ دار کہا گیا تھا وہ دراصل اطالویوں کے جانب دار تھے ان تاویب کنندہ عربوں کو اطالویوں نے ڈاکو بیان کیا ہے اور اخبار گوریڈی اطالیہ بغیر ذرا سی شہادت کے بیان کرتا ہے کہ یہ سب ادھیں بعض بقاعدہ ترکوں سے جکے ہمراہ بدوی بھی تھے۔ سرزد ہوئی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ تنو باقاعدہ ترکوں کی موجودگی جو غرغزیش کے آس پاس پہلی جنوری کو بیان کی جاتی ہے۔ بالکل بھوٹ ہے یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ اخبار نیویارک ہر اللہ نے مشتاقانہ طریقہ سے اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیکر ترکی باقاعدہ سپاہ کو بدنام کرنا شروع کیا۔ لیکن اوسکی لغوی بیانون کا اندازہ اس واقع سے ہو سکتا ہے کہ وہ اس قتل اور ظلم کو بجائے غرغزیش کے منصورین واقعہ ہونا بیان کرتا ہے اور منصورین پچاش باقاعدہ سپاہ کی موجودگی بتلاتا ہے۔

حالاںکہ میں اپنے علم کے مطابق کہہ سکتا ہوں کہ اس جگہ صرف چار آدمی موجود تھے۔ اطالوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کم از کم ایک عورت اور ایک بچہ اس رات کے حادثہ میں مارے گئے تھے گو کوئی شخص اس قسم کے ظالمانہ افعال کی حمایت نہیں کر سکتا ہے تاہم یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ عرب جنہوں نے بیدروانہ طریقہ سے اون لوگوں کو سزا دی تھی جو بڑی بے ایمانی سے دشمن کے شریک حال ہو گئے تھے زیادہ قابلِ معافی ہیں نہ نسبت اوس عیسائی سپاہ کے جو اکتوبر گزشتہ میں نخلستان دالی خونریزی کی ترکیب ہو چکی ہے۔ اطالوی سخت بیوقوفی میں مبتلا ہیں اگر وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ طرابلس عربوں نے کچھ بھی قابلِ لحاظ درستیاں اطاعت قبول کر لی ہے اطالویوں کی بعض کوششیں اس حصولِ مطلب میں مضحکہ خیز ہیں چنانچہ میں شمال کے طور پر سترہ دسمبر کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس تاریخ میں ایک بڑی فوج جو دشمن کی ٹوہ میں روانہ ہوئی تھی منہ پونچھے اور سلسلہ تار منقطع کرنے کے بعد بڑی عقلندی سے اپنی خندقوں میں واپس آگئی بعد ازاں اطالویوں نے بیان کیا کہ انہوں نے باشندگانِ منصوریہ سے اطاعت قبول کر والی تھی لیکن اگر انہیں نیاچ طرابلس میں اطاعت قبول کر نیوالے باشندے دستیاب ہو گئے تھے تو ادھنیں کم از کم ان نئے دوستوں کو عربوں کے قدرتی انتقام سے محفوظ رکھنے میں اظہارِ جرات کرنا چاہیے تھا اور اگر غرض میں اطالین گورنمنٹ کے باضابطہ اطاعت قبول کردہ دیسی باشندے موجود تھے۔ تو اس حالت میں جنرل فرگونی کا ادھنیں بالکل غیر محفوظ چورڈینا ایک ظالمانہ اور پاجی پن کی حرکت تھی۔ اس حادثہ کے بعد

اطالویوں کا قتل و غارت پر شور مچانا جسکے واسطے خود ادونکا اپنا جنرل بالواسطہ ذمہ دار ہے ایک فصل عبث ہے غرغریش جو ایک نخلستانی گاون ہے شہر طرابلس سے صرف چند کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے پس ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ابی تک اطالوی کس حد تک محصور ہو رہے ہیں حالانکہ جنگ جاری ہوئے تین ماہ گزر چکے ہیں ورنہ کسی ایک اطالوی سپاہی کے خط سے جو گیارہویں سپیل رجمنٹ میں سارجنٹ ہے اور جس نے یہ خط اپنے ایک دوست کو تحریر کیا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ ادون کہاؤ پر جو عربوں کی اطاعت اور وفاداری کے متعلق گڑھے گئیں ہیں۔ کس قدر کم اعتماد بنا کر کیا جا سکتا ہے۔

شہر طرابلس اور ساحل سمندر کے قصبات پر قبضہ پانے کے بعد سے اطالویوں نے یہ عجیب و غریب اصول اپنے ذہن نشین کر لیا ہے کہ اس ولایت کی آبادی عام طور پر اطالوی رعایا ہے۔ چنانچہ جو عرب اُن کے مقابلہ میں ہتھیار ادا کرتا ہے۔ اسی باغی قرار دیکر گرفتاری کے بعد جلد ہی قتل کر دیا جاتا ہے۔ خواہ تحقیقات کے بعد یا بلا تحقیقات بعض اطالوی افسروں نے الزام بنادیت کو صرف ادون عربوں تک محدود کرنا چاہا ہے۔ جو اس تھوڑے سے حصہ زمین پر آباد ہیں جہاں حقیقت میں باثر طریقہ پر اطالوی افواج قابض ہیں۔ مثلاً شہر طرابلس کے تمام عرب خاندان جو اطالوی خدقون کے ادوس فاصلہ کے اندر سکونت رکھتے ہیں جہاں تک اطالوی گولیاں کام دے سکتے ہیں۔ اطالوی رعایا خیال کئے جاتے ہیں۔ لیکن یہ طریقہ عمل صرف بعض اطالوی افسروں تک محدود ہے ورنہ لفظ باغی علم اور وسیع طریقہ سے استعمال کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دوروراً

قرآن کے باشندے بھی جو یہودہ اعلان الحاق کے وقت سے جنگ میں برابر شریک ہو رہے ہیں۔ لفظ باغی کی شرح میں داخل کئے جاتے ہیں اس الحاق طرابلس کے متعلق ایک ترکی امسرنے کیا خوب فقرہ کہا ہے کہ باونٹا امونا کو ٹھیک ایسی طرح الحاق پنین عمل میں لا سکتا ہے لیکن جیسا کہ مسٹر لبوسن ولف نے اخبار نیشن سورضہ ۱۱۔ نومبر میں صاف طور سے ظاہر کر دیا ہے کہ لفظ باغی کی زیادہ سے زیادہ وسیع تشریح بھی اودن دیسیون کو شامل کرنے میں جو حملہ آور فوج کے بالکل تدریب رہتے ہوں۔ جنگ کے قواعد اور رواج کے مطابق بالکل نا واجب ہے غالباً مسٹر ڈی ایم۔ مین کے سوال کا جو جواب دار العلوم میں دیا گیا ہے وہ لفظ باغی کی غلط تشریح پر مبنی تھا اور اس مقابل نہیں تھا کہ ہمارے یا کسی اور پر مملو ت فارن آفس سے دیا جاتا اودن مباحثوں کو ذہن نشین رکھتے ہوئے جو مختلف بین القوامی کانفرنسون میں اس مسئلہ پر ہو چکے ہیں۔ لفظ باغی کی تشریح دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ یعنی یہ مسئلہ کہ ایک مدافعت کنندہ ملک کی عام آبادی کی کیا حیثیت ہو ا کرتی ہے مسئلہ ع کی جنگ میں جیسا کہ عام طور پر معلوم ہے جرمنی سے اودن فرانسیسی کاشتکاروں کو جو حملہ آور بن کے مقابلہ میں حب وطن کے باعث آمادہ پیکار ہو رہے تھے جنگ جو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور ایسی حالت میں جبکہ وہ ایک وردی پہنے ہوئے دشمن سے جنگ کر رہے تھے کاشتکار حملہ آویں کے جنگی حقوق اور مراعات کو بالکل تسلیم نہیں کیا کیونکہ یہ بیچارے بجائے وردی کے معمولی غریبانہ کپڑوں میں لبوس تھے۔ چنانچہ انہیں گرفتاری کے بعد قتل کر دیا جاتا تھا۔ لیکن کاشتکاروں کی یہی حالت تھی کہ جرمنی سنٹرل یون کو چاقو یا

بندوق سے قتل کے بغیر چین نہ لیتے تھے اور عام طور سے افسروں اور سپاہ کو بہت وق کیا کرتے تھے۔ مختصراً جرمنی کے پاس بظاہر ایک مقبول وجہ اس سخت برتاؤ کی جو اس نے ان بلاد دی فوجوں کے ساتھ روا رکھا تھا موجود تھی۔ اسپر ہی عام رائے اس شدید طرز عمل کے برخلاف بھڑک اٹھی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ دول یورپ کے نائب شاہی ایک کانفرنس میں جو فوجی جنگ کے قوانین کے متعلق برس سلسلہ میں منعقد ہوئی تھی شریک ہوئے چنانچہ اس کانفرنس کے خاص مسائل میں وہ مسئلہ ہی موجود تھا۔ جو اکتوبر کی خونریزی پر عاید کیا جاسکتا ہے کانفرنس مذکور میں بلا اختلاف تسلیم کر لیا گیا تھا۔ کہ ایک محصور بادسی کے تلم قابل جنگ باشندے باضابطہ جنگ جو تسلیم کیے جائیں۔ لیکن دو سلطنتوں یعنی روس اور جرمنی نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کیا کہ اس سرزمین کے باشندے جیسے پورے طرح قبضہ کر لیا گیا ہو فوجی حقوق مراعات حاصل کر لیں۔ ان دو بڑی فوجی طاقتوں کے دیکھنے نے مندرجہ ذیل تحریک کی تائید چاہی۔ ایسی آبادی سے تعلق رکھنے والے اشخاص جبکہ ملک میں کسی فریق جنگ کی قوت قائم ہو چکی ہے۔ اس کے مقابلہ میں مصروف پیکار ہونے کے باعث جنگی متیدی نہ سمجھو جا کر انصاف کے حوالے کئے جاسکتے ہیں، انگلستان فرانس اور اٹلی کی سرکردگی میں تمام دوسری طاقتوں اور چھوٹے چھوٹے ممالک نے اس تجویز کی سختی سے مخالفت کی اور یہ عجیب بات ہے کہ خود اٹلی کے نائب کونٹ لئزانے اس تحریک کے رد کی تجویز پیش کی تھی۔ اس موقع پر فرانسیسی نمایندہ نے مندرجہ ذیل تقریر کی تھی ”قبضہ کے باعث حق ملکیت پیدا نہیں ہوتا ہے۔ جب تک صلحنامے کے ذریعے سے قابض کے



مقبوضہ ملک حوالہ نہ کیا جائے اس وقت تک اگر عوامی ہینین تو بخیال انصاف  
 ادھنن قانون کے تابع مسرمان ہوتے ہین جو قبضہ سے قبل نفاذ پذیر ہوا  
 کرتے ہین اور یہ ظاہر طور سے ایک سخت تدبیر ہوگی کہ ادھنن مذکورہ بالا  
 قوانین سے خارج کر دیا جائے۔ پس ایسی حالت میں اگر وہ بغاوت اعتیاً  
 کرین تو ادھن سے بزور شمشیر مقابلہ کیا جائے اور اگر اسکے بعد مفتوح ہو جائیں  
 تو ادھن سے باضابطہ جج کی حیثیت کے سوا اور کسی قسم کا برتاؤ ہینین کیا جاسکتا  
 ہے۔ لارڈ ڈرلی نے برہیثیت ایچی انگلستان مختصراً دہبرانہ وضع سے بیان  
 کیا کہ وہ ملکہ معظہ کی گورنمنٹ کسی ایسے عہد نامے میں شریک ہونے سے  
 انکار کرتی ہے۔ جبکہ نتیجہ سے دست دراز جنگوں میں آسانی پیدا ہو جائے  
 اور محصور باشندوں کے مدافعتانہ حب الوطنی کے حملوں میں کمی آجائے۔  
 مقام حیرت ہے کہ گزشتہ موسم سرمایہ ہمارے ذمہ دار وزیر سے اس  
 قسم کا سوال کئے جانے پر جب کا مسئلہ مذکور سے تعلق تھا۔ دارالعوام کو  
 کنا یہ جتلا یا گیا ہے کہ اطالوی تادیب کسی نہ کسی طرح ہندب قوانین جنگ کے  
 برخلاف نہ تھی۔

مسٹر لیوسین دلف دریافت کرتے ہین کہ کسی مقبوضہ سرزمین میں بغاوت کا  
 ظاہر ہونا گو قوانین جنگ کی خلاف ورزی فرض کر لیا جائے تاہم ایسی  
 سرزمین جو ملکی قوانین سے امتیاز رکھتی ہوں۔ آیا جائز کہی جاسکتی ہین کہ  
 یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ تین دن جنیں خوف اور خونریزی کا ہوت اطالویوں  
 کے سر پر سوار اور بدنامی کا کہی ہی نہ مٹنے والا دہیہ اپنی سیاہی اور  
 وسعت برابر بڑھار ہاتھا۔ ایسے استنخیر کا زمانہ ہے کہ مختصر تحقیقات کے  
 لئے ہی بمشکل ہی کوئی بہانہ پیش کیا جاتا تھا۔ چنانچہ بوڑھوں۔ بچوں عورتوں

مجرمون اور بیگناہوں کا قتل اور ہلاکت ایک بالکل من مانی کارروائی تھی۔ اس قسم کی تاویب یا سرکوبی کی اجازت کی زمانہ یا کسی منظور شدہ قانونچہ رسم و رواج جنگ میں نہیں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۹۴۷ء میں اطالوی کونٹ لنترا کا خیال تھا کہ صرف جرمانہ یا ضابطہ طور پر قوانین جنگ کی خلاف ورزی کی سزا قرار دیا جانا چاہیے۔ مذکورہ بالا طرز عمل کے متعلق نکتہ چینی کا یہ مردہ اطالوی جو آب کہ عرب رسم و رواج جنگ کے پابند نہیں ہیں۔ حالانکہ قتل عام کے وقت یہ رائے بالکل مفروضہ تھی) لہذا اپنے طرز عمل میں ہم بھی آزاد ہیں۔ نقص سے پاک نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اسپر خود اطالوی کونٹ لنترا کی رائے جو بصورت اعتراض بہترین معقولیت سے وارد ہو سکتی ہے یہ ہے کہ ”قوانین جنگ کی کسی ایک فریق سے خلاف ورزی ظاہر ہونے پر فریق ثانی ان قوانین کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا ہے“

میں دریافت کر نیا خواہشمند ہوں کہ اس اطالوی بیان کی کیا وقت ہو سکتی ہے کہ نخلستان کے عربوں نے جنرل کنڈاکے کسی اعلان یا کسی اور تدبیر کے باعث متاثر ہو کر سلطان سے وفاداری ترک اور اٹلی کی پرامن رعایا بنجانا قبول کر لیا تھا۔ گو بعض بڑے آدمیوں نے جین حو نہ یا شاہی شامل ہے اٹالیوں سے رشوت لیکر طرابلس میں نئے در سلطنت کو تسلیم کر لیا تاہم یہ ممکن نہ تھا۔ کہ ان حرامزادوں کی بے ایمانی اور ہزاروں عربوں پر بھی اثر کر جاتی جو کھجور کے درختوں کے زیر سایہ اپنی جو نیپڑوں میں مسکن گزین تھے۔ یہ غریب آدمی ”اعلان“ پڑھ نہیں سکتے ہیں۔ چنانچہ اس بات سے بالکل مطلع نہیں تھے کہ ادھنیں اطالوی رعایا تصور کیا جاتا تھا

علاوہ ازیں ایک عرب تقریباً اپنی ہر ایک چیز دنیاوی املاک میں سے  
 ہاتھ سے دے بیٹھنا دیا وہ پسند کرتا ہے بہ نسبت اسکے کہ اوسکی بندوبست  
 خواہ وہ کیسی ہی باکار یا بیکار کیون نہ ہو۔ اوسکے قبضہ سے نکلیجئے۔ قصہ مختصر  
 عربوں نے اپنے ہتھیار چھپا دئے تھے۔ جنہیں موقعہ پا کر دشمن کے خلاف  
 اسی طرح علم کیا جیسا کہ فرانسیسی کاشتکار کرچکے ہیں یا انگلٹن کی ایل ویشا  
 اپنے ملک میں بحالت مدافعت عمل میں لائیگئے واقعات گزشتہ کی پوری  
 رفتار ہر ایک جنرل اسٹاف جو ضبط اور خود پسندی سے پاک ہو وقوع  
 پذیر ہونے سے پیشتر ہی قیاس کر سکتا تھا۔ اطالوی اخبارات کے جلد محرک  
 اوٹھنے والے نامہ نگار بھی اپنی سپاہ کی طرح حواس باختہ ہو گئے چنانچہ  
 میں بطور مثال اخبار اسپا میا کے نامہ نگار کی تحریر کا ایک حصہ درج  
 ذیل کرتا ہوں۔ ”میں دوبارہ شکستان میں تیغ زنی پر زور دینا چاہتا ہوں  
 تاکہ عربوں سے یہ مقام بالکل پاک کر دیا جائے اور کسی ویسی باشندے کو  
 کسی عذر پر بھی خندقوں اور شہر کے درمیان باقی نہ چھوڑا جائے بلکہ جو شخص  
 اسلحہ پایا جاوے خواہ وہ غیر مسلح ہی کیون نہ ہو دغا بازی کی موت مار ڈالا  
 جائے،، اسی قسم کا مصالحہ ہمارے بہادر قلم فرسا اصحاب نے ہی افواج  
 جنوبی افریقہ کے متعلق وقتاً فوقتاً اخبارات کو ارسال کیا تھا۔ جمین پورس  
 ۲۵ میل فاصلہ پر ایک غیر آباد کھیت میں ”اعلان“، نصب کئے جانے  
 کے بعد جس کے ذریعہ سے اصولی طور پر پورے لوگ انگریزی رعایا فرض کر لئے  
 گئے تھے۔ ان کے انگریزی فوج سے مصروف کارزار ہونے کے متعلق  
 کینہ تو زینلاں کا اظہار کیا گیا تھا۔

بڑے دن سے دو ہفتہ پیشتر ایک اور زیادتی فوجی قانون کے لباس

میں اطالویوں کے ہاتھوں سرزد ہوئی۔ جبکی مفصل کیفیت یہ ہے کہ ادون ملون کی اثنائیں جو ابتدا جنگ سے اطالوی خطوط پر ۲۶۔ نومبر تک متواتر عربوں کے ہاتھوں واقع ہو رہے تھے۔ اکیمر تبہ حملہ آدرین کی ایک بڑی تعداد دشمن کی صفیں چیرتی ہوئی نخلستان اور شہر میں پہنچ گئی۔ چنانچہ ایک ہی دی نے جوان واقعات اور بعض ایسے حملہ آدرین کے ناموں سے واقف تھا جنہوں نے دوبارہ اپنے سابق سکانات میں ریائی اختیار کر لی تھی اطالویوں کو خبر پہنچا دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ آدمی گرفتار کر لے گئے اور ادہنیں مختصر تحقیقات کے بعد بناوت اور جاسوسی کے الزام میں ایک میدان میں پھانسی پر چڑھایا گیا جب عزیز یہ میں بقیہ عربوں کو اس سانحہ کی خبر پہنچی تو وہ غصہ میں آپے سے باہر ہو گئے ان چودہ آدمیوں کے منصفانہ قتل نے سفیر ڈی فلس پر بھی گہرا اثر پیدا کیا جو سسلی کے فرقہ اشتراک کہ کی جانب سے پارلیمنٹ کا ممبر ہے۔ اس شخص نے اپنے سیاسی اور اخلاقی ضمیر کی خوب نظر بندی کی تھی تاکہ جنگ کے متعلق فرقہ اشتراک کا جوش ظاہر کر سکے واضح رہے کہ یہ کام کچھ زیادہ آسان نہ تھا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کو شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ اسید کے برخلاف بلاخون بہائے اور روپیہ صرف کئے جنگ جاری ہنیں رکھی جاسکتی ہے۔ تاہم اس کا عجیب اخلاقی اشتراکی سانگ اثر پذیر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور آخر کار ادسنے اخبار گیورنیل ڈی میٹروین اقرار کیا کہ ہم طرابلس کے لیے اس کا جوش و خروش بہت کچھ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ یہ صرف عزیز یہ میں بلکہ ہر ایک ترکی

چوکی میں جیسے مین ویکھ چکا ہوں سامان خوراک کی بڑی کثرت تھی اور مجھے اس علم سے خوشی ہوئی کہ نئی فوجی انتظامات کے زیر اثر فوج کو بہت اچھی غذا دی جاتی ہے۔ جس سے بہتر کسی یورپین فوج کو بھی غالباً یہ استثنا اور کھڑی فوج کے میسر نہیں ہوتی ہے کہ ترکی فوج کی ظاہری حالت خوشنما نہیں ہے کیونکہ اونکی وردی اور جوتے پھٹے ہوئے اور میلے دیکھے گئے تاہم ان لوگوں کو روزانہ تین قسم کا کھانا۔ مثلاً بھونا ہوا گوشت۔ عمدہ ترکاری۔ اور نہایت مزیدار پلاؤ۔ دیا جاتا تھا۔ نشاط بے اور دیگر افسر بھی وہی کھانا کھایا کرتے تھے۔ جو عام سپاہ کو میسر ہوا کرتا تھا۔ افسر اور سپاہی سب کھانا کھانے کا طریقہ ایک ہی تھا۔ یعنی کئی کئی آدمی حلقہ باندھ کر بیٹھ جایا کرتے تھے اور اون کے بیچ میں ایک بڑی رکابی جمین کھانا بھرا ہوا رہتا تھا رکھی جاتی تھی اور حاضرین اپنی انگلیوں سے اس رکابی میں سے کھانا نکال کر کھایا کرتے تھے۔ افسروں کے پاس سپاہی خدمتگار تعینات تھے۔ جو کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھونے کے لئے تولیہ اور صابن اور سلجھی لایا کرتے تھے۔ یہ حالات دیکھ کر میں نے عبد الحمید کے بڑے عہد کو یاد کیا جہیں سپاہ کے ساتھ بری طرح بے پرواہی برتی جاتی تھی۔ فی الحال نئی وضع کی ترکی فوج کا اہتمام خوراک اس قدر عمدہ نگرانی کے زیر عمل موجود ہے کہ ایک جرمنی افسر بھی معترف ہے کہ ترکی فوج کو نہایت اچھی غذا دی جاتی ہے میرا ایک مسلمان دوست جو فرانسیسی فوج میں ملازم رہ چکا ہے مجھے بیان کرتا تھا کہ عثمانی فوج کا راشن ہر طرح اوس راشن سے نہایت ہی بہتر ہوتا ہے جو اس شخص کو فرانسیسی فوج میں ملا کرتا تھا۔ طرابلس میں قہوہ کی نایابی پر تعجب ہوا۔ اون چھوٹے چھوٹے قہوہ خانوں کے سوا جو عنایت

اور زوایہ میں موجود ہیں دوسری جگہ مشکل سے تھوہ پایا جاتا ہے ترک اور عرب  
چائے پسند کرتے ہیں۔ جسکو اسقدر جوش دیتے ہیں کہ بالکل تلخ ہو جاتی  
ہے۔ اس تلخی کو کم کرنے کے لئے آدھی پیالی شکر ڈالی جاتی ہے۔ چونکہ آجکل  
شکر کی قیمت تقریباً چھ فرانکس فی کیلو ہے اسوجہ سے ترکوں کی چائے نوشی  
مہنگی ہو رہی ہے۔ جب کبھی میں ایک عمدہ چائے کی پیالی اپنے سنتری کچی  
اور مستحق ترک یا عرب کو پلا دیتا تو یہ لوگ شکر گزاری کے ساتھ میری شکر  
کی ٹکیوں کے متعلق اپنا تعجب ظاہر کرتے۔ چونکہ یہ اکیسواقرص جہین عرب  
لوگ انگریزی شکر کہا کرتے ہیں چہ پیش پر خریدے جاسکتے ہیں۔ پس  
یہ ظاہر ہے کہ یہ شکر صحرائیں میں چائے یا تھوے کے ساتھ بہت کم  
لاگت پر استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں سفر میں بہت آسانی  
کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہمراہ جاسکتے ہیں عرب لوگ شکر  
کو بڑے بڑے ٹوکروں میں لیجانے کے عادی ہیں۔ جبکی وجہ بہت  
نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ اب تو لکڑی سے توڑنے کے باعث اس کا  
کچھ حصہ زمین پر گر جاتا ہے دوسرے بحالت سفر ٹوکروں میں سے زمین  
پر گرتا رہتا ہے۔

بظاہر روٹی اور کھجور بے قاعدہ فوج کی معین خوراک معلوم ہوتے تھے۔  
جسکے خاتمہ پر تھوڑی سی چار بھی پلائی جاتی تھی بشرطیکہ کمپ قیام کی حالت  
میں ہو۔ کھجوروں کی گھلیاں اونٹوں کے لئے جمع کر لی جاتی تھیں۔ کیونکہ یہ کسی  
قدر خطرناک غذا اونٹ کے معدے کے لئے مفید خیال کی جاتی ہے اور گویہ  
عجیب جانور گھلیوں کے کھلائے جانے کے وقت بری طرح بلبلایا کرتا  
ہے تاہم اوسکا مالک زبردستی منہ چیر کر حلق میں پھونچائے بغیر باز

ہنہیں رہتا جیسا کہ لندن میں سفر بجٹ عورتوں کو بے شکل کھانا کھلایا جاتا ہے  
 دوران عمل میں شتر بان اونٹ کے زخروں پر ماتہ پھیر رہا ہے تاکہ  
 مذکورہ بالا غیر مرغوب خوراک جلد جلد پیٹ میں پونچ جائے۔ حکیم سقر  
 ایک بسیار خوراک کا حال بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ دیوتاؤں کے  
 ذریعے سے اپنی گردن کی درازی کا بدین خیال بہت خوشامد تھا۔ کہ غذا کو ذی  
 فاصلہ طے کرنے کے باعث اسے زیادہ مسرت حاصل ہوگی۔ یہی حالت  
 ارتقا کی اس عجیب مخلوق یعنی اونٹ پر منطبق کی جاسکتی ہے جسے قادر مطلق  
 نے لمبی گردن عطا کر کے فراہمی خوراک میں مخصوص آسانی پیدا کر دی ہے  
 بظاہر ناممکن الاقتتام سفر کی اثنائیں تو ہر ایک اور درخت پر کبھی کبھی اونٹ  
 کے چپکے سے منہ مارنے پر سوا خیال کیا کرتا ہے کہ اس قسم کی بے تکلفانہ  
 مسرتیں اس غریب جانور کے بیڈول جسم کی ساخت کے باعث جس میں  
 جستی یا خوبصورتی کی کوئی علامت ہو یا نہیں ہوتی ہے۔ اور بھی بڑھ سکتی  
 ہیں۔ عربوں کے پاس خمیوں کی تعداد کم تھی۔ پس اکثر عرب جہان جی چاہتا  
 تھا بیٹھ جاتے تھے اور تمازت آفتاب و عنبر سے پناہ پانے کے  
 لئے گھوڑوں کے چھتیر دیواروں کے سائے وغیرہ ان لوگوں کے لئے  
 کافی تھے۔ اکثر عرب اپنے بیوی بچے ہی ساتھ لیتے آئے تھے جو ایک  
 ایک یا کئی کئی خاندانوں کا مجمع بنائے ہوئے اور ہر اوہر چھوٹے چھوٹے  
 غاروں میں ٹھہرے ہوئے تھے جنہرٹاٹ یا جے کے ٹکڑے اپنی موجودگی  
 کے باعث باد و باران سے کسی قدر امن کا ذریعہ ہو رہے تھے۔ پہاڑ  
 کی مشرقی جانب جو چند غار قدرت نے بنا رکھے ہیں۔ اون کے کین زیادہ  
 آرام دہ حالت میں رہائش رکھتے تھے۔ ایسے آدمی جنہیں پناہ کی کوئی

جگہ ہی مل نہیں سکتی تھی آسمان کے سیچے بڑے بڑے گردہ بنا کر جنین مرونیے  
 عورتیں اور اونٹ شامل تھے۔ ساری رات آگ تاپتے گزار دیتے تھے  
 حالانکہ برودت شب بشت ظاہر ہوا کرتی تھی۔ مین خوش قسمتی سے اپنے  
 تمام زمانہ قیام طرابلس میں ایسی شدید بارش کے مشاہدہ سے محفوظ رہا جو  
 ہمارے عزیز یہ جیسے کیمپ کے لئے انتہائی تکلیف کا باعث ثابت ہوتی  
 اور گوجھے کبھی کبھی منیر برستے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا تاہم ایسی خوفناک بارش  
 جو صرف ایک یا دو گھنٹوں میں پہاڑ کے دامنوں میں زمین کا ٹکڑا نالے  
 جاری کر دیتی ہے۔ واقعہ نہیں ہوئی ورنہ میرا چھوٹا سا نازک خیمہ سہ تمام  
 اسباب کے نشیب کوہ پر کبھی کا بہ گیا ہوتا۔

ہر ایک نامہ نگار کو روزانہ دو عمدہ قسم کے نان فوجی تنور خانہ سے دیئے  
 جاتے تھے۔ علاوہ ازیں ضرورت کے مطابق ہنے اپنے کھانے کا علیحدہ  
 اہتمام ہی کر رہا تھا۔ جبکی صورت یہ تھی کہ سپنگ رائٹ اور اوسلر جو باہم  
 شریک طعام تھے۔ اپنا کھانا سلیم سے بچوایا کرتے تھے۔ مین اور بی۔  
 ہلال احمر کے اسٹاف کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے۔ جنگ اور ایسے  
 مقامات میں سفر کرنے سے جہاں انسانی گزربت کم ہو کر تاہے آدمی  
 کو تجربہ ہو جاتا ہے کہ اپنے ساتھ کیا ضروری سامان لانا اور کس غنیمت  
 ضروری بار سے بچا رہنا چاہیے۔ چنانچہ میں اپنی تجربات سے مدد لیکر  
 مچھلی شوربہ گوشت اور کراس اینڈ بیکول کے تیار کردہ مروتوں وغیرہ  
 کی ایک معقول تعداد و مقدار اپنے ہمراہ لیتا آیا تھا۔ علاوہ ازیں بی جسکے  
 سپرد میرا انتظام خانہ داری تھا۔ اشاروں کے ذریعہ سے سستی تھتھون  
 پر گوشت۔ پرند۔ اندھے۔ آلو۔ گاجر۔ اور سرخ مرچ وغیرہ کھانا پکانے



کے لیے خرید لایا کرتا تھا۔ مختصر یہ ہے کہ مین اور میرا رفیق سفر بحالت قیام بڑے آرام سے زندگی بسر کرتے تھے۔ پھینٹے ہوئے انڈے دم پخت مرغ روٹی۔ میوہ عمدہ قہوہ یا چائے سب اشیاء خورد و نوش بہن ایک بیابان مین میری حقین۔ جہان کوئی شخص معقولیت کے ساتھ اور زیادہ سامان خوراک کا طالب نہیں ہو سکتا ہے۔ مین اور بی حفظ صحت کے اور احتیاطوں کے علاوہ جنکا پخت و پز طعام سادہ مین خیال رکھا جاتا تھا۔ طولانی سفر سیدل طے کیا کرتے تھے۔ اخیر تبہ ہم دونوں نے چاروں مین ایکسوسیل پیدل سفر طے کیا۔ اور بحالت سوازی مین کامل تیرہ گھنٹے گھوڑے کی پشت سے جدا نہیں ہوا تھا۔ الغرض طرابلس سے روانگی کی وقت مین ادبئی ہر دو وحشیوں جیسی عمدہ تندرستی سے مزین ہو رہے تھے اصول حفظ صحت کا اس درجہ خیال رکھا تھا کہ بغیر جوش و خروش پانی نہیں پیا کرتے تھے۔ اور کھانے کے تمام برتن پر مین گینٹ آف پوٹاش سے دھوئے جاتے تھے۔ جو کمپ مین تندرستی کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ اسکے حفظ صحت کے دوسرے عام قاعدے جنکی پانڈری فائدہ سے خالی نہیں ہے درج ذیل کرتا ہوں۔ فلائین کی پیٹی جو ہضم سے محفوظ رکھنے مین مفید ثابت ہو چکی ہے۔ اگر تمام دن نہ ہو سکے تو سورج غروب ہونے کے بعد ضرور پانڈرینی چائے کھانا کھانے کے بعد تھوڑی سی محبک ضرور باقی رہنی چاہیے۔ رات کی سردی مین غسل سے بالکل پرہیز کرنا چاہیے۔ جو کچھ غذا کھائی جائے وہ ریت وغیرہ کی وجہ سے کرکری نہونی چاہیے۔ ورزش کی وجہ سے جسم گرم ہو جانے کے بعد بستر پر لیٹ جانا چاہیے۔ یا ایک دبیر تولیہ سے جسم صاف کر کے بعد

دھلا ہوا تھیں یا واسکٹ پہن لینی چاہیے واضح رہے کہ ٹھنڈا پسینہ ہمیشہ  
 خطرہ ہوا کرتا ہے علاوہ انہیں ہر ایک قسم کی شراب سے پرہیز کرنا  
 چاہیے اور جوش دیئے ہوئے پانی کا بکثرت استعمال رکھنا  
 چاہیے۔ اور اگر برتن دھونے کے لئے کھولتے ہو پانی میسر نہ ہو  
 تو تھوڑا سا پرین گنیش کا تیز عسرتی پانی کے اندر ڈالکر استعمال  
 کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنے کے لائق ہے۔  
 کہ پانی کے جراثیم ہلاک کرنے اور برتنوں کو اچھی طرح دھلوانے سے  
 کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر کا بیان پیالیاں۔ چمڑی اور کانٹے  
 ہاضمہ کے لاکھون جراثیم سے متاثر ہونے کے لئے کھلے ہوئے چھوڑ  
 دیئے جائیں۔

ہماری تمام احتیاطوں کے باوجود بھی سرائیت مرض کا ایک راستہ  
 کھلا ہوا تھا۔ جسے بند کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ کیونکہ کیڑوں کی نیش زنی  
 جسم میں جراثیم پونچانے کا ایک لا علاج وقت تھی گو یہ سُرخی دلچسپی سے  
 بالکل بھالی بلکہ سکروہ ہے۔ تاہم اسکا بیان اسوجہ سے ضروری خیال  
 کیا گیا کہ صوبہ طرابلس میں امیر اور غریب بڑا اور بچہ کوئی بھی اس تکلیف سے نہ  
 بچ سکا۔ اور یہ تکلیف اس درجہ سخت تھی کہ اسکا اظہار میرے لئے قابل  
 معافی تصور کیا جائیگا۔ علاوہ کہیوں کے جو بہت وقی کیا کرتی تھیں ان سے  
 بھی زیادہ سخت دشمن چھرتے جہون نے ہماری زندگی کو ناقابل برداشت  
 بوجہ بنا دیا تھا۔ چھرون کا پہلا حملہ میر طرین میں محسوس ہوا جو وقت  
 کہ میں زمین پر لیٹا ہوا تھا اور میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس وقت سے  
 واپسی یونس تک دن یا رات میں کسی وقت بھی ان سے

چین نہیں ملا اور ہم سب لوگ ان ایذا رسان کیٹرون کی موجودگی سے  
 بالکل بے بس دکھائی دیئے تھے ہمارے تمام جسم سے پیر تک  
 نیشترنی کے باعث گدھے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ جس سے اس  
 قدر تکلیف ہوتی تھی کہ میں نے مختلف چہرے مرتبہ پانچ گرین  
 ورونل خواب آوری کے لئے استعمال کی تھی گوہین فوشاور کے  
 استعمال کرنے سے کسی قدر چہرہ میسر ہو جایا کرتا تھا۔ تاہم کیٹرون کی  
 اس قدر کثرت تھی کہ اس علاج سے زیادہ تسکین نہیں ہوتی  
 تھی۔ اور نگہ بند ہی کا مرہم کوئی معقول علاج کا کام دیتا تھا۔  
 ترک کی حسام میں پہنچ کر جسم کو اچھی طرح لکڑھانے کے وقت تک  
 سوائے زبانی شکایت اور برداشت کے کوئی دوسرا چارہ نہیں  
 رہتا علاوہ اس جہانی تکلیف کے جو نیشترنی سے پہونچتی تھی اور  
 بعض اوقات ناقابل برداشت ہوا کرتی تھی یہ پریشان کن خیال  
 ہی ستا تا رہتا تھا کہ یہ خوفناک ملاقاتی کہاں سے آتے ہیں اور  
 اپنے ڈنک کے ذریعہ سے کیا چیز مری نسوں اور مچھون  
 میں پہونچا جاتے ہیں۔ جب کوئی شخص ہسپتال کی نعشیں اس  
 مقام سے چند گز فاصلہ پر دیکھتا ہے۔ جہاں اس کے کپڑے  
 رات کے وقت رکھے رہا کرتے ہوں تو ان چیزوں سے  
 اس سے غصہ اور تشویش اور خیالات پیدا ہونے لگتے ہیں۔  
 انگلستان کے سب سے بڑے جدت طراز زندہ ناول نویس نے  
 متعدد مرتبہ بڑی فصاحت سے کیٹرون کی روز افزون کثرت  
 اور خطرناک زندگی کا ذکر اور ان کے حسیلہ کا بیان کتاب موسومہ

دیوتاؤن کی غذا میں دلچسپ طریقہ سے کیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دیکھتا  
 کرنا چاہے کہ کیڑوں کی تکلیف بہ حیثیت قومی سزا کے کیا چیز ہے تو  
 اُسے پہلے طرابلس جانا چاہیے۔

تمام شد

# پانچم

## کوہ غاریاں

اطالو لون نے نہ صرف مغربی جانب پیش قدمی میں منہ کی کھائی بلکہ مشرق کی طرف بھی انکی ڈرگت تباہ کن ڈراؤنی شکل میں ظاہر ہوئی پس یہ ساف ظاہر تھا کہ حملہ آورین کس بقدر زیادہ عرصہ تک کوئی جارحانہ کارروائی اپنی جانب سے عمل میں نہ لائینگے۔ نیز یہ کہ حقیقی جنگ کے نقطہ خیال کے مطابق فی الحال کوئی نیا واقعہ اثنا قیام عزیزہ یہ میں مشاہدہ نہ کیا جائیگا چنانچہ سلسلہ غاریاں اور اسی نام کے ایک موضع کو دیکھنے کیلئے جس میں ایک شفاخانہ مخصوص روہ اصلاح مریضوں کے لئے موجود ہے موجودہ حالات کو معاون پاکر روانگی کا نتیجہ کیا۔ ۲۰ دسمبر کو مینے ایک درجن اونٹوں کا رسالہ جنہیں ہر ایک اونٹ پر ایک ترہ کی مجروح یا بیمار فوجی سوار تھا۔ غاریاں روانہ ہوتا دیکھا۔ گوزنھی یا مریض بخش کے لئے سواری شتر خالی از کلفت و کوفت نہیں ہو سکتی تاہم مجبوراً اسی سے کام لیا جاتا ہے کیونکہ طرابلس کے راستے کسی اور سواری کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ سفر غاریاں کے لئے مسٹر مانٹنگ کو اطالوی باربرداری گاڑی کا ایسے زمانہ میں دیا جانا جبکہ اعلیٰ ترہ کی افسر جنکی جسمانی حالت مسٹر موصوف کے مقابل میں بہت زیادہ خراب ہو رہی تھی اور بیا بانوں میں اونٹ پر تکلیف دہ سفر

کر رہے تھے ترکوں کی ہمدردی کو جو وہ غیروں سے رکھتے ہیں ظاہر کرنی تھی۔

شام کے وقت میں بازار پہنچا تاکہ ایک جاندار اونٹ سفر کے لئے کرایہ کروں مفتی نے براہ مہربانی پیشتر ہی سے ایک گھوڑا دینے کا وعدہ کیا تھا موجودہ جنگ کے زمانہ میں گھوڑے یا اونٹوں کا ملنا غزیرہ میں بہت مشکل ہو رہا تھا کیونکہ گھوڑوں کی وہ محدود تعداد جو نشاط بے شہر ابلس کے اپنے ساتھ لایا تھا یاں عربوں سے خرید لیگئے تھے فوجی خدمات کی کثرت کے مقابلہ میں بہت کم تھی علاوہ ازیں تمام عمدہ قسم کے گھوڑے رسالوں اور چوکیوں میں درکار تھے پس غزیرہ میں جو جانور موجود تھے وہ خراب حالت میں پائے جاتے تھے آجکل اونٹوں کے مالکوں کو معقول آمدنی ہو رہی تھی کیونکہ فوج کو ہر ایک قابل دستیاب اونٹ درکار ہو رہا تھا گورنمنٹ بہت گراں کرایوں پر اونٹ حاصل کر رہی تھی اور اخیر سال پر تو یہ حالت ہو گئی تھی کہ فوجی ضروریات کے لئے چھ سے آٹھ فرانک تک بومیہ کرائہ اونٹوں کے لئے دیا جاتا تھا حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی چیر عربوں میں اس جنگ کو ہر دلعزیز بنانیکے لئے درکار تھی تو وہ عجیب مالی فائدہ تھا جو تمام تجارت کو موجودہ حالت میں پہنچ رہا ہے شتر بان اور اونٹوں کے مالک اپنی خوش قسمتی سے پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں چنانچہ طرابلس کے اندرون ملک میں ہر جگہ بیابانی راستوں پر چھوٹے بڑے کاروان مال و اسباب سے لدھے ہوئے مختلف چوکیوں کو جاتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں عمدہ گھوڑے بڑے شوق سے بہت گراں قیمت پر خریدے جاتے ہیں جنکی دستیابی بہ مشکل عمل میں آتی ہے کپتان ٹیلیہم

ایک تندرست گھوڑا چھیس پونڈ قیمت پر خریدا تھا یہ ہی ایک مینے سب سے اچھا گھوڑا اپنے تمام زمانہ قیام طرابلس میں دیکھا تھا غاریان میں ایک ترکی افسر نے جو عرصہ تک جنوبی بولس میں آوارہ گرد رہا اور آخر کار سرحد کو کسی طرح عبور کر گیا تھا مجھے بیان کیا کہ اوس نے ایک گھوڑا چالیس پونڈ قیمت پر خریدا جو مثل کپتان ہٹلم کے گھوڑے کے مضبوط اور توانا نہیں تھا طرابلس میں آجکل تجارت خوف چمک رہی ہے بڑے بڑے دیہات اور قصبات میں خریداروں سے بازار بہرے ہوئے ہیں گوشت ترکاڑی میوہ شکر چار کوئلہ وغیرہ وغیرہ بکثرت فروخت کئے جاتے ہیں چنانچہ آجکل تاجر منفعت کثیر کے باعث بہت خوش ہو رہے ہیں اکثر مقامات میں عورتیں اور بچے ایندھن کا ڈھیر لگائے ہوئے بیٹھے پائے جاتے ہیں اور ایک چھوٹا سا مٹھ ایک پیسہ میں فروخت کیا جاتا ہے یہ ایندھن مزید ارغلاط پکانے کے کام میں آتا ہے یا عرب جنگ جوینے کے جورات کو سردی سے بچنے کے لئے آگ تاپتے ہیں اوسٹوں کی اس قدر کثرت ہے کہ تقریباً ہر ایک جگہ بھونسلے اور زرد رنگ کے اونٹ دیکھائی دیتے ہیں جنکے ساتھ ہلکے سفید رنگ کے بچے بھی پائے جاتے ہیں ۔

مختصر یہ ہے کہ جنگ ہر طرح طرابلس کے اندرونی ملک کی بڑی آبادی کے حصہ کو دولت مند بنا رہی ہے برخلاف اسکے اطالیوں کی کثیر اخراجات اطالوی ٹیکس دہندوں کے لئے ناقابل برداشت بوجہ ثابت ہو رہے ہیں اگر فرقہ انشرا کیہ کا کوئی محبر فلاس کی سب سے بڑی حالت دیکھنا چاہے تو اسے اپولیا اور کالیبہریا کے دیہات اور قصبات میں سفر کرنا چاہئے

مجھے بڑی جستجو کے بعد آخر کار ایک امنٹ مل گیا جو فوجی ضروریات سے

کی طرح بیچ رہا تھا اس کے مالک نے بچاؤ فرنگ کرایہ برائے  
 غاریاں زر راہ تک کی ایسی کا طلب کیا حالانکہ سفر واپسی میں مینے صرف  
 پندرہ فرنگ کرایہ پر ایک اونٹ حاصل کر لیا تھا موقعہ پرست شتر بان  
 رعایت کے پاس نہیں پہنکتے ہیں۔ میرے صاف انکار کرنے کے بعد  
 شتر بان نے کئے آدمیوں کی موجودگی میں دوسرے دن علی الصبح چالیس  
 فرنگ کرایہ پر میرا سباب لیجا منظور کیا چنانچہ دوسرے دن صبح ناشتہ  
 کے بعد میرا سباباں باندھا گیا اور میں آپ سے ضمیمہ میں دیر تک اونٹ کا انتظار  
 کرتا رہا حتیٰ کے دس بج گئے اور ہمارا بار بردار اونٹ یا اس کا مالک کہیں  
 بھی نہیں دیکھائی دیا میں خیال کرتا ہوں کہ شتر بان نے کچھ زیادہ نفع کا کام پا کر  
 بے ایمانی اور بے شرمی سے اپنا وعدہ توڑ دیا ہو گا اور مجھ کو بالکل دھوکہ میں رکھا  
 چنانچہ اس طرح دن کے تین گھنٹے یوں نہیں ضائع ہو گئے میں دل سے چاہتا تھا  
 کہ اس آدمی نما جانور کو جس نے مرے ساتھ ایسا برا برتاؤ کیا تھا پولیس کے کمانڈر  
 کے سامنے پیش کر کے اسے سزا دلوانا لیکن کسی شخص کو عربوں میں رہ کر غضناک  
 ہونے سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ غصہ کے باعث  
 جسم اور قلب کمزور ہو جائیں اور طولانی و تکلیف دہ سفر کے اشار میں آوارہ  
 گرد و جراثیم کو جسم میں داخل ہونے کا موقعہ مل جائے مجھے یہ سننے سے ہمیشہ تعجب  
 ہوتا رہتا ہے کہ بعض مغرور نامہ نگار کس طرح عربوں کی تربیت اور انہیں ان کی  
 حیثیت کے مطابق رکھنے پر گفت و شنید کیا کرتے ہیں حالانکہ زیادہ تجربہ کار  
 مسیاح خوب جانتا ہے کہ ان لوگوں سے بڑاؤ میں سر و مستقل مزاجی اور تکلیف  
 یا خوشی سے متاثر ہونے کی عادت کا اظہار سب سے زیادہ بہتر ذریعہ ان  
 لوگوں سے بڑاؤ قائم رکھنے کا ہوتا ہے خواہ کیسی ہی فیاضی سے سلوک نہ کیا جا



پھر بھی کوئی عام قاعدہ مقررہ وقت میں کسی کام کے انجام دہی کے متعلق طے کرنا بالکل فضول ہے اور کسی قرارداد کی خواہ کوئی صورت ہی کیوں نہ ہو سب سے بہتر ترکیب یہ ہو سکتی ہے کہ معاملہ باہمی رضامندی سے طے کیا جائے اور وسط درجہ کے عرب کے لئے وعدہ کی پابندی کوئی چیز نہیں ہو کر تی ہے گو مجھے ذاتی طور پر دنیا کی بہت سی اقوام سے سابقہ رہا ہے تاہم میں ایسا مذاہب سے لکھ سکتا ہوں کہ صرف عرب ہی ایسی قوم ہے جسے میں معمولاً ناپسند کرنے کے علاوہ اون پر اعتبار بھی نہیں کرتا ہوں بہ استثنائے ان کی ناکمل التزید بہا دری اور توتو برداشت کے بہت کم خوبیاں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں یہ لوگ چند مستثنیات کے سوا عموماً ناخوش زود رنج ناشکر گداز اور ظالم ہوا کرتے ہیں اور طرہ یہ ہے کہ بچپن سے بوڑھا اپنے ملک حرص و ہوا میں گرفتار رہتے ہیں پیری لائیکس اپنی مشہور تقریر میں بیان کرتا ہے کہ عورت کی محبت انسان کے دلیں ساری محسوسات پر غالب رہتی ہے لیکن میں کہوں گا کہ عربوں میں بجائے اسکے روپیہ کی محبت جاگزیں ہے عام عرب کے محسوسات غلوں اور بخشش وغیرہ فقروں سے ظاہر ہوتی ہیں اور بعض اوقات ذرا سے نفع کی خاطر وہ درندوں جیسی وحشت بلکہ قتل پر بھی آمادہ ہو جایا کرتا ہے چنانچہ موجودہ جنگ کی اشنائیں ایک نمر کی باقاعدہ جوان صرف تیس فرزانک کی رقم اپنی جیب میں ڈالے ہوئے کسی چوکی سے روانہ ہو گیا تھا بعد ازاں معلوم ہوا کہ یہ رقم لوٹ لی گئی تھی اور اس بیچارہ کا گلا اور پیٹ ایک عربی چاقو کے ذریعہ سے کاٹ ڈالا گیا تھا اس سنگین جائے قیام سے روانہ ہونے پر جہاں میں ۲۲ دسمبر کو شب باش رہا تھا وہ غاروں میں رہنے والا خاندان جس نے مجھے پانی دیا تھا بخشش کے لئے چلانے لگا چنانچہ میں نے ایک بوڑھے آدمی کو اس کے

بیٹے داماد اور بچوں کو جن پر یہ خاندان مشتمل تھا آپس میں تقسیم کر نیکے لئے تین پڑا  
دیدے لیکن اُس بوڑھے بد بخت نے بجائے تقسیم کر نیکے ساری رستم  
اپنی کراہیت اور حقیتوں میں چھپالی اور تقسیم سے صاف انکار کر گیا جس پر  
آپس میں کالی گلوں کی خوفناک شور و پکار پیدا ہوئی اور دُور تک میرے کانوں  
میں آتی رہی اور لالچ کی وجہ سے اُس بوڑھے آدمی کے چہرہ پر وہ تمام مکروہ  
علامات نمودار ہو گئیں جو انسان کی اس مذموم خواہش سے منسوب  
کیجاتی ہیں، اگرچہ بقراط کا یہ خیال صحیح ہے کہ چہرہ روح کا آئینہ ہوا کرتا ہے  
تو اس صورت میں خدا کے صفات کس قدر کم اور زندے کے صفات  
کس قدر زیادہ ایک عام عرب کے چہرہ سے ظاہر ہوتے ہیں جو اپنے  
جانوروں سے ایسا ہی سخت برتاؤ کرتا ہے جیسا کہ اپنے ہم جنس انسان  
سے برخلاف اسکے نزدیک لوگ بچوں اور جانوروں سے ہمیشہ مہربانی کا برتاؤ  
کیا کرتے ہیں اور عربوں کی تو یہ حالت ہے کہ جانوروں کی تکلیف سے بے  
پرواہی انکی سُنک دلی کی اور سی سے مثال نہیں دیجا سکتی اور اُسکی  
محبت جو گھوڑے کے لئے مشہور ہے ایک داستان سے زیادہ و  
نہیں رکھتی اگر اسکا گھوڑا یا اونٹ یا گدھا ایک منزل سے دوسری منزل  
تک سفر کر سکتا ہے تو وہ اپنے آپکو شاد و نادر ہی راستہ میں اپنے  
جانور کو پانی پلانے کی تکلیف دے سکتا ہے خواہ پانی آسانی ہی سے کیوں نہ  
دستیاب ہو سکے اور اگر بچارے جانور عرب کی بیدروی یا بے پرواہی کے  
باعث کوئی شدید زخم پیدا ہو گیا ہو تو اس حالت میں بھی بیدرد مالک اُسکی  
تکلیف کا کچھ خیال نہیں کرتا ہے بلکہ زخموں کو یوں ہی بے علاج چھوڑ دیتا ہے  
بشرطیکہ جانور ایک منزل سے دوسری منزل تک سفر طے کر سکے شوشہ

سے روانہ ہوتے وقت میں نے اپنے کرایہ کردہ گھوڑے کے پہلو میں ایک بڑا زخم دیکھا جو اسوجہ سے پیدا ہو گیا تھا کہ اُسکے عرب سوار نے بید روی سے اس پر مار کر رکاب کے درمیان سے زخم پیدا کر دیا تھا جس کے باعث گھوڑے کی پسلیاں نظر آنے لگی تھیں چنانچہ میں نے اپنے عرب ملازم کو بلا کر یہ زخم دیکھا یا لیکن وہ بہت حیران ہوا کہ مجھے اس معاملہ سے کیا تعلق تھا اور بہت دیر تک اُسکی سمجھ میں نہیں آیا کہ میں کیوں ایسے بے دردانہ برتاؤ کی مخالفت کر رہا تھا آخر کار میرے منشاء سے آگاہ ہونے پر وہ بڑے زور سے ہنسا اور دریافت کرنے لگا کہ میں کیوں اس زخم کے باعث پریشان ہو رہا تھا حالانکہ یہ زخم ایسا نہیں تھا جو گھوڑے کے تیز چلنے میں حارج ہوتا بلکہ برخلاف اس کے وہ میری ضرورت یعنی زادراہ تک اسباب پہنچانا یقینی طور پر پوری کر سکتا تھا کسی عربیے بیرحمی کے متعلق گفتگو کرنا بالکل فضول ہے کیونکہ وہ بیرحمی کو اس وقت تک کوئی بُرائی نہیں خیال کرتا ہے جب تک کے مالی نقصان کا باعث نہ ہو عزیز یہ میں میرے خیمہ کے قریب ہی ایک اونٹ پڑا ہوا تھا جس کا کوہان بے پردہا ہی سے اسباب و دھنکی وجہ سے زخمی اور ہڈی ٹوٹ گئی تھی جس کے باعث اس غریب جانور کو غالباً بہت تکلیف ہو رہی تھی چنانچہ میں نے اُسکے مالک کو شفا خانہ پہنچا تا کہ کوئی مرہم یا عرق اُسکے لئے لیتا آئے لیکن مالک مذکور کو ہسپتال کے نوکرنے یہ لکھا سا جواب سنا دیا کہ دوائیاں آدمی کے واسطے ہیں نہ کہ اونٹوں کے واسطے یہ جواب سُکر میں نے سلوشن آف برمن گینٹ آف پوٹاسس اپنے پاس سے دیا کہ اور ہدایت کی کہ زخم کو اس سے خوب دھوئے بعد ازاں ہنسنے تیلیوں کی ایک انگریزی

پوٹلی زخم بر باندہ دی اس موقع پر عرب مالک نے جو کچھ توجہ اپنے جانور کے زخم کی جانظہر کی تھی سکی وہیہ جیسا کہ اُس نے مجھے خود بیان کیا یہ تھی کہ جب تک زخم اچھا نہ ہو جائے اوس کا اونٹ روزانہ چھ فرانک کرایہ نہ پاسکیگا لالچ جس سے مغربی محوسات سے بالکل نادانفت اور متنفر ہوا کرتے ہیں کم و بیش مشرقی چال و چلن کا ایک خبر ہے۔ جہانک میرا حافظ کام دیتا ہے عہد عتیق میں جانوروں سے عمدہ سلوک کی کوئی ہدایت موجودہ نہیں ہے۔ باستثناء اس عجیب مانفت کے کہ ایسے بیلوں کا منہ جو غلہ روندنا کرتے ہوں نہ باندھا جائے اور یہ واحد مانفت بھی حواری پولیس کی نظروں میں صرف مثال کے طور پر بیان کی گئی ہے اور اُس سے منشاء یہ ہے کہ عوام الناس کو اپنے پادریوں کی امداد پر آمادہ کیا جائے چنانچہ حواری موصوف ایک ایسے سوال کی صورت سے جب سے وہ خود حل نہ کر سکتے ہوں دریافت کرتے ہیں کہ کیا خدا کو بیلوں کا کوئی خیال ہے۔

عرب شتر بان کی عہد شکنی نے مجھے دوبارہ تلاش اونٹ پر مجبور کیا لیکن اس مرتبہ خوش قسمتی سے جلد ہی کامیابی نصیب ہوئی کیونکہ مجھے وہ اونٹ مل گیا جو سینگ رائٹ کا اسباب غاریان سے لایا تھا چنانچہ آخر کار دو پہر تک روانگی کا اہتمام پورا ہو گیا۔ اگرچہ فتحی بے کی موجودہ مشکلات کا خیال کرتے ہوئے میں نے اُس سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میرے لئے گھوڑے کے اہتمام کی کوئی تکلیف نہ اٹھائی جائے اس مانفت کے باوجود افسر مذکور نے بی کے لئے ایک گھوڑا سپرد کیا۔ چنانچہ بی کو بھی چورے ہمراہ غاریاں روانہ ہونے کے لئے تیار تھا سواری مل گئی۔

ہمارے ساتھ ایک خمر بھی تھا جسکی سواری بہ نسبت مذکورہ بالا گھوڑے کے

زیادہ آرام دہ اور عمدہ چال تھی۔ سپنگز ایٹ نے براہ مہربانی بتلیم دوسرے  
 میری اور خود اپنی یعنی چاروں نامہ نگاروں کی جو ترکی فوج کے ساتھ موجود  
 تھے کجائی تصویر کشی ہم چاروں بیٹھے رہے اور جی نے بٹن دبانے کی  
 خدمت انجام دی مینے تینوں ساتھیوں کو الوداع کہی اور اپنا طولانی سفر  
 وامن کوہ میں شروع کیا جہاں ہمیں دوسرے دن غاریاں پہونچنے سے  
 پیشتر رات گذارنی تھی عزیز یہ سہ رخصت کیا ہوئے گویا اسکے زندہ دل  
 ترکوں مہربان انگریزوں بھادریکین لالچی عربوں اور کینہ ورجراشیم ان سب کو  
 الوداع کہنی پڑی روانہ ہونیکے بعد جب ہم تھوڑی دیر کے لئے راستہ  
 میں ایک مقام پر ٹھہرے تو مینے دور بین سے عزیز یہ کے کنسپ کو دیکھا  
 جہاں ایک دوسرے عرب کا جنازہ آہستہ آہستہ جبل زاویہ کے قبرستان  
 کو جو ایک چوٹی پر واقع ہے جا رہا تھا چوٹی سی فندق جو کھجور کے درختوں  
 میں واقع ہے اور جہاں غاریاں جاتے ہوئے رفع کسل کے لئے سفر توڑا  
 جاتا ہے عزیز یہ سے بیس میل سے کم فاصلہ پر واقع ہے جنین سے سترہ  
 میل کا راستہ طرابلس کے عام حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اچھی طرح  
 قابل گزر کہا جاسکتا ہے لیکن آخری تین میل جو بہار ط کے بالکل زیریں حصہ میں  
 واقع ہیں کنکروں غاروں اور بڑی بڑی چٹانوں میں سے گزرتے ہیں چنانچہ  
 ہمارے لئے یہ فاصلہ بوجہ تاریکی کے اور بھی زیادہ دشوار گذار ہو گیا تھا  
 اگر ہم عزیز یہ سے جلد روانہ ہو جاتے تو بہ مشکل پیش نہ آتی سقوطہ کے غیر  
 مشہور حصوں میں سفر کر نیکے مجھے ایسا کوئی سفر یاد نہیں ہے جس میں مذکورہ  
 بالا دشوار گذار راستہ سے زیادہ تکلیف دہ سفر کرنا پڑا ہو کیونکہ یہاں ساری  
 بالکل ناممکن تھی گھوڑے کی لگام ہاتھ میں لیکر چلنا پڑتا تھا لیکن اسپر بھی گھوڑا

بار بار ٹھوکریں کھاتا رہا غاروں اور چٹانوں میں سے ستاروں کی کچھ کچھ روشنی  
 نمودار تھی جسکی مدد سے ہم اسوقت پیدل چل رہے تھے لیکن حقیقت یہ ہے  
 کہ ہمارے رفتار بہ نسبت بینائی کے زیادہ تر قیاس پر مبنی تھی اور صرف  
 ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہاتھ اور پاؤں صحیح و سلامت لئے ہوئے اس راستہ  
 سے بچ سکے وہ ترکی سپاہی جو بطور بد رتہ بیڈ کو اڑے ہمارے ساتھ  
 آیا تھا دل جمعی سے راستہ طے کرتا رہا گو وہ بھی مثل ہمارے ایک ہونڈی  
 روشنی دیکھ کر خوش ہوا جو ایک اونچی کچور کے درخت کے قریب سے پیدا  
 ہوتی ہوئی نہیں دیکھائی دی چنانچہ ہمیں محسوس ہونے لگا کہ ہمارا تکلیف وہ  
 سفر ختم ہو گیا پتھوڑی دیر بعد ہم ایک چھوٹے سے غلیظ صحن میں داخل ہوئے  
 جہاں چاروں طرف اونچی مستحکم دیواریں دیکھائی دیں یہاں تھیں یہاں پہچانے  
 اپنے آپ کو ایک ایسے مقام میں پایا جو ہمارے لئے درحقیقت ایک  
 سرستہ راز تھا دوسنگین کمرے پہلو بہ پہلو موجود تھے جن میں ایک بڑا کمرہ  
 ہماری رات بسر کرنے کے لئے دیا گیا یہ کمرہ تقریباً چوبیس فٹ مربع اور ۱۲ فٹ  
 اونچا تھا اور پتھر میں تراش کر بنایا گیا تھا اس کمرہ میں تین جانب کارآمد کشکا  
 بنایا گیا تھا جس سے نکلی ہوئی تین کمانوں پر چھت قائم تھی چھت کے درمیان  
 میں ایک ابھرا ہوا نقشہ دو وتر اور ایک مربع کا بنایا گیا تھا علاوہ اس  
 نقشہ کے تمام کمرہ میں اور کسی قسم کی خوشنوائی یا سنگتراشی کی صنعت کا اور  
 کوئی نمونہ نہیں تھا دروازہ چھ فٹ بلند رکھا گیا تھا دوسرا کمرہ جس میں ایک  
 عرب خاندان رہتا تھا بہت چھوٹا تھا اور ہر قسم کے سنگتراشی کے  
 دستکاری سے پاک۔

یہ پُراسر کمرے کیا تھے اور کن لوگوں نے انہیں چٹانوں میں بذریعہ سنگ

تراشی بنایا تھا ان سواہوں کی نسبت میری خواہش ہے کہ آثار قدیمہ کا کوئی ماہر اپنی رائے ظاہر کرے مجھ جیسے غیر قوم ماہر آدمی کو صرف یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ سنگین کمرہ کسی ایسی قوم کی دستکاری ہے جو بیابانی نخلستانوں کے موجودہ مالکوں سے بہت پہلے گزر چکی ہے گو یہ صحیح ہے کہ گذشتہ صدیوں میں عرب ہسپانیہ میں الحمیر اور قیروں میں مسجد سیدی عقبہ تعمیر کر چکے ہیں۔ تاہم مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ عرب اپنے عروج کے زمانہ میں سنگ تراشی سے پھاڑوں میں عمارات بنانے کا شوق بھی رکھتے تھے یا نہیں گذشتہ چند صدیوں میں عربی تعمیر کی سابقہ شان و شوکت ختم ہو چکی ہے چنانچہ وہ انگیز جنہوں نے عمرمان میں مہدی کا بیشکل اور ہمدان مقبرہ دیکھا ہے خیال کر سکتے ہیں کہ عربوں کا فن تعمیرات اصولاً اور عملاً کس قدر انحطاط پذیر ہو گیا ہے غلاوہ ازیں ایک ایسی قوم جو آجکل اس قدر مست ہو رہی ہے کہ خود اپنے رہائش کے لئے مٹی اور بچے کے نامعقول ہونٹریوں سے زیادہ جو عام عربی دیہات میں نظر آتے ہیں اور کچھ تعمیر نہیں کر سکتی ہے وہ کس طرح ایک عرصہ وراثت تک بڑی محنت کا کام جو سنگ تراشی کے مکانات کی تعمیر کے لئے ضروری ہے برداشت کر سکتے ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ان کے اوزار بھی معمولی بلکہ ناکارہ ہوں ہیں قیاس کرتا ہوں کہ وہ عجیب کمرہ جہیں میں سو تھا کسی ایسی قوم کے ہاتھوں تعمیر کیا گیا ہے جس کا نام شمالی افریقہ کے صفحہ ہستی سے آج سے سیکڑوں سال پیشتر مٹا دیا گیا ہو چنانچہ ایسے قوم کی موجودگی مختلف کتھوں سے پائی جاتی ہے جنہیں عرب لوگ عام طور پر بیوت کہتے ہیں غاریان سے جو روانیہ تک راستہ جاتا ہے اُس میں ایک پڑاؤ بن کے نام سے مشہور ہے تمام اندروں طرابلس میں یہ نام جو عام طور پر کہلا رہا ہے

بساوفات سن نے میں آتا ہے مثلاً جبل مسجد کے اطراف یہ لفظ دیہات اور چاہات وغیرہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے عنم کے معنی بُت اور اس لفظ کا منشاء عموماً ایسی مقامات سے ہوتا ہے جہاں قہر کے ڈہیر یا مخروطی مینار یا مقابر پائے جاتے ہیں جنکی مثالوں سے انگلینڈ، ماسا، آئرلینڈ، بٹنی ہی خالی نہیں ہے اسٹون ہینج اور گریٹ رول رائٹ کی سنگین یادگاریں اور وہ عجیب گڑھیان جو علاقہ کوئن کونٹی میں پائی جاتی ہیں ان کی مثالیں بھی طرابلس کے میدانوں اور پہاڑوں کے دامنوں میں بہ صحت تمام پائی جاتی ہیں یہ نامعلوم قوم جس نے تواریخ مئی دہونڈی روشنی میں ایسی محنت ان مختلف ملکوں میں انجام دی ہے کہاں سے وارد ہوئی تھی میں اس سوال کو حل کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا ہوں اور زکوش کو ہنگا کر اسکا تعقب زیادہ قابل شکاریوں کے حوالہ کئے دیتا ہوں البتہ اظہار خیال کی خیرات کراستقدر ضرور عرض کروں گا کہ میرے خیال میں یہ خوبصورت کمرے کسی زمانہ میں مندر یا مقبرہ سے تعلق رکھتے تھے اور دروازہ کے پٹاؤ کے گھرے دندانے کسی بہاری دروازہ کے روک کے لئے بنائے گئے تھے اور دوسرا کمرہ جو اس کے مقابلہ میں ادنیٰ درجہ کا تھا اوسیں غالباً کوئی پوجاری یا محافظ رہتا ہو گا۔

ہیڈرین جو ایک بڑا سیاح تھا لیبیا سے مصر جلتے ہوئے طرابلسی سیرینو میں سے ضرور گزرا ہو گا یہ شخص جو رومیوں کا بادشاہ بھی تھا زبردست دانشمند اور روشن خیال سیاح تھا اگر سقراط کے خیال کے بموجب مشہور مردوں سے زندوں کی بے تکلفانہ گفتگو بڑی دلچسپی کا باعث ہو کرتی ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ عظیم الشان ہنڈربن سے گفتگو کرنا جو پاکس رومانہ کتاب کے قابل شکر یہ عجائبات کے بموجب انگلستان سے ایران تک ہر



کے محافظوں یا چنگی خانوں کے بے روک ٹوک پہنچ سکتا تھا کافی مسرت کا باعث ہو گا کیونکہ اس شخص کا سفر زمانہ حال کے جہاں گشتِ انخاص کی طرح باریک بینی سے معررہ نہیں ہو کر تا تھا بلکہ کمائین پل حمام مندر مینار سڑکیں اور دیگر شاہی یادگاریں اس فیاض بادشاہ کی قائم کی جاتی تھیں جس کا نام سکول پر دنیا کا محافظ کندہ ہو کر تاتھا۔

مجھے رومیوں کے گذشتہ قصبہ کے نشانات طرابلس میں دیکھائی دیا کرتے تھے چنانچہ عزیز یہ میں میرے ضمیمہ کے قریب ایک عرب نے ایک ٹیاریں سکے ریت کے ڈھیر میں سے پایا تھا گو اس سکے پر حروف نمایاں نہیں تھے تاہم شہنشاہ مذکور کے خط و خال کچھ کچھ دیکھائی دیتے تھے اسی مقام میں بازار سے فوجی استحکامات کی طرف جاتے ہوئے سینے ایک کوئین کے قریب ایک سربسجود رومی مینار کا ڈھیر دیکھا تھا جس میں سے ایک سپاہی نانہ کا ایک سکے نکال لایا تھا اس سکے پر ایک جانب گردن اور چہرہ کی تصویر بنی ہوئی تھی اور دوسری جانب ایک گھوڑے کی شکل تھی یہ دونوں تصاویر خوب صاف نمایاں تھیں گو اس سکے میں کوئی خوبی نہیں تھی اور نہ مجھے اچھی طرح اُسکے دیکھنے کا موقع ملا لیکن بظاہر اُسکا تعلق قسطنطین کے زمانہ سے معلوم ہوتا تھا میں نے سکے خریدنا چاہا لیکن سپاہی نے بیچنے سے انکار کیا ہیڈ کو اُتر سے تقریباً ہ میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی پر ملیہ کا بڑا ڈھیر لگا ہوا ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ رومی قلعہ کی دیوار کا ایک حصہ ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ یہاں صحیح ہے یا غلط البتہ یہ اغلب ہے کہ کسی زمانہ میں ان ہوا دار بلندیوں پر فوجیں مقیم ہوں گی کیونکہ زیادہ جنوب اور مغرب میں غدا مس وغیرہ عمدہ جنگی نا کے موجود ہیں اور غدا مس

رومیوں کے زمانہ میں ایک بڑا تجارتی مرکز تھا جہاں سے سات مختلف ملکوں  
پیدا ہونی تھیں کس قدر تعجب آمیز اختلاف گذشتہ رومیوں کی سپا اور انکی  
حیرت ناک زبردست گورنمنٹ کی کامیابی اور آج کل انہیں کے ورثہ  
کی کمزور کارروائیوں اور عدم قابلیت کے درمیان پایا جاتا ہے۔

ہم سات بجے صبح عالم خواب سے بیدار ہو کر اپنے سنگین عجرہ سے باہر  
نکلے اور ناشتہ سے قبل ہی ادھر ادھر گھوم کر اطراف و جوانب کا منظر  
دیکھا جس سے طبیعت کو بہت فرحت ہوئی ہمارے چاروں طرف بلکہ  
سر پر بھی پہاڑوں کی بلند چوٹیاں موجود تھیں جن پر زیتوں کے درخت اوگے  
ہوئے تھے اور نیچے کی جانب وادی الجیر واقعہ تھی جو کثرتِ باران کے  
باعث گذشتہ ایام میں پھوٹ نکلی تھی اور وہ اسوقت ایک چھوٹی سی ندی  
معلوم ہوتی تھی لیکن طغیانی کی تمام علامتیں چاروں طرف نظر آتی تھیں میں بیان  
نہیں کر سکتا کہ اس بہتے ہوئے پانی کو دیکھ کر کس قدر خوشی حاصل ہوتی تھی بعد  
اس کے کہ مینے کوئین کا غلیظ پانی قیام اور سفر کی حالت میں پیا تھا۔

مذکورہ بالا صاف پانی کو جوش دینکی کوئی ضرورت نہیں تھی کیونکہ ہم نے جو چاہا  
اس پانی سے پیار کی تھی وہ عزیز یہ اور زوارہ کی چائے سے بہت زیادہ مفید  
رہتی وہ بچارہ گھوڑا اور خچر جتنی گذشتہ رات بہت کم غور پر داحت کی گئی  
تھی اس ندی میں پانی کے بڑے بڑے گھونٹ پیکر تازہ دم ہو گئے اسکے  
بعد چڑھائی شروع ہوئی جو سخت ترین کھردری تھی جس کے دو طرف پتھروں  
کے ڈھیر اس قدر سخت لگے ہوئے تھے کہ آپس میں بالکل جوڑے ہوئے تھے  
بعض مقامات میں پتھر کی قدرتی سیڑھیاں ایسی آرام دہ اور باقاعدہ بنی  
ہوئیں تھیں کہ آدمی کی دستکاری کا شبہ ہوتا تھا سرخ مٹی کے بڑے بڑے

ڈھیر کہیں کہیں پائے جاتے تھے اور ایک قسم کی گھاس جہان تک نگاہ کا مُتی  
 تھی نظر آتی تھی ہمارے بد رتہ کے دونوں سپاہی جانوروں کو ہاتھ سے  
 پکڑے ہوئے لئے جا رہے تھے اور بعض غریب جو ہم سے کئی قدم آگے  
 جا رہے تھے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بند وقوں کے زیر کرتے تھے  
 جسکی وجہ میرے خیال میں یہ تھی کہ یہ لوگ پہاڑوں میں بند وق کی زیر کا  
 گونج سنیے کے شوقین تھے آدھے راستہ میں ترکی فوج کا ایک سپاہی  
 جواز میر کا باشندہ تھا ملا اور مجھ سے یونانی زبان میں اُس اختلاف کا ذکر  
 کرنے لگا جو ترکی مکان کی مسرتوں اور ہمارے زیرین پاغبر و لچپ اور  
 ڈراؤ نے میدانوں میں پایا جاتا ہے یہ شخص بھی مثل اپنے بہت سے  
 ہم ملکوں کے نہایت سادہ مزاج اور نیک طبیعت آدمی تھا چنانچہ پیچہ  
 مجھے بیاں کرتا تھا کہ عزیز یہ سے چار روٹھان اپنے ہمراہ لیکر اگلے روز روانہ  
 ہوا تھا اور ان روٹیوں کا برا حصہ راستہ میں گداگر عوبوں کو دیدیا تھا جسکی  
 وجہ سے فی الحال اُسکے پاس کوئی روٹی موجود نہیں تھی مینے یہ کیفیت  
 سنکر روٹی کا ایک ٹکڑا دیا لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا اور آخر کار جب  
 اُس نے لے لیا تو تقریباً سب کا سب ایک سپاہی کو دیدیا جو ہم سے  
 زیادہ بلند مقام پر موجود تھا اور جس کے پاس کھانسی کی کوئی چیز  
 باقی نہیں رہی تھی۔

دو گھنٹے کی چڑھائی کے بعد ہم درہ کی چوٹی پر پہنچ گئے اور آرام کرنے کے  
 لئے تھوری دیر بقیہ رہے یہاں کا منظر بہت شاندار تھا ایک نہ ختم  
 ہونے والی پہاڑ کی چوٹیوں کی قطار مشرق اور مغرب کی جانب پھیلی ہوئی  
 تھی انکا سلسلہ عمیق وادیوں سے منقطع ہوتا تھا جن میں بہ کثرت درخت

پائے جاتے تھے ہمے بہت دور شیب میں غاریاں کے سلسلے اور  
 ساحل سمندر کے درمیانی میدان پہیلے ہوئے تھے اس مقام سے جبل  
 زاوایہ ایک چھوٹی سی پہاڑی معلوم ہوتا تھا اور غریزہ اسکے نشیب میں  
 ایک سفید لکیر سی معلوم ہوتی تھی حتیٰ کہ اس وقت صاف ہوا میں شہر طرابلس  
 تقریباً دیکھا دے سکتا تھا یہاں ہمنے ایک توپ چلنے کی مدہم آواز بھی  
 جب ہم نے ریت اور چٹانوں کے ٹیلوں پر جو ہمارے نشیب میں واقع  
 تھے اور ان گہرے نالوں اور پہاڑیوں کے پہاؤوں پر جنہر نکمر اور چٹانیں  
 پہیلی ہوئیں تھیں نظر ڈالی تو مجھے معلوم ہوا کہ عثمانی افواج کا یہ تیسرا خط  
 مدافعت قدرتی طور پر کس قدر محفوظ ہے اگر کبھی تو ہیں ان دشوار گزار پہاڑوں  
 کے نیچے پہنچا دیجاویں تب بھی تو بغانہ اور رسالہ ذرا بھی کارآمد نہیں  
 ہو سکتا ہے خصوصاً وہ اطالوی پلٹین جو اپنے آپ کو خندقوں میں چھپاتی  
 ہیں اور اپنی حقیر قلیل التعداد دشمن کے مقابلہ میں حرکت کر نیکی جرات  
 نہیں رکھتیں ہیں بغیر اسکے کہ ایک زبردست میدان توپ خانہ انکی مسدود  
 نہ کرے اس قسم کی فوج نہیں ہیں جو غاریاں جیسے فوجی مقام پر زیادہ اثر پیدا  
 کر سکیں چنانچہ ایک عربی ترکی فوج جو اس پہاڑی سلسلہ میں کافی خوراک کے  
 ساتھ اور عمدہ پانی کے قریب میں مقیم ہو وہ ساہا سال تک بزدل اطالویوں  
 کو خیال میں نہیں لاویگی وہ ترکی ردیف فوج جسنے دلسٹو کی جانب  
 پیش قدمی کی تھی اپنی جیبوں میں دشمن پر پہنکنے کے لئے پتھر لیتی گئی تھی۔  
 پس میں خیال کرتا ہوں کہ یہاں بھی اگر چند چٹانوں کو اچھی طرح ہینکا جائے  
 تو اطالویوں کو دور رکھنے کی کافی تدبیر ثابت ہوگی لیکن مجھے اس امر میں  
 بہت شبہ ہے کہ اطالوی فوج کو کبھی یہ بات نصیب ہو کہ وہ عثمانیہ فوج

کو اندروں ملک میں موجودہ مقامات سے زیادہ پیچھے ہٹا سکے چنانچہ بہر طرین  
میں تازہ ترین مضحکہ خیز ناکامیابی اسکی شاہد ہے اور اگر کل ہی ساری عثمانی  
باقاعدہ سپاہ قتل کر بھی دیجائے تب بھی عرب لوگ غیر محدود زمانہ تک  
جنگ جاری رکھیں گے۔

ایک گھنٹہ سفر کرنے کے بعد ہم ایک ایسے مقام پر چبلا چاروں طرف زراعت  
ہو رہی تھی نیا غلہ اپنے خوشوں میں سے نکل رہا تھا اور زیتون کے درخت  
سینکڑوں کی تعداد میں ہمارے راستہ کی دونوں جانب اُگے ہوئے تھے  
غاریان سے چند ہی میل کے فاصلہ پر ہمیں توپ خانہ کی تین گاڑیاں ملیں جن  
دیکھتے سے مجھے بہت تعجب ہوا کیونکہ یہ دزنی اور بڑی گاڑیاں بظاہر اس دشوار  
گزار راستہ پر کھینچ کر نہیں لائی جاسکتی ہیں بعض کو ہی توپیں فخر دے کے ذریعہ  
سے جنگ طبعاً سے چند دن پیشتر غاریان سے عزیز یہ پہونچائیں گئیں ہیں  
لیکن یہ کام بالکل ہی محنت تھا بہ نسبت اسکے کہ توپ خانہ کی گاڑیوں کو تقریباً  
ناممکن الگ اندر راستہ پر کھینچ کر بلندی پر چڑھایا جائے

دوڑے کی چوٹی سے غاریاں تک زمین کی زرخیزی کا دل خوش کن منظر پیش  
نظر رہا۔ سبز درخت اور گہاس نے اُس آنکھ کے لئے جو بیابان کی یکسوئی  
دیکھنے کی عادی ہو گئی ہو بہت کچھ خوشنمائی پیش کی۔ علاوہ ازیں جنگلی بھول  
نے ہو ا کو معطر کر رکھا تھا۔ تیتریاں اور پرندے زیتون کے تختوں میں ادھر  
اُدھر اڑتے ہوئے دیکھائی دیئے۔ مینے کچنک خانگی لوا اور فاختہ کے علاوہ  
اور کئی قسم کے پرندے بھی دیکھے۔ یہاں کیڑے اور تیتریاں صرف چند ہی  
قسم کے دیکھنے میں آئے۔ تتر یوں میں افشان تتری بکثرت موجود تھی۔ مگر  
میرے پاس انکی گرفتاری کا کوئی سامان موجود نہ تھا تاہم مینے چند قسم کے

کیڑے اور تیریاں کپڑے امید کہ اُسکے ذریعہ سے اپنے شوقین حشرات الارض دوستوں کو خوش کر دے گا۔ ہر ایک واقف شخص بلا خوف تردد شبہ کہہ سکتا ہے کہ علم نباتات اور حشرات الارض کے متعلق اس فراموش شدہ ولایت میں کافی تحقیقات نہیں کی گئی ہے۔ یہ امر شبہ ہے کہ آیا طرابلس اور مصر کی نباتاتی اور حیوانی زندگی میں مین فرق پایا جاتا ہے حالانکہ یونسل بحیرہ اور مدی کو کی حیوانی زندگی نمایاں طور پر امتیاز رکھتی ہے۔

مجھے غاریان میں اس قدر مشغول و مصروفیت زندگی کا منظر دیکھائی دینے کی امید نہ تھی جیسا کہ مجھے اس گاؤں میں داخل ہونے پر دیکھائی دیا۔ قبل مشاہدہ سینے قیاس کیا تھا کہ غاریان کو مثل ایک دوسری خوبصورت عزیزہ کے جو تندرستی کے لئے زیادہ مفید ہوزیتوں کے درختوں میں اُدنے درجہ کے مکانات کی شکل میں پاؤنگا لیکن اپنی آمد پر ایک بڑے مقام کو دیکھا جس میں قیاس چاہتا ہے کہ کم از کم دو ہزار آبادی موجود ہوگی۔ سفیکو کب میں پہونچکر مجھے خوشی ہوئی کہ ہماری آمد شب کی تاریکی سے بے لطف ہونے پائی تھی ورنہ راستے کے دونوں جانب چند گز کے فاصلہ پر عمیق غاروں کی موجودگی جتنے کناروں پر کوئی روک استادہ نہ تھی فی الحقیقت خالی از خطرہ نہ ثابت ہو سکتی تھی خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اجنبی مسافر کے لئے خطرہ سے آگاہ کرنے کے لئے کوئی شخص تعینات نہیں تھا۔ کونک سے چند گز اور آگے بڑھ کر ولایت طرابلس کی جدید ترین تعمیر شدہ عمارت دیکھی جو ضلع کا ابتدائی اسکول تھی۔ اس کی سفید دیواریں بالکل صاف اور تمام چوبی کام روغن دار تھا۔ یہ دریافت کرنا میرے لئے تعجب آمیز سرسرت کا باعث ہوا کہ اس مفلس ولایت کے حکام ابتدائی مدارس پر روپیہ

حرف کر رہے ہیں ذرا بھی تنگدلی سے کام نہیں لیتے ہیں زانو یہ میں اس قدر بڑے  
 پیمانہ پر مدرسہ تعمیر کیا گیا ہے کہ فاصلہ سے دیکھنے پر کوٹنگ کا گمان ہوتا ہے  
 عزیز یہ ہیں وہ خوبصورت دھوا دار عمارت جو فی الحال شفا خانے کے کام میں  
 لائی جاتی ہے بحالت امن مدرسہ کا کام دیتی تھی خود سلطان عبدالحمید خاں بھی  
 باوجود اپنی ساری غلطیوں کے قومی تعلیم سے حقیقی دلچسپی رکھتے تھے اور کم از  
 کم دو سو مدرسے سلطان موصوف نے اپنے مختلف حصص سلطنت میں  
 لڑکے اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے قائم کئے تھے اس بد نصیب سلطان کے  
 متعلق بطور حیلہ معترضہ عرض کرتا ہوں کہ یہ امر بہت مشت بہ ہے کہ آیا وہ ابھی تک  
 زندہ ہیں؟ اور گو ایک مکان سلطان معزول کی جائے سکونت کے لقب  
 سے ابھی تک سلونیکا میں مشہور ہے لیکن کیا کوئی شخص بیان کر سکتا ہے کہ  
 اس نے اس کے کین کو چشم خود کبھی دیکھا ہے۔ جیل کی آبادی زیادہ رخصت  
 کے خوبصورت فرقہ سے تعلق رکھتی ہے جو تباہ کو اور شراب سے بالکل پرہیز  
 کرتا اور سلطان کی خلافت تسلیم کرتے سے منکر ہے بلکہ غاریان اور جبل  
 کے دوسرے مواضع کی مساجد میں ترکوں کو اسوجہ سے داخل نہیں  
 کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن نماز کے بعد سلطان کے لئے دعا نہیں کی جاتی ہے۔  
 غاریان کا اسکول آج کل طبی اسٹاف کے قبضہ میں چنانچہ اس میں عمدہ  
 سامان سے فرین ایک وسیع ہسپتال نقیہ اور بہ اصلاح مریضوں کے لئے  
 قائم ہے۔ جو عزیز یہ سے لائی جاتے ہیں جو مریض اونٹ پر بین میل کنت  
 سفر کر کے آخر کا غاریان پہنچتا ہے وہ یہاں کے آرام و آسائش اور کارکنوں  
 کی توجہ سے تکلیف سفر کا کافی معاوضہ حاصل کر لیتا ہے اس عمارت سے  
 دو سو گز فاصلہ پر وسیع کوٹنگ جو ہماری عارضی قیام گاہ تھا سرشام دھونڈلی

روشنی میں قرون متوسط کا ایک قلعہ معلوم ہوتا تھا کو نک مذکور جو ایک بڑی عمارت ہے اپنی قدرتی خوبصورت ساخت کے باعث باقاعدگی نقشہ اور جگہ کی عدم کفایت ان عیوب کا کافی معاوضہ کیے ہوئے قائم ہے غالباً یہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ اسکا سلسلہ تواریخ گوما کے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے جو قزاقوں کا بڑا سردار اور ترک کی الحاق طرابلس سے پہلے طرابلس کے وسیع اضلاع پر حکمران تھا یہ فوجی مقام پہاڑی کے کنارہ پر تعمیر کیا ہوا ہے اور مغربی چبوترہ سے اسکی عمارت استفادہ نیچے دکھائی دیتے ہیں گویا وہ وادی میں گرجا جاتا ہے اس چبوترہ سے اُن پہاڑوں کا کوہستانی سلسلہ جو قعر نفرین تک پہیلے ہوئے ہیں۔ خوب فساد نظر آتا ہے ہماری آمد پر کمانڈنٹ طاہر پے نے جو ایک عرب افسر ہیں نہایت مہربانی سے ہمارا استقبال کیا اور دو عمدہ کمرے ہمارے قیام کے لیے دیے جیسے ہی کہ میں ان کمروں میں داخل ہوا مجھے پردہ دار کھڑکیاں دیکھائی دیں جن سے خیال پیدا ہوا کہ میں بڑے دن کی شام ایک حرم میں گذر رہا ہوں۔ اُس شخص کا بُرا ہو جو بد سی کا خیال کرتا ہے تاہم یہ ضرور عرض کروں گا کہ وہ خوبصورت شریف بیبیان جوان تار یک کمروں میں کبھی رہائش رکھتی ہوں گی۔ کبھی کی غائب ہو گئیں تھیں۔ ہماری آمد کا بظاہر انتظار ہو رہا تھا کیونکہ تختے اور تھپڑ وغیرہ حال ہی میں دھوئے جانے کے باعث ابھی تک گیلے ہوئے تھے۔ جن کمروں میں ہم ٹھہرے اُن سے ملحق باورچی خانہ غسل خانہ اور نوکروں کے رہنے کی جگہ تھی۔ بہر حال وہ صنف پاکیزہ کے اراکین جو کسی قریب یا بعد زمانہ میں ان چار دیواریوں کی زینت کا باعث ہو رہی تھیں



سب سے اچھے اور آرام دہ کمرون میں جو تمام کانوں میں پائے جاتے ہیں سکونت رکھتی ہوں گی۔ جیسا کہ فی الحقیقت ان کی حالت کے نمونہ تھا امور خانہ داری کے انتظام کے متعلق بطور جملہ معترضہ یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ ترک باوجود پیرمی لوٹی کے ممنون احسان ہونے کے بدین و جہ کہ اس شخص نے ترکوں کی زبردست حمایت کی ہے تاہم یہ لوگ ان تصاویر سے نفرت ظاہر کرنے سے باز نہیں رہتے ہیں جو حرم کی زندگی کے متعلق اس شخص نے شائع کی ہیں اور جن کو ترک غلط اور پھوہ وہ بتلاتے ہیں کوئی شخص اس بات کے یقین کرنے سے انکار نہیں کر سکتا ہے کہ اجنبی آدمیوں کی گہری ہوئی حکایت جو غیر اقوام کی شکایات شنوان ظاہر کرتی ہیں ببالغہ سے پاک اور بد شکل نہ بنائی جاتی ہوں اس قسم کے معاملات کا تعلق زیادہ تر خود عورتوں کی ذات سے وابستہ ہے اور اگر آج بیسویں صدی میں ابھی تک ترک عورتوں کو میل جول کے وہ مراعات حاصل نہیں ہوئے ہیں جو ان کی عیسائی بہنوں کو بڑی حد تک حاصل ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ بحیثیت مجموعی وہ مسلمانوں کے طریقہ میل جول سے خوش اور مطمئن ہیں اور اگر ترک خواتین اس جانب کو کوئی تبدیلی چاہیں کہ زیادہ آزادی اور معمولی میل جول پانے دوستوں کے بھائیوں بیٹوں اور باپوں سے پیدا کر سکیں تو یہ بات یقیناً ہو کر رہیگی اور درحقیقت کس قدر پیدا بھی ہو چکی ہے اس نے اور زبردست اثر کے باعث جو ترک قومی زندگی میں جو ان ترک تحریک نے پیدا کر دیا ہے مسئلہ زیر بحث کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ مجھے ترک افسرین ڈاکٹروں اور حکام مال اور خصوصیت سے ان اصحاب میں جنکی

تعلیمی حالت بہت اچھی ہے اور ذہنی حیثیت درجہ رکھتے ہیں یہ دیکھ کر تعجب ہو کہ ان کی بڑی تعداد تجردانہ زندگی بسر کرتی تھی۔ گو عاقبت اندیشی اور کفایت شعاری کے وجوہات کسی حد تک اس کثرت تجرد کا باعث ہوں تاہم ایک افسر جس سے مجھے اس مضمون پر طولانی گفتگو کا موقعہ میسر آچکا تھا بیان کرتا تھا کہ تمام عمر ایسی عورت سے بندھے رہنا جس کے چال چلن اور طبیعت سے کوئی عملی واقفیت حاصل نہ ہو ایک ایسا امر ہے کہ جس کے خلاف دن بدن کثرت آرائشی پذیر ہے علاوہ ازیں اس نے یہ بھی کہا کہ دیکھو میرے دوستوں کی کس قدر بڑی تعداد صرف اسی وجہ سے آسٹریون فرانسیسیوں اور اطالویوں میں اپنے لیے بیویاں تلاش کرتی ہے تہی ٹرکی کے مردوں کے ان خیالات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی جلد اور مستعدی سے تبدیل شدہ خیالات کے لیے تیار ہوتی جا رہی ہیں۔ آج کل نقاب کا استعمال جسے یشماق کہتے ہیں ترک کی اعلیٰ گھرائوں میں رواج سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ہے چنانچہ ریشمین کپڑے کا وہ ٹکڑا جو ترک کی شریف مستورات کے چہروں کو پوشیدہ رکھنے کی غرض سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قدر باریک اور چھوٹا ہوتا ہے کہ بمشکل اس مطلب کو پورا کر سکتا ہے یہ عجیب بات ہے کہ اگر یشماق کا رواج بالکل متروک کر دیا جائے جیسا کہ مسلمانی دنیا کے ایک حصہ میں ہو چکا ہے تو قرآن شریف کے احکام کی حرفاً کوئی خلاف ورزی نہو گی گو یہ صحیح ہے کہ احکام قرآنی مستورات کو ایک حجاب آمیز رکھے رکھاؤ کا رویہ اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں اس وقت جبکہ وہ مردوں کے مجامع میں جا رہی ہیں لیکن ضروری لباس کے متعلق

جو ممانعت اس غرض سے تعلق کہتی ہے وہ صرف اس قدر کہ عورتیں اپنے بالوں کو نہ کہ چہروں کو مجامع میں ڈھانکے رکھیں۔ یہ زبردست ہتھیار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت عرصہ پیشتر سے نفاذ پذیر ہے اور ان دقیق خطوط کا مسئلہ زیر بحث رہ چکی ہے جو حواریوں نے کار تحقیق لوگوں کے نام لکھے تھے از انجملہ ایک حواری نے لکھا ہے کہ کوئی عورت مردوں کے مجمع میں ننگے سر نہ جائے کیونکہ اوست بری روحوں کی نگاہ بد سے بچنے کے لیے فرشتوں کے احکام کی تعمیل کرنی چاہیے جب کوئی شخص ایک انگریزی عورت اوس کی مظلوم بہن کے حرم میں بند ہونے کی افسوسناک کیفیت سنے تو اسے یہ یاد رکھنا چاہیے جو خالی از دلچسپی نہیں ہو کہ انگلستان کے قوانین ملکیت ازواج کے پاس ہونے سے صدیوں پیشتر سے یہ سروری حق جس کی رو سے عورتیں اپنی جائداد اور مال پر قابض ہو سکتی ہیں ترک زمین موجود ہے درخت اور اس کے پہل کی تمثیل پیش کر کے بحث کرنے سے باسانی یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ ان پاکیزہ و سنجیدہ مہربان اور بہادر عثمانیوں کی مائیں امراء کی جہجوری اور بے وقوف داشتہ عورتیں یا غریبوں کی مظلوم اور فراموش شدہ بیبیان نہیں ہو سکتیں ہیں جیسی کہ مغربی رسالوں اور ناولوں میں عام طور پر حرم کی زندگی کی تصویر کشی کی جاتی ہے۔

کچھ دیر تک وپو کے بعد کھانے سے ہم فارغ ہوئے ہی تھے کہ پانچ افسر بغرض ملاقات وارد ہوئے جن میں سے ایک ارخان بے نامی نے تھوڑی سی انگریزی بول کر جی کو بہت خوش کیا۔ ان افسروں میں ایک جوان ڈاکٹر بھی شامل تھا جو حال ہی میں پیرس سے خاص

طور پر امراض چشم کی تعلیم حاصل کر کے طرابلس پہنچا تھا۔ کمانڈنٹس و بارہ  
ہم سے ملنے آیا اور ہماری ضروریات اور آسائش کے متعلق دریافت کر لی  
کرتے کے بعد واپس ہو کر بی کے لیے دو کبل بھیج دیئے واضح ہے کہ  
اس عرب افسر کا ہمارے ساتھ عمدہ برتاؤ اوس کی خلقی سہیل آسمان  
کا اختلاف رکھتا تھا جو ہمیں غریلات میں ایک دوسرے عرب افسر  
علی فہمی بے کے یا ہفتون نصیب ہوئی تھی اور جس کا ذکر کسی دوسرے  
باب میں کیا جائیگا۔

بی کے بعض دلی جذبات اور مناسب وقت اظہار خیالات کے بعد  
کہ اس وقت بڑے دن کی خوشی میں انگلستان میں لوگ کیا کیا کام کر رہے  
ہوں گے ہم سو گئے۔ دوسرے دن صبح ہی عالم خواب سے بیدار ہونے  
کے بعد اُن مختلف دلچسپیوں میں گھومنے لگے جو غاریان کی مخصوص  
عجائبات کھلائی جاسکتی ہیں۔ ایک کشادہ صحن میں پیسیوں رو در رخ  
اونٹ اور اُن کے قریب مختلف قسم کے سامان کے جسے عزیز یہ پہنچانا  
مقصود تھا انبار لگے دیکھے اس اسباب میں پچاس بڑے بڑے بوئے  
پینے آئے سے بہرے ہوئے اور منوں کی مقدار میں گولہ باروت دیکھے  
یہ سب سیر می خواہش اور ضرورت سے باہر تھا کہ اس پہاڑی قلعہ پر  
کار توں کہاں سے اور کس طرح دستیاب ہوئے تھے؟ فی الحقیقت عثمان  
فوج کے لیے موجودہ مستحق داد و ستائش مدافعت میں بمقابلے اپنے قزاق  
دشمن کے کس قدر تفاوت قطع نظر دیگر حالات صرف ایک رسد رسانی  
کے مسئلہ میں پایا جاتا ہے۔ توپوں اور رائفلوں کے ہر تشکیک سامان حرب  
اطالوی فوج کسلی سے صرف چوبیس گھنٹے میں حاصل کر سکتی ہے

برخلاف اس کے عثمانی فوج باربرداری و رسد رسانی کے لیے مجبوراً صرف  
 اور کون پر اتکا کرتی ہے جن کی سست رفتاری صرف ایک چوکی سے  
 دوسری چوکی تک بڑی تکلیف دہ اور پریشان کن ثابت ہوتی ہو چہ جائیکہ  
 طولانی سفروں کی قطع منازل ترکوں کی خوش قسمتی جیسا کہ میں پہلے بیان  
 کر چکا ہوں صرف اسی بات پر منحصر تھی کہ گو حقی پاشا نے حماقت کو کام  
 میں لاکر طرابلس سے ۵۰ فیصدی فوج باہر روانہ کر دی تھی تاہم گولی باروت  
 کی معقول تعداد کو دامن اور طرابلس کے قلعوں میں موجود تھی جو خاطر خواہ  
 کام میں لائی گئی۔ لیکن ایک ذلیل اعلان جنگ کی شرائط اور خلوعے  
 شہر کی جلدی نے ترکوں کو سولے چند میدانی توپوں اور نسبتاً قلیل تعداد  
 گولوں سے کچھ زیادہ سامان جنگ اپنے ساتھ بچانے کی اجازت نہیں  
 دی گیونکہ بیابان میں میدانی توپوں کے کھینچنے کے لیے کم از کم اونیس  
 گھوڑے درکار ہوتے ہیں علاوہ ازیں اگر ترک یہ توپیں اپنے ساتھ لجاتے  
 تو انہیں تو بچانے کا ساز و سامان بڑی مقدار میں اپنے ساتھ رکھنے کیلئے  
 سیکڑوں ٹچر درکار ہوتے جن کی فراہمی جلدی کی وجہ سے ناممکن تھی  
 چنانچہ شہر طرابلس میں اطالویوں نے ترک کی میدانی اتواب پر فاختانہ  
 قابض ہونے کی جو قضاویر شایع کی ہیں وہ دراصل انہیں ترک توپوں  
 سے تعلق رکھتی ہوں جنہیں ترک کر دینا ترکوں نے ضروری خیال کیا  
 تھا موجودہ شاندار حملہ آوری کے ساتھ ساتھ اطالوی نامہ نگاروں نے  
 ابتداء ہی سے کارنامہ تلوار کی عدم موجودگی میں شیخی اور تنگ ظرفی  
 سے مذکورہ بالا سستی فتوحات کو خوب شاندار بنا کر ظاہر کیا ہے  
 غاریان میں بڑے دن کی صبح کو سو بج کی تیزی اور ہوا کی گرمی

سے مامون رہنے کے لیے ایک چھوٹی سی عمارت کے سایہ میں وہ  
 پانچ ترانوین نمبر کی رجمیٹ کے اطالوی قیدی بیٹھے پائے گئے جنگ  
 میدان جنگ کا تجربہ مختصر اور تلخ تھا یہ اطالین سپاہی بظاہر اُس  
 کمک کا ایک حصہ تھے جو اکتوبر کی ہزیمتوں کے بعد طرابلس بھی گئی  
 تھی اور جس نے اپنے دو سو اطالین سپاہی طرابلس کے مشرق میں  
 خشکی پر اتارنے کی غلطی کا بُری طرح نتیجہ دیا تھا کیونکہ عربوں کی ایک جماعت  
 نے اپنے اُن فوارد مہمانوں کا اس قدر سختی سے شاندار استقبال کیا  
 کہ بجز اُن معدودے چند نفوس کے جو بمشکل اپنی کشتیوں تک پہنچ  
 سکے یا ان پانچ قیدیوں کے سب کے سب ملک الموت کی مہمانی کے  
 اسباب میں شمار ہو گئے ان پانچ اطالین قیدیوں کے جان بخشی کے  
 اسباب کے نہ خود قیدی باخبر تھے اور نہ اُن کے عرب قید کر نیوالے  
 ایسی حالت میں کہ قتل عام نخلستان کی وجہ سے عربوں کو غصہ نے مجنون  
 کر دیا تھا اور عرب اپنے کسی ایک دشمن کا زندہ چھوڑنا بھی گوارا نہیں کرتے  
 تھے ان قیدیوں کے زندہ باقی رہنے کی بابت بجز اسکے کیا کہا جائے  
 کہ موت کا وقت مقررہ خود محافظ زندگی ہے قیاس چاہتا ہے کہ کسی  
 نذر کی افسر یا سپاہی نے ان پانچوں کی شفاعت کی ہو جیسا کہ ہوتا رہتا  
 ہے یا بد بخت اطالین سپاہیوں نے عربوں کے تند حملوں سے مرعوب  
 ہو کر چلانا اور کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِكُ لَهُ اَللَّهُ يَرْبُّهُنَا شروع کر دیا  
 ہو کہ ہم بھی مسلمان اور قابل رعایت ہیں اور سادہ لوح عربوں کے با سلفی  
 اس دھوکے آجائے سے ان جلد باز نو مسلموں کی جان بخشی عمل میں  
 آئی ہو اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ نذر کی افسروں نے

حتیٰ الوسع عربوں کو اپنے قیدیوں کے قتل کرنے سے باز رکھا ہے حتیٰ کہ  
نشاط بے نے ایک معقول رقم فی اطالوی ہر ایک زندہ گرفتار کر لانے  
والے کے لیے بطور انعام مقرر کر رکھی ہے اسے زیادہ عربوں کے لیے  
ترغیب بخیریں کا اور کونسا طریقہ موثر ثابت ہو سکتا تھا جو شریف ترکوں  
نے اپنے دشمنوں کی خاطر مرغی رکھا ہے۔ اور جو اپنی آپ ہی نظیر ہے۔  
موجودہ حالت پر نظر کر کے ان پانچ قیدیوں کو بتبدیل لباس طریقہ پوش  
وغیرہ پہنا کر ساتھ ترکی باقاعدہ جوانوں کی حفاظت اور مشابہت میں  
غاریاں بھیج دیا گیا تھا۔ اور اسی طرح تنوں سے زیادہ اطالوی اسیران جنگ  
بمحفاظت تمام فیزان بھیجے جا چکے تھے اس سے صرف یہ ہی غرض نہیں  
تھی کہ اندرون ملک کے طولانی راستہ پر زندہ ثبوت کے ساتھ  
اطالیوں کے حسب منشا کام کرنے کی ناقابلیت کی تشہیر کی جائے  
بلکہ بڑی وجہ یہ تھی کہ فیزان کے محنتی ہوشیار اور مہذب باشندوں میں ان  
قیدیوں کی حفاظت قابل اعتبار ثابت ہوگی۔ پانچ اطالین سیولینو کی  
ایک پارٹی جو قبل اعلان جنگ بغرض تحقیقات بعض امور تجاری  
فیزان گئی تھی وہیں روک لی گئی کیونکہ ساحل سمندر یاد و دراز واقع شدہ  
دونوں سرحدوں پر بھیجنا ان کی حفاظت کے خلاف تھا۔

ان پانچ اسیران جنگ میں فرقہ اشتراکیہ کا جو شیلیامبر اور جنگ کی  
عام پالیسی کا مخالفت ایک نئی کیشنڈ افیسر بھی تھا جس کا بیان تھا کہ موقعہ  
پرست یا اس کے ملکی سا ہو کار اس خلاف انسانیت جنگ کا باعث ہیں  
وہ اور اُس کے ہم نشین دوست یکساں زندگی سے گہم ہوتے ہوئے معلوم ہوتے  
تھے مگر متفقہ طور پر بیان کرتے تھے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ ہوتا ہے

اور انھیں ایسا ہی اچھا کھانا ملتا ہے جیسا کہ ترکی باقاعدہ فوج کو اس جگہ یہ کہنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ غذا کی تعریف معمولی نہیں ہے کیونکہ ترکی باقاعدہ افواج کو کھانا نفیس و لذیذ قسم کا ملتا ہے۔ جب میں نے اُن سے دریافت کیا کہ میں بعد حصول اجازت کمانڈنٹ اُن کے دوستوں کو اونکی خیر و عافیت سے مطلع کروں تو انھوں نے بیان کیا کہ یہ امر پہلے ہی طے ہو گیا ہے اور نہ کون نے اُن کے دوستوں کے نام بھیجے ہوئے تاروں کے تاروں کے اخراجات اپنی جیب سے ادا کیے ہیں۔ و نیز وعد کیا ہے کہ سرحد ٹیونس کی جانب سے بڑے دن کے جو مخالف اُن کے نام موصول ہوں گے وہ اُن کے پاس پہنچائے جائیں گے بعد ششاپٹے نے قیدیوں کو اجازت دیدی تھی کہ وہ اپنے دوستوں سے خط و کتابت جاری رکھنے کے مجاز ہیں چونکہ اندرون ملک کا انتظام ابھی تک سیول گورنمنٹ کے سپرد تھا اسلئے یہ ضرور تھا کہ بیرون طرابلس بھیجے جانے والے خطوط پر طرابلسی ٹکٹ چسپان کیے جائیں فی الحال تمام خط و کتابت براہ دیہات باقاعدہ طور پر غیر ولایتوں سے جاری ہے۔

بڑے بڑے غاروں کی موجودگی جن کو میں نے اپنی آمد کے موقع پر سر بنہ نگاہ سرسری دیکھا تھا سو بچ کی روشنی میں پوری طرح ظاہر ہوئے اور میں آخر کار ایک ایسی زمین پر پہنچ گیا جو غاروں سے بھری ہوئی تھی اور انھیں غاروں کی جو ہر طرف دکھائی دیتے تھے مناسبت سے غاریاں نام رکھا گیا ہے اُن میں سے بعض غار چالیس فٹ تک عمیق تھے اور اس قدر طویل جن کی چٹانیں بہت ڈھالو ہوتی ہیں۔ اور جن کے اندر اس غلیظ اور سبز رنگ کے پانی سے بہرے ہوئے حوض بہت ہوئے ہیں جو غالباً



اُن غاروں کے عجیب ساکنوں کے کپڑے دھونے اور پینے کے کام میں آتا ہوگا جن کے متعلق بعض غاروں میں کوئی ایسا ظاہر ذریعہ نظر نہیں آتا کہ اُن کے ساکن جس کی موجودگی سے فائدہ اٹھا کر بیرونی دنیا سے تعلق معاشرتی سہولیت پیدا کرنے پر قادر ہوں اور چونکہ یہ بھی ناممکن ہے کہ کندہ یا اور کوئی چیز لگا کر بوجہ کناروں کی زمین کے کمزور ہونے کے باہر جاسکے اس لیے قیاس چاہتا ہے کہ کم و بیش بعض آمد و رفت حقیقت راستے ان غاروں میں ضرور ہوں گے غاریان میں ان غاروں کے ساکنین برابر تاؤ کرنے اور کندہ ناتراش ہونے میں خاص طور پر زیادہ بدنام ہیں۔ ان سے خواہ کیسی ہی نیک نیتی کے ساتھ بے تکلفی ظاہر کیجائے مگر یہ اُسے بُری نظر سے دیکھتے ہیں بعض اوقات ترکہ سپاہی ان وحشیوں سے مذاقا کہتے تھے کہ تم اپنی بد شکل عورتوں کو زیر زمین براہ رشک قید رکھتے ہو جس کی صحت کا مجھے کیتھراس طرح بختر ہو کہ اتفاقاً ایک غار کے کنارہ پر کپڑے ہو کر جو ان ہی میں نے نیچے کو نظر ڈالی کہ ایک بد شکل جوان عورت نے جو بالکل مردانہ وضع میں تھی مجھ سے گالیان سناتے ہوئے بھاگ جائے کو کہا لیکن قبل اسکے کہ میں اسکے حکم کی تعمیل کرتا اسی اثنائ میں مردانہ وضع کی پہلی سے زیادہ دیکھنے لگا۔ عورتوں کو بلا لیا گیا اور وہ بھی چلائے ہوئے میری طرف عجیب وضع سے دیکھنے اور منہ بنانے لگیں اور ان کی بلند آواز نے مجھے یاد دلادیا کہ آج سے قبل زہرا سال کس طرح ”تیلخ کے باپ نے“ غار نشینوں کی کیفیت ان الفاظ میں بیان کی ہے کہ ”یہ لوگ چہا پکلی اور سانپ کھاتے ہیں اور عام انسانوں کی مانند بات چیت نہیں کرتے بلکہ چمکا دہروں کی طرح چلاتے ہیں“ الغرض ان عجیب المخلوقات وحشیوں کی نظر بہ سے بچکر میں ایک رومیوں کے

زمانہ کے بنائے ہوئے ستون کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنے اُس زمانہ کا خیال کرتے لگا۔ جب ہیروڈوٹس کی کتاب پڑھا کرتا تھا اور اُس کے تمام دلچسپ منقعات کو حفظ کیا کرتا تھا مجھے یہ بھی خیال آیا کہ مقابلہ موازنہ کرنے پر حضرت عیسیٰ سے چار سو سال پیشتر حصص اندرون ملک افریقہ کے متعلق معلومات ہم پر پونجا نا سہل الحصول تھا بہ نسبت آج بیسویں صدی کے

کس قدر طول طویل زمانہ گزرا کہ ہیروڈوٹس کو اُن زمین پر گھسیٹنے والے دھوکے بکرون کا حال معلوم تھا جن کی دہن اس قدر بڑی ہوتی تھیں کہ گٹر و لنون میں رکھ کر چلایا جاتا تھا۔ اور اُس نے اُن آدمیوں کا ذکر بھی سنا تھا جن کے جسم پر بال ہوتے تھیں۔ نیز افریقہ کے اُن بڑے بندرون سے واقف تھا جن کی قوت اور خونخواری خاص طور پر مشہور ہے اور جن کو دوبارہ ڈیوچلیو نے اُس کے ایک عرصہ بعد دریافت کیا ہے۔ اور کیسی کیسی عجیب و غریب حکایتیں طرابلس کے ان ہی حصوں کے متعلق اُسے معلوم تھیں جن میں سے ایک اُن پانچ جوان آدمیوں کی ہے جو بنی غازی یا اُس کے قرب و جوانب کے باشندے تھے اور نئی معلومات حاصل کرنے کے شوق سے بہرے ہوئے یہ دیکھنے کی غرض سے کہ آیا وہ اُس مسافر سے جو ان اجنبی حصوں میں زیادہ سے زیادہ اب تک دور کیا ہو اور آگے کہاں تک جا سکتے ہیں شمالی افریقہ کے ان اندرونی حصوں میں سے ہو کر گزر رہے تھے۔ جہاں دزدون کی بڑی کثرت تھی ان جو انون کا انتخاب بوجہ کثرت اُمید واران بذریعہ قرعہ اندازی عمل میں آیا تھا اور قبل روانگی ان جو انون نے ازراہ پیش بند ی پانی کا ایک ذخیرہ ہمراہ لے لیا تھا۔ اور بر بنا حصو میست ممتاز ایک طویل سفر کی مغرب کی طرف سے ابتدا کی گئی۔ یہ بیچاے دوران سفر میں چند دھتھون

کے قریب پہونچے اور ان کے پھل جمع کرنا چاہتے کہ بہت سے بہتہ قامت آدمیوں نے انھیں مثل قیدیوں کے گرفتار کر کے دلدل پر سے گذر ایک ایسے شہر میں لے گئے جہاں کے تمام باشندے سیہ قام اور بہتہ قامت تھے۔ ان قیدیوں کے ساتھ بظاہر یونون کی طرف سے عمدہ برتاؤ کیا اور آخر کار بحفاظت بنی غازی کے راستہ پر پہونچا دیا گیا جنہوں نے بنی غازی پہونچکر علاوہ اور باتوں کے یہ بیان کیا کہ اون کے پوتے میزبان سب کے سب جادوگر تھے۔ میرا خیال ہے کہ اس قصہ کی سرزمین غازیان سے مراد فی تعلق رکھتی ہے۔ کیونکہ یہاں دلدل کے باشندے اور وہ جنگل موجود ہے جسکا دریاے کانگو کھڑیا لون سے معمور رہتا ہے اور جو سائیرینیوں کے دریافت کرنے بعد یورپ کی نظروں سے اوسوقت تک پوشیدہ رہا جب تک اسٹینلی کو کینڈنوز جنگلیوں کے زہر آلود تیروں کا مقابلہ نہ کرنا پڑا جس جگہ میں بیٹھا ہوا تھا اُس کے داہنی جانب ایک سوراخ کے مندر پر اسکی نکلی ہوئی مٹی کا ایک ٹہیر لگا ہوا تھا عندالافتسار ایک ترک سپاہی نے کیا کہ یہ کارروائی ایک چھوٹی کی ہے جسپر بلحاظ مٹی کے بڑے ڈھیر اور چھوٹی کی نئی سی بساط کے فی الحقیقت اعتبار کرنا ناممکن تھا۔ اس موقع پر ایک دفعہ اور خیالات نے ہیر وڈوٹس کی دلچسپ کہانیوں کی طرف توجہ کی ازاں بعد ایک کہانی میں وہ بیان کرتا ہے کہ چینی کس طرح زمین کہو در سنہری مٹی کے ڈھیر لگا دیتی ہے اور جو شخص روپیہ کی خاطر خطرہ میں پڑنے کے لیے تیار ہو جاتا ہو تبیں ایسے اونٹ جس میں ایک بچے والی اونٹنی بھی شامل ہوتی ہے اور جسکا بچہ مان کے جلد واپس ہونے میں کوشش کرنے کی غرض سے مکان پر چھوڑ دیا جاتا ہے ہمراہ لیکر سنہری مٹی کی تلاش میں جاتا ہے۔

اور کامیابی کی صورت میں سنہری مٹی کو جلد جلد جمع کر کے اونٹوں پر بار کر دینی  
اس وقت تک کوشش کرتا ہے جب تک کہ چینیوٹیاں سوراخ سے نکلنے شروع  
نہو جاوین ورنہ فوراً ہی بچہ والی سائڈ پیپر سوار ہو کر اسے گہر کی جانب دوڑاتا  
شروع کرتا ہے اور جب کبھی ان تیز رفتار چینیوں نے طلا آمیز مٹی کے کسی  
حصے کو پکڑ لیا ہے تو اس کی ہمتی کا کچھ ٹھکانا نہیں رہا ہے اس موقع پر یہ  
ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ ہیر وڈوش کا مطلب درحقیقت اس چینیوٹی  
سے نہیں ہے جس کا مٹی کا ڈھیر لگایا ہوا ہیں نے دیکھا تھا اس کا مطلب  
اُن جانوروں سے جو رات کے وقت شکار تلاش میں پھر اُرتے ہیں۔ اور  
جن کا نام اینٹ بیہ یعنی چینیوٹی کا بچہ اور قد چھوٹے سور کے برابر ہوتا  
ہے یہ جانور بہت کم دکھائی دیتا اور گہر جاسنے پر بڑی بہادری ظاہر کرتا  
ہے جو صاحب جنوبی افریقہ میں بسلسلہ ملازمت رہ چکے ہیں وہ بخوبی جانتے  
ہیں کہ اون کے گھوڑے اور وہ خود ان جانوروں کے سوراخوں کی وجہ سے  
بڑے خطرہ میں رہا کرتے تھے

بازار سے مختلف چیزیں خریدنے کے بعد ایسی چیل قلم کے طور پر جو انگلستان  
کی روانگی کے بعد پہلی ہی مرتبہ طرابلس میں کی گئی تھی زیتون کے تختوں میں  
گئے اور جہاں قیام کی واپسی ہمیں معلوم ہوا کہ ہماری اس کوہستانی جنت میں  
ہمیں نہ ہوا رہو گیا ہے جس پر بلحاظ آب و ہوا کی عمدگی کے یقین آنا مشکل تھا  
لیکن ہمیں یہ کہیں ہمارے سامنے موجود تھے ایک روز پیشتر عزیزہ کے  
طبی اسٹاف نے باوجود واقفیت کام ازراہ نادانی ایک ایسے بڑے  
ہسپتال میں جو ہمیں سے پاک تھا چار ہیفے کے مریضوں کو بھیجا تھا  
جن میں سے ایک مرجحاً تھا۔ طرابلس میں باوجود ہر قسم کی نگرانی کے

و بارہیضہ کے پھیلنے کی روک تھام ناممکن ہے کیونکہ عرب ہر وقت حتیٰ کہ علامات مرض کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی مصروف نقل و حرکت کرتے ہیں۔ یہ امر یقینی ہے کہ شہر طرابلس سے وارد ہونے والے شتر بانوں اور آوارہ گرد عربوں کے ذریعہ سے زریس اور غبیض میں ہیضہ کی ابتدا ہوئی شتر بانوں کا عام قاعدہ ہو کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد ایسی حالت میں بھی کہ موت کا ہاتھ انہر صاف دکھائی دیتا ہو قصبات یا مواضعات کے غلیظ صحنوں یا کھلی ہوئی زمین اپنے رنقا کے شریک حال ہو جائیں اس وجہ سے بھی معمولی حالت میں و بارہیضہ کو پھیلنے کے لیے میدان صاف ملتا ہے تاہم عزیز یہ کے طبی اسٹاف کا یہ فعل کہ اُسے ایسے چار آدمیوں کو جن کے متعلق ہیضہ میں مبتلا ہونیکے بارہ میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جاسکتا تھا ایسے راستہ پر سفر کرنے کے لیے بھیج دینا جو دشوار گزار اور طویل تھا اور جس کا منتہی ایک ایسی جگہ تھی جو اب تک اس مرض سے بالکل پاک تھی تقریباً ناقابلِ علاج ہے اور جو ہیضہ کے یکا یک ایک اچھی صحت گاہ میں نمودار ہو جائیکے باعث طبی اسٹاف غاریان کی بڑی پریشانی کا باعث ہوا۔ علاوہ اور آدمیوں کے ارخان کیلئے بھی سیرے پاس آئے اور غاریان کو چھوڑ دینے کا پر زور الفاظ میں مجھے مشورہ دیا لیکن میں نے اُسے کہا کہ میں جوش کیا ہوا پانی پیتا ہوں اور کھجوریں یا ایسی خوراک نہیں کھاتا جو کھلی ہوئی رہتی ہو اس صوکت میں اپنی ذات کے متعلق مجھے و بارہیضہ سے کچھ خوف نہیں ہے تاہم چند اور بھی وجوہات تھیں جن کی وجہ سے جلد روانہ ہونا ضروری تھا ابتداً میرا خیال غاریان سے سیرھا زاویہ جانے کا تھا اس صوکت میں مثلث کے ایک ضلع کے دو ٹکڑے کرنے کے بجائے ایک پر سفر کرنا ہوتا اور ایک اس نئی سرزمین سے بھی واقفیت حاصل ہو جاتی جس میں غاریان سے دو منزل

پر وہ خالص لحسب مقام بھی واقع تھا جس کا نام نن یا سہی اور جو غالباً گول یا کسی اور قسم  
 پتھر سے بنایا گیا ہے لیکن چند در چند قباحتوں کی وجہ ارادہ ابندی عمل میں نہ آ سکا  
 کیونکہ اول تو تمام اونٹ سرکاری خدمات کیلئے کرایہ پر حاصل کر لیے گئے تھے اور ذاتی استعمال  
 کیلئے اونٹ کا ملنا ناممکن تھا دوم گھوڑے اور خچر بھی کرایہ پر نہیں مل سکتے تھے کیونکہ کمزور اور بیمار  
 جانوروں کا علاج کر کے میدان جنگ میں جانیکے قابل بنانے کے کوشاں مویشی کے  
 ڈاکٹروں کا ہیڈ کوارٹرس کوہستانی گاون میں تھا اور انکی نگرانی میں تقریباً تمام اور گھوڑے  
 موجود تھے علاوہ اسکے مجھے اگر کوئی گھوڑا مل بھی جاتا تو ساری آبادی میں ایک نین بھی موجود  
 نہیں تھا اور اگر صرف اسباب کے لیے کوئی اونٹ ملتا اور بین پیدل سفر کرنا بھی گوارا  
 کر لیتا تو عام راستوں سے ہڈا گاندہ راستہ پر جسکی حفاظت نہایت خطرہ میں تھی سفر کرتا ہوتا  
 اور سپاہی بدرقہ کے طور پر بھی ملنے ناممکن تھے چنانچہ ان وقتوں کو محسوس کر کے میں نے  
 ظاہر بے کو اطلاع دی کہ میں اسکی نصیحت کی مطابق عام راستہ سے غریبہ ہوتا ہوا اسی طرح ونگا  
 میری یہ اطلاع وہی شریف کمانڈنٹ کیلئے خوشی کا باعث ہوئی کیونکہ ظاہر بے معاش  
 میرے نے راستہ پر سفر کرنا ہی خواہش سے متردد نظر آ رہے تھے اور میرا سفر کی بیان کردہ وقتوں  
 کی عدم موجودگی کیصوت میں بھی انکے تردد کا باعث ہوتا ایک بڑی ہوتا : کیونکہ یہ لوگ  
 ازراہ شرافت و مہار یوں اور امتحان کی نازک حالت میں بھی میری ذاتی خوشی اور آرام کا  
 خیال رکھتے تھے کہیں طرح ممکن نہ تھا کہ میں کوئی ایسا کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا جو میرے مہل  
 میں زبانون کی پریشانی اور تکلیف کا باعث ہوتا میں نے شروع ہی سے یہ اصول مقرر کر رکھا  
 تھا کہ حتی الوسع اس جنگ میں ترکی اسٹاف کو کوئی تکلیف نہ دوں جب کوئی شخص ان بہادر  
 سپاہیوں کی سخت وقتوں کو دیکھے اور ان کی ہر قسم کی مہربانی اور مہمان نوازی کا بحر بہ  
 حاصل کرے تو اسے فی الحقیقت محسوس ہوگا کہ اسنے واجب ضروریات کا بھی اظہار کرنا  
 نظم ہے مجھ سے ایک ہفتہ پیشتر ایک نامہ نگار کو سواری کے لیے گھوڑا دیا گیا تھا اور وہ سہ

نامہ نگار کو ایک گول ڈیرہ میں اُن نامہ نگاروں پر ان خبروں کے متعلق اعتراض  
 نہیں کرونگا کیونکہ وہ جس طرح میرے ہی خواہ ہیں اسی طرح ترکی کے گم بہ ضرور کہہ نگار کہ ہم  
 لوگوں کو اپنی خوش قسمتی سے ایسے شریفانہ سٹاف سے واسطہ پڑا ہے جنہوں نے سنجیدہ پیشانی  
 سے یہ خبریں نذر کیں ورنہ دنیا میں کوئی دوسری فوج نامہ نگاروں کو ان خبروں کے  
 مفت میںے کا خواب میں بھی خیال نہ کرے گی نامہ نگار واجبی طور پر فوج سے جو طلب کر سکتے  
 ہیں وہ خوراک ہی بشرطیکہ وہ باضابطہ مقرر کیے گئے ہوں یہاں نامہ نگاران کو  
 حرکات و سکنات کی اس قدر آزادی حاصل تھی کہ وہ گویا خود مختار حکمران تھے مگر اس وجہ سے کہ  
 ترکی فوجوں کا تسلط ایک بہت بڑے اسد پر تھا اور ذرائع احوال اس قدر محدود اس لیے  
 نامہ نگاروں کو خاطر خواہ جنگ کی حالت دیکھنے میں کامیابی نہیں ہوئی ورنہ ترکوں کی  
 فیاضی اور کشادہ دلی تو اس سے ظاہر ہو کر ٹش رعایا کا ایک ایسا شریف آدمی بھی تھا  
 جو مشرق مغرب کا پیدا ہوا تھا اور بلا ایسے کاغذات کے جسے اخبار کا نامہ نگار ہونا ثابت  
 کیا جاسکے وہ اپنے آنے کی وجہ کتاب کی تصنیف کی نسبت ظاہر کرتا تھا یہ شخص قابلیت  
 اور وسیع معلومات کہنے کے علاوہ مشرق مغرب ہندوستان کا بھی سفر کر چکا تھا مگر جنگ  
 کے متعلق کوئی تجربہ نہیں رکھتا تھا حتیٰ کہ فوجی معاملات کی معمولی باتوں سے بھی واقفیت  
 نہیں تھی۔ باوجود اسکے کہ اُسکی نسبت معلوم ہو چکا تھا کہ اُسے اُس پارٹی کی پالیسی پر سخت  
 نکتہ چینی کی ہو جس کا فنی بے جان تیار حامی ہے اُسے ترکی اسٹاف کے امرا علی نے اعلیٰ  
 اور ہر قسم کا اخلاق برتنا۔ بلکہ اُسے ترکی مدافعانہ لائنوں کے دیکھنے کی اجازت بھی دی گئی۔ جنگی  
 نسبت میں پورے طور پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ انکو بری طرح استعمال نہیں کرے گا۔ سچ ہی  
 اس کے میں اُسے مبارکباد دیتا ہوں کہ اُسے اپنی خوش قسمتی سے غریبہ کے جیسے بامروت  
 اور مہربان افسر کو پایا ورنہ مہذب دنیا میں کسی جگہ بھی ایک معمولی نامہ نگار کو جو باضابطہ  
 وثائق کی بنا پر فوج میں تعینات ہو مرضی کے مطابق میدان جنگ میں گھومنے

اور آنے جانے کی ہرگز اجازت نہ دی جائے گی۔ میں اس ماتھے کا برسر کرنے پر مجبور ہوں کہ زمانہ حال کی جنگوں کا تجربہ کہنے والے شخصوں کی نظر میں اجنبیوں کی ترکی اسٹاف کا بامروت برتاؤ مناسب خلاق کی حد سے آگے بڑھ گیا تھا اور اسد جہ پر پہونچ گیا تھا یہودہ اور لغو خلق کہا جاسکے۔

میں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر ایک ونٹ کر بہر کر لیا اور ایک چھوٹا سا کارڈن شام کی وقت بسر کر دی ایک سیوزندہ دل سارجنٹ کے عزیز جانو الا تھا جو ایسا متین شخص تھا کہ نرکیشنڈ فرسٹ میں کم پایا جانیگا اور جسے افسر ورڈ اکثر افسدی کے نام سے مخاطب کرتے ہیں۔ شخص فرانسس کی ایک چند لفظ جانتا تھا اور جب کبھی مجھ سے ملتا حتیٰ کہ وہی رات کو بھی گڈ مارنگ کہتا۔ یہ سارجنٹ عربوں کے بحسن خلاق پیش آتا تھا اور عرب بھی بظاہر اسکا خیال کرتے تھے و نیز اس کے احکام کی جلد تعمیل مہوٹا ہرے کو اوداع بھی اور دوسرے دیون بھی نصرت ہوا۔ اٹالین فیڈیل سے بھی کچھ بات چیت کی اور پی نے چلتے وقت زیادہ تر ملازم جلد بردن مبارک اپنی زبان سے اوکبا ہم شمال کچا نمب نہ ہو گئے اور اٹالین سیرن جنگ ہمارے پیچھے ٹھیک نظر سے دیکھتے ہوئے کہے تھے ان بچاروں کو سال گذشتہ کے بڑے دن کو کتب خیال گذرا ہو گا کہ سال اندہ میں عید کا دن غاریان کے غار نشین لوگوں میں بحالت اسیری گزے گا۔

پھلوئی خوشبو سے لدی ہوئی ہوا آہستہ آہستہ چل رہی تھی اس مرتبہ ہمارا سفر اتار پڑتا تھا اور ایک مرقعہ بظاہر ختم ہونی والا صحرا اپنے نیچے پہلا ہوا دیکھا اور اس مرتبہ بھی توپ کی دھیمی گج سانی دی راستہ میں دو عرب عورتیں اور عورتوں سے ملاقات کرتی ہوئی دکھائی دیں ان عورتوں نے ایک دوسرے کو پرندوں جیسے پیا کیا قبل ازین ان کو تو نگا طریفہ اظہار محبت نہیں دیکھا تھا۔ ایسے میں خیال کیا کہ سب باہر گزشتہ وار ہو گئی کیونکہ عارف فاعلہ کی ملاقات ایک عورت دوسری کے پاس سے بدون سلام و دعا کے گذرتی دیکھی گئیں تھیں اور جب راستہ میں ہمارے قریب پہونچیں تب میں تو اپنے چہرے کو بخوبی تہیجہ کے لئے چھپا لیا کرتیں تھیں سورج غروب ہونے سے پیشتر ہم



خندق پہنچ گئے اور ہمیں دیکھ کر یاہوسی ہوئی کہ اُس خوبصورت حجرہ میں عرب خاندان جنکی مجموعی تعداد  
 معنہ بچوں کے دس آدمیوں کی تھی مقیم تھی اگر ہم انہیں وہاں سے نکال بھی دیتے تو ان کے قیام  
 کی نفرت لائیوالی نشانیاں پاتے ایسے ہمتے صبر اور بے دن کی نیک نیتی کے ساتھ خاموشی اختیار  
 کرتے ہوئے دوسرے مہینہ قیام کیا اور شریف سارجنٹ نے جو کچھ ممکن ہو سکا ہمارے لیے راحت کا  
 انتظام کیا ایک عرب کو نکالنے کے بعد جو کمرہ میں میری پائین بہن کرلیٹ گیا تھا میں نے سارجنٹ اور  
 اسکے اٹھ ساتھیوں میں سے چار پر زور دیا کہ وہ ہمارے ہی کمرہ میں سوئیں ہمارے کمرہ میں آگ جلانے کی وجہ  
 سے وہ وہاں اس قدر شہرت سے پھیل گیا کہ ہم اندھے ہوئے جاتے تھے کیونکہ وہاں نکلنے کی واسطے سوکے  
 دروازے کے اور کوئی راستہ نہیں تھا ہم سب نے نزدیک نزدیک ٹھیکر کھانا کھایا اور چار پی اور سوئے کیواسطے  
 ریشے کے ہمہ گیر ٹپے حملہ آور ہوا اور ہمارے تمام بستر وں اور کپڑوں کے ان پھیل گئے اور کاٹنا  
 شروع کیا اور سب لوگ کھانے لگے حتیٰ کہ بی بی بیچارے نے کرہنا شروع کیا میں نے اپنے بستر کی چادر  
 اُٹا کر اسے دی اسلئے کہ بڑے دن کی رات کا جب کبھی میں خیال کرتا ہوں تو میرے جسم میں  
 سوزش ہونے لگتی ہے ایک گھنٹہ اس تکلیف میں گزار کر بی اور سارجنٹ اپنے بستر وں اور ٹھکے  
 بیٹھے اور باہر آگ جلا کر طلوع آفتاب تک میں کھجاتے اور پیٹے ہے انکے قریب ہی ایک چھوٹی  
 سی دیوار کے نیچے ایک عرب خاندان اسلئے شب بٹس تھا کہ درمیان میں ماں باپ اور چاروں نظر  
 چھوٹے چھوٹے بچے اور ان کو بڑے بچے کا صوفے ہوئے بڑے بچے غریب بی جو موسم اور  
 وقت کے رواجی محسوسات کا نوکر ہے گھر پہنچنے کے لیے بچپن ہو رہا تھا اور گند نشہ رات کی  
 تکلیف فراموش نہیں کر سکتا تھا اور جیسا کہ اُس نے کہا وہ بڑے دن کی رات میں کہہ لطف نہیں  
 اٹھا سکا اور حقیقت میں یہ بہت بُرا ہوا کہ اسے ایک بڑے تہوار کی رات کو شبِ خوابی کے کمرہ سے  
 کیڑوں بچے عربی کے ساتھ لگا لیا میں نے اُس سے بیان کیا کہ قبول مارک ٹوین ایک ٹوٹل  
 کی ساری ہکیاں متھو کر چاہیں تو وہ مسافر کو بستر سے کھینچ کر نیچے کر سکتیں ہیں میں نے اُس کی  
 جسمانی اور ذہنی تکلیف کو کم کرنے کی خاطر کیڑے مکوڑوں کے لطیفہ بیان کیے اور سرفردا سن

کے اس فیاضانہ قول کو بھی نقل کیا کہ کہان اپنی ذات سے مکروہ نہیں مین بلکہ انکا طریقہ زندگی مکروہ ہو لیکن میری ہر ایک کوشش جو طرفت اور دل لگی میں بنی تھی بی کیلئے کارآمد ثابت نہیں ہوئی کیونکہ بڑے فن کے موقع پر کہان تو انگلستان کی چہل پہل غلبہ شپ جیتتی ہوئی شرفِ قسم قسم کے لذیذ کھانے صاف سُتھرے کپڑے اور نرم گرم بہتر وغیرہ وغیرہ اور کہان ہماری وہ ذلیل اور دردناک حالت ان دونوں کا باہمی اختلاف خود دردناک تھا بہر صورت جیسے گرم گرم فہو کا ایک ایک آبِ خورہ پیا اور کپیا شستہ کیا جسکی وجہ سے دلی اور مذاق کے مقابلہ میں زیادہ آرام ملا اور جب فرشتہ رحمت جیسا کام کر نیوالے فحشی بے کے بھیجے ہوئے گھوٹے مل گئے تو ہمارے حواس بجا ہو گئے غاریان کے مہربان افسر نے بغیر ہماری اطلاع کے ہیڈ کوارٹر کو نذر بعینہ ناراض اطلاع بھیج دی تھی کہ ہم پیدل روانہ ہو گئے ہیں اسکا نتیجہ تھا کہ راتوں رات ہمارے لئے دو گھوٹے بھیجے گئے صبح ہی سواری کے لیے تیار رہے تھکی بدولت ہم اپنے پہلے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے جہاں پہنچ کر ہمیں ہیضہ کے پہوٹ نکلنے کی خوفناک خبر ملی جسکی ابتداء ایک دن مشہور ہوئی تھی اور پچیس گھنٹہ میں چودہ آدمی مبتلا ہوئے تھے جس مکر میں ہم سوئے تھے اسکے باہر چار عشین ہیضہ کے مریضوں کی موجود تھیں تحقیقات سے ثابت ہوا کہ مریض عرب ایک انتہیل ایک جنوبی کانوں میں شب بٹا رہے تھے اور کسی مؤثر کنوین کا پانی سب نے پینا گو یہ تحقیق ہو گیا کہ یہ مرض غزیرہ کے پانی کی حرابی کی وجہ سے پیدا نہیں ہوا تھا تاہم اس مرض کا فوری اثر کمینچا سٹے خطرناک تھا ایسے فوراً ہلالِ احمد کے اکثروں نے بڑی مستعدی سے اپنا کام شروع کیا تمام بازار کی جگہ غلیظ اونٹوں اور تاجروں کے صاف کر کے از سر نو بازار کو فاضلہ پر قائم کیا گیا اور دونوں کنوین میں پرین کینٹ آف پٹاس لایا گیا اسپر بھی پانی جو شریکر یا غلٹر کر کے کام میں لایا جا لگا غلیظ اونٹوں اور شتر بانوں سے فوجی کمپ کے صحن کو بھی صاف کیا گیا تب کہیں جا کر فرشتہ اجل کا ہاتھ جلد ہی گر گیا اور میرے باقی ماندہ زمانہ قیام طرابلس میں غزیرہ یا غریان کے کہو کے اندر اور کوئی کیس ہیضہ کا نہیں ہوا یہ مرض جبکہ جلد شروع ہوا تھا اسقدر جلد ختم کر دیا

گیا اور ہمارے دوستوں ایک بہت بڑا اندیشہ لگ گیا جن لوگوں نے اس مرض کے مریضوں کو دیکھا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ مشرقی حالات میں یہ لفظ کیا معنی رکھتا ہے اور کس طرح استغفر اللہ اور بے انتہا درد ہوتا رہتا ہے ہونٹ نیلے ہو جاتے ہیں اور ہر موت سے قبل تکلیف کو کم کر نیوالی بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور سب زیادہ یہ کہ ان نعشوں کی تدفین میں حیوانوں جیسی بے پرواہی عمل میں آتی ہے۔

بڑے دن کے یام میں یہ ایک سراسن سنی خیز واقعہ پیش آیا کہ جب اطالیوں نے شہر طرابلس پر قبضہ کیا ہو سلطانی فوج کے ملازم عربوں کی ایک تعداد کو اپنا جانب دار بنا لیا ہے مجھے ہمیشہ سے اس نا لائق اور کمینہ پن کی حرکت سے نفرت رہی ہے کہ کوئی قوم دشمن کے دغا باز لوگوں کی جماعت کو اپنی اغراض کا آلہ بنائے مجھے خوب معلوم ہے کہ ہنرے بھی جنوبی افریقہ میں پانچ نسلنگ ن شہور عام قومی جاسوسوں کو دیکر اس نا لائق فعل سے پر تیر نہیں کیا تھا جنہوں نے ضرورت کی حالت میں اپنے ملک کو رہنا و ملک سے مخالفت اختیار کر لی تھی فی الحقیقت یہ شکل ہو کر ان جرائم اور ان کی زیر نظام لائی ہوئی فوج کی تیاری کی کوئی معقول وجہ بتانی جاسکے۔

تین اطالوی جاسوسوں کی ایک جماعت کو سین زارہ کے قریب ایک ترکی قہرل نے گرفتار کر لیا معلوم ہو چکا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے آپ کو حوالہ دینے کے مضابطہ میں لڑا ہے کیا آخر کار ایک اطالوی نسل جاسوس مارا گیا اور دوسرا جاسوس زندہ گرفتار کر کے عزیز یہ لائے گئے جنگی نسبت معلوم ہوا کہ اطالین فوج میں ملازم ہیں اور نا حال عثمانی خزانہ سے بھی تنخواہ پاتے ہیں۔ اور یہ جاسوس وقت گرفتاری اس خراسی تبدیلی کیساتھ ترکی فوجی وردی پہنے ہوئے تھے کہ بجائے ترکی نشانوں کے کالرون پر اطالوی نمبر لگائے ہوئے تھے۔ نشاط بے کے کمرہ میں کورٹ مارشل منعقد ہوا اور پیٹھ پر ہاتھ بندھے ہوئے دونوں ملزم پیش کئے گئے جرم کے متعلق کوئی شبہ بخانا نہ صفا فی لہذا باضابطہ

پھانسی کی سزا تجویز کی گئی اسناد تحقیقات میں کمانڈر انچیف کے بڑے ریافت کرنے پر کہ انھوں نے  
 سلطان اطاعت کے حلف کی کیونکہ خلافِ زری کی تھی ان دنوں میں سے زیادہ عمر کے شخص نے  
 کہا کہ بال بچوں کے فائدہ کی خاطر لیکن جیسا کہ ظاہر ہوا اس غدیر میں معقولیت نہیں تھی کیونکہ  
 اسے اطالوی خزانے سے جو نحوہ ملتی تھی وہ اس سے زیادہ نہیں تھی جو ترک کرتے ہے تھے دوسرے عمر  
 مجرم نے صرف یہی کہا کہ میں مجرم ہوں اور سیریس کوئی غدیر بھی نہیں ہو میں اپنے آپ کو کورٹ کے  
 رحم پر چھوڑتا ہوں اور باقی قیادت کیلئے خدا سے رحم کی درخواست کرتا ہوں دنوں مجرم تحقیقات کے وقت  
 ثابت قدم ہے اور اسے کسی قسم کی بغرض ظاہر نہیں ہوئی کم عمر آدمی نے اپنے لئے کارروائی میں  
 سگریٹ مانگا تھی کہ سرائے موت کے سرائے جانے کے بعد بھی باطنی سگریٹ پیتا رہا رات گزارنے  
 کیلئے دنوں مجرم ترکی لائسنس کو بھیج دئے اور دوسرے دن سائیکل صبح کے دنوں مجرم کو علیحدہ  
 علیحدہ بغرض نشہ پرست نبی آدم اور بنی عشرین کی جو کے درختوں سے لٹکا کر پھانسی دیدیا گیا تاکہ ان  
 تمام لوگوں کو جو موجودہ ضرورت اور خطرہ کی حالت میں اپنے مذہب سلطان اور ساتھیوں کو  
 دغا دینے کے لیے لالچ دیے جائیں عبرت حاصل کرنے میں مدد ملے۔

وہ سب بڑا دغا یا زجسوند یا شا جو نسلا ترک اور مذہبیا مسلمان معاشرہ ناگورمنٹ  
 عثمانیہ کا نکلوا رہا ہے ایسے بیٹے کو جو ترکی افسر تھا ملک حرام بنانے کی کوشش میں ناکام بیاب  
 رہا اسکا بیٹا باپ سے ناراض ہو کر جنگل کو نکل گیا۔ اوہ اپنے رفیقوں کے شریک حال ہو کر  
 شل سلطان کے ایک سچے سپاہی کے اس وقت تک دشمنوں سے لڑتا رہا جب تک  
 کہ اس نوجوان کی زندگی کو یہ وقت موت کے ہاتھ نے جو بخار کی وجہ سے دور دراز  
 پہاڑ میں واقع ہوئی تھی قطع نہیں کیا جسکا تمام سچے بہادروں اور ملکی جانثاروں  
 کو تا اب دافسوس رہیگا

تمام شد

# بکشم

## حسبر کو واپسی

غزیرہ پہونچنے پر پھمن معلوم ہوا کہ ٹیلیہم اور اوسلر فندق بنی غشیر چلے گئے تھے اور سپنگ رائٹ نے شدید پچش سے حال ہی میں افاقہ پانا شروع کیا تھا مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ملنسار اختیار نویس کے وفادار ملازم سلیم نے اپنے آقا کی تیمارداری میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا تھا موسیٰ بے نے سپنگ رائٹ کو عارضی قیام کے لیے ایک کشادہ اور آرام دہ خیمہ عنایت کیا تھا۔ جو مرض کھات بین خصوصیت سے آرام و آسائش کا باعث ثابت ہوا۔ گو مرض کو افاقہ ہونا شروع ہو گیا تھا تاہم میں نے زیادہ اصرار کیا کہ وہ دوسرے ہی دن میرے ساتھ غزیرہ سے روانہ ہو جائے۔ سپنگ رائٹ نے پہلے ہی سے روانگی ٹیونس کا ارادہ کر لیا تھا تاکہ وہاں پہونچکر پوری شفا حاصل کرنے کے بعد کپڑے و خوراک ہیا کر کے دوبارہ ترکی فوج سے آئے چنانچہ میرے مشورہ نے جلد روانہ ہو جانے پر اُسے بالکل ہی مستعد کر دیا میرے دوست نے پچش جیسے جلد صاحب فراش کر دینے والے مرض کو قابل تعریف مستقل مزاجی سے برداشت کیا تھا۔ لیکن بھیر بھی یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ جلد کیمپ کی جراثیم سے مؤثر شدہ سرزمین سے علحدہ

ہو کر بیابان کی صاف اور کھلی ہوئی ہوا میں زندگی بسر کرے۔ علاوہ ازیں اس کی صحت میرے بے لطف صحبت کو پرمسرت بنا دی تھی۔

شیخ بیرونی کی عنایت جو سپنگ رائٹ کا دوست تھا بدینہ وجہ قابل شکر گزاری ہے کہ اُس میں فرانک کی حقیر رقم پر ایک اونٹ ہمارے لیے کرایہ پر دلوادیا۔ حالانکہ آج کل اونٹوں کا کرایہ بہت گران ہو رہا ہے۔ ایک اور اونٹ سپنگ رائٹ کی سواری یا یون کہے کہ اُس کے بیٹے کے لیے کرایہ کیا گیا۔ دوسرے دن پریشان کن تاخیر ولایت و محل سے بکوشش چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد دو بجے کے قریب ہماری روانگی کا وقت آ گیا چنانچہ میں فتحی بے سے مختصر الوداع کہنے جس جدا ہونا خالی از افسوس نہ تھا کونک گیا۔ لیکن یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ یہ شاندار افسوس کی متعدد شاندار خدمات اپنے ملک کا واجبی شکر یہ حاصل کر رہی ہیں بخاریں مبتلا ہو کر صاحب فرارش ہو رہا تھا تاہم میں نے اپنے دل کو ہلال احمر کے تین ڈاکٹروں کی اس سہ سے تسکین دی کہ فی الحال بخاریں خطرہ کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی۔ اگرچہ سیکہ اطالوی اخبار نویسوں کی دروغ بیانیان متعدد و مرتبہ فتحی بے کو قتل کر چکی ہیں تاہم مجھے یقین ہے کہ میرا دوست جلد صحت یاب ہو جائیگا۔ مجھے شبہ ہے کہ فتحی بے کے بخاریں شدت کا باعث وہ غلہ سے لد ہا ہوا کاروان ہوا تھا جسے سرحد پر فرانسیسی افسرین نے متلون مزاجی سے روک دیا تھا۔ اس کاروان کو جو ولایت طرابلس کے لیے غلہ لارہا تھا دو ہفتہ سے زیادہ مدت تک سرحد پر ٹپرا رہنا پڑا اور جیسا کہ بعد میں ظاہر ہوا اپنے فتحی بے کو جو تسکین دلائی تھی وہ صحیح ثابت ہوئی یعنی کاروان کو طرابلس میں داخل ہو جانے کے چند ہی دن بعد اجازت مل گئی فتحی بے نے اپنی مسلسل جان کا بیون اور متواتر جسمانی تکالیف کی موجودگی

میں بھی ہمارے آرام کا خیال رکھا تھا علاوہ اسکے کہ میرے لیے بلا میری درخواست  
 زوارہ تک سواری کے لیے گھوڑا دیا تھا اُس نے یہ حکم بھی دیا کہ طاہر بے کے  
 ذریعہ سے ہمارا عارف مانشیہر گاڑ ٹوٹ سے کرایا جائے جو ہمارے کاروان میں  
 بین شریک ہو نہ والا تھا۔ اس اجنبی ہمسفر کی صحبت میرے لیے سفر کی ابتداء  
 سے انتہا تک سچی خوشی کا باعث ثابت ہوئی مانشیہر تھا ڈی گاڑ ٹوٹ پولینڈ  
 کا ایک ممتاز ادیب ہے جو اسلام کے متعلق اپنی ایک تصنیف کے لیے مشہور  
 ہے۔ کتنے کم اشخاص اس امر سے واقف ہیں کہ ولنا اور پولینڈ کے دوسرے  
 قصبوں اور گائون میں ایک لاکھ مسلمان آباد ہیں؟ یہ بیان خالی از حسی  
 نہوگا کہ مانشیہر گاڑ ٹوٹ کا اسلامی نام سیف الدین ہے۔ یہ صاحب یورپ  
 میں اسلام کی اس مغربی چوکی کی عجیب آبادی کے بڑی گرجوشی سے مداح  
 و معاون تھے ولنا اور اسکے ملحقات میں اشاعت اسلام کی دلچسپ مختصر  
 تاریخ یہ ہے کہ مسلمان عین اسلام کے ابتدائی رہنما کریمیا سے پولینڈ میں  
 پہونچے۔ ان کے بعد اور مسلمان تارک الوطون نے قرب و جوار کے سزارو  
 سے مدت تک تیغ زنی کر کے کریمیا ہی سے مغرب کی جانب پیش قدمی کی۔  
 قوم پول نے ان نوواردوں کا خوشی سے استقبال کیا جنہوں نے اس حسن  
 سلوک کے عوض اپنے اس نئے ملک میں فوجی ملازمت خوشی سے منظور  
 کر لی۔ فریقین میں کسی ایک کو بھی اس سوئے میں کوئی شکایت پیدا نہیں  
 ہوئی مسلمانوں نے عمدہ شہریوں کی طرح سکونت اختیار کر کے اس نئے  
 وطن کی خدمت و فاداری سے انجام دی۔ قوم پول نے مسلمانوں کے سر پر  
 خاندانوں کو اپنے ملک کے موروثی امرا کی فہرست میں شامل کیا اور ان کے  
 قیام کو زیادہ مستقل بنانے کی خاطر مزدور اور ملکہ دیگر ساجد تعمیر کرادین۔

جن میں سے پچاس مسیحیوں نے قدیم پولیسٹڈ کے مختلف حصوں میں ابھی تک موجود ہیں۔ عیسائیوں نے بھی مسلمانوں کی فوجی ملازمت اختیار کی چنانچہ بہت سے پولیسائی عثمانی فوجوں میں ملازم رکھے گئے۔ جنگ کریمیا کے زمانہ میں سلطان کے پاس ڈوسلے اور وکاسک کمپنیاں ایسی موجود تھیں جن میں صرف عیسائی بھرتی کئے جاتے تھے۔ یہ کمپنیاں جو زیادہ تر روسی پولیسٹڈ کے باشندوں پر مشتمل تھیں اور جن کے مخصوص علم پر صلیب اور ہلال دونوں اپنی ہمنشین سے ایک خاص امتیاز پیدا کرتے تھے۔ روسی گورنمنٹ کی نظر میں کھٹکے لگین چنانچہ ۱۸۷۷ء میں جنگ سے تھوڑے ہی عرصہ پیشتر سلطان عبدالحمید خان نے اپنے اس حصہ فوج کو روسی گورنمنٹ کے دباؤ سے تخفیف کر دیا۔ ولنا اور اس کے قرب وجوار میں عیسائی اور مسلمان آج کل بھی باہمی حسن سلوکی ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں مسلمانوں کی بیویاں اور بیٹیاں سوسائٹی میں آزادی سے ملتی جلتی رہتی ہیں مسلمان بچوں کو اکثر اوقات پال اوپریٹر کے عیسائی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ قوم پول کے جب دو شخص آپس میں ملتے ہیں تو ان کا مروجہ سلام اسلام کے پُرانے اصول اسلام علیکم شروع ہوتا ہے جس کے جواب میں ”حضرت عیسیٰ کی رحمت ہمیشہ ساتھ ہے“ کہا جاتا ہے۔ اور اگر ایک مسلمان اپنے عیسائی دوست کو سلام کرتا ہے تو وہ ہمیشہ مذہب عیسائیت کے اصول کے مطابق سلام کی ابتداء کرتا ہے۔ ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے سلام کے جواب میں ”ہمارے پیغمبر کی رحمت ہمیشہ ساتھ ہے“ کہتا ہے یعنی بجائے حضرت عیسیٰ کی رحمت کے ”ہمارے پیغمبر کی رحمت“ جواباً کہا جاتا ہے۔ اسلام کا کوئی پیچا پیر و حضرت عیسیٰ کی رفیع الدرجاتی میں شبہ نہیں کر سکتا ہے۔ کیا پیغمبر اسلام نے حضرت عیسیٰ



کو روح اللہ کہہ کر مخاطب نہیں کیا؟ اور اس تعریف کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کو اپنے اوپر زیادہ ترجیح نہیں دی؟ حضرت عیسیٰ کو مسلمان لوگ درحقیقت روح اللہ خیال کرتے ہیں لیکن ایسے تعلیم یافتہ عیسائیوں کی تعداد کس قدر کم ہے جو اسلام کے متعلق ادنیٰ معلومات حاصل کئے بغیر حورون اور کثرت ازواج کے مسائل پر یہود وہ کو اس شروع کرتے ہوں اور کافی معلومات حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو تکلیف دینا پسند کرتے ہوں۔ متعصبانہ عقائد کے سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے زیادہ بے بنیاد کوئی دوسرا تئیں نہیں ہو سکتا کہ ترکون پر مروجہ نکتہ چینی کے مطابق مذہبی تعصب کا الزام لگایا جائے۔ اسلام کو متعصبانہ مذہب قرار دینا واقعات اور تواریخ کا عریجی بطلان ہے۔ احکام قرآنی مذہبی معاملات میں وہ کامل آزادی گوارا کرتے ہیں جو رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دونوں فرقوں سے اصول اور عمل میں بہت زیادہ لگے بڑھے ہوئی ہے۔ سلطنت عثمانیہ میں یہودیوں کو وہ شہرناک تعصب کبھی برداشت کرنا نہیں پڑا جو یورپ کے تقریباً تمام عیسائی ممالک میں ان سے روا رکھا گیا ہے آرمینیا کے قتل عام جن پر تمام روشن خیال ترک سلطان عبدالحمید خان کے مردہ زمانہ کی سب سے بڑی یادگار کی حیثیت سے افسوس ظاہر کرتے ہیں مذہبی خیالات سے تل میں نہیں لائے گئے تھے۔ کیونکہ یو پانی اور شامی اور دوسرے عیسائی جو آرمینیوں کے محلوں میں رہتے تھے اس خوفناک زمانہ میں بالکل محفوظ رہے۔ اگر کوئی شخص قرآن کی معتدل مزاحی کا ان عیسائی فرقوں کے عام رجحان سے مقابلہ کرے جو پیغمبر عربی کے ہم عصر تھے بلکہ مابعد زمانہ سے بھی اگر مقابلہ کیا جائے تو اس کو محمد صاحب کی معتدل مزاحی اور دوسروں کے لیے کشادہ دلی دیکھ کر تعجب ہو گا۔ گو عیسائیوں

کے بڑے تیوہار کے موقع پر جب حضرت مریم اور حواریوں کی مورتوں کا پیرا  
 کی گلیوں میں جلوس نکالا جاتا ہے ترکی فوجوں کا انھیں سلامی دینا قرآن  
 کی خلاف ورزی ہے جو کسی قسم کی تصویر یا مورت کی تعظیم کرنے سے بدینوہ  
 مانعت کرتا ہے کہ ایسا کرنا باعث تقویت بہت پرستی ہے تاہم یہ خوش  
 خلقانہ فعل ایسی کشادہ دلی پڑھنی ہے جس کی مثال عیسائی دنیا میں کم پائی  
 جاتی ہے۔ یہیں اپنے روشن خیال ملک انگلستان میں ایک دفعہ یہ ضروری  
 معلوم ہوا تھا کہ ایک اسی قسم کے جلوس کی جسے ایک عیسائی چرچ نے انگلستان  
 میں نکالنا چاہا تھا مخالفت کیجائے۔ قبل اسکے کہ ہم اور رومن پر تعصب کا  
 الزام لگا کر نفرت کریں۔ یہیں چلیے کہ ہم اپنی کوتاہ بین آنکھوں سے تعصب کے  
 شہتیر نکال ڈالیں۔

مانشیر کا زٹوٹ کے لطف صحبت میں سفر کی تکلیف بہت کم ہو گئی تھی  
 یہ شخص جو شش اور فخر سے شوہن باڈی روف اسکی میڈم۔ کیوری۔ و دیگر  
 پول مشاہیر کے متعلق گفتگو کرتا رہا یہ شخص نہایت ذہنی علم اور روشن خیال  
 اور موسیقی میں پورا ماہر تھا اور اپنے تمام کمالات کو سالہا سال سے ترکی  
 کی نہی تحریک کے لیے وقف کر کے اسکے متعلق مختلف خدمات انجام دیتا  
 رہا تھا۔ ہمارا سفر واپسی ایسی سرزمین سے شروع ہوا تھا جو نناک اور پانی سے  
 جا بجا کم و بیش بھری ہوئی تھی۔ ہم نے سپنگ رائٹ کو آرام دہ طریقہ پر  
 گٹھری بنا اونٹ پر لاد کر پیشتر ہی روانہ کر دیا تھا۔ لیکن میں پیچھے اسوج سے  
 ٹھہرا رہا کہ اپنے گھوڑوں کے لیے چاروں کا دانہ خرید لوں ہماری اگلی پارٹی  
 نے ہمایان میں راہ گم کر کے آوارہ گردی شروع کر دی تھی۔ لیکن ہم اس

امر سے مطلع ہوئے بغیر ہر طرح میں پہونچکر اسی جگہ مقیم ہوئے جہاں پہلے  
 ٹھہرے ہوئے تھے۔ دو گھنٹہ کے بے چین کر دینے والے انتظار کے بعد  
 ہمارا رئیس ریشیق سفر بھی ہم سے آگلا چنانچہ میں نے اُس کے لیے بکوشش  
 بھیڑ کا تازہ دودھ مہیا کیا۔ واضح ہے کہ ملک طرابلس میں میں نے  
 سائے زمانہ قیام میں پہلی مرتبہ اس وقت تازہ دودھ دیکھا تھا جو  
 سپنگ رائٹ کی موجودہ حالت میں اس کے لیے موزوں خوراک تھی  
 میں نے یہ دیکھ کر کہ ایک عرب گاڑوٹ کے بستر پر لیٹنے کی تیاری کر رہا ہے  
 کسی قدر تیزی سے اسے باہر نکل جانے کے لیے ڈانٹ کر کہا۔ لیکن یہ معلوم  
 ہونے کے بعد بہت لطف آیا کہ یہ عرب دراصل خود گاڑوٹ تھا جو ایک  
 سفید لبادہ اور کان ٹوپ سردی سے محفوظ رہنے کی خاطر پہنے ہوئے تھا  
 ہمارے کاروان کے اور ممبروں میں علاوہ دو ڈیوٹنسی باشندوں کے خزان  
 کا ایک اسکول ماسٹر بھی تھا جو قسطنطنیہ کو جا رہا تھا۔ اس اسکول ماسٹر کے  
 پاس ماؤزر انفل تھی اور کارنوسون کی ایک میٹھی اپنے سینے سے لٹکائے ہوئے  
 تھا اور گو یہ اکثر چھوٹے چھوٹے پزند و پیر فر کرتا رہا لیکن اسکا کوئی نشانہ کارگر  
 ثابت نہ ہوا تاہم اس شخص کی عام حالت فوجی قابلیت اور مزاج کی سختی  
 ظاہر کرتی تھی۔ شام کے چار بجے ہم لوگ زاویہ پہونچ گئے جہاں کے عرب  
 قائم مقام نے ہمارا گرمی غرت سے استقبال کیا اور مجھے اپنے پاس کچہری  
 میں بیٹھا یا جہاں اس وقت اہل معاملہ کا ایک گروہ موجود تھا۔ یہاں  
 بیٹھے بیٹھے مجھے اوس موقعہ کا خیال آیا جبکہ آخری مرتبہ بحیثیت ایک  
 مجسٹریٹ کے میں سد ماہی شش کا اجلاس کر رہا تھا۔ چنانچہ میں نے اہتمام

اُس اختلاف سے سکرادیا جو کسفور کے کوٹھی ہال کی آرائش و بھاموشی اور موجودہ حالت کے شور و غوغا میں صریح طور سے نمایاں تھا۔ یہ خدا ہی کو علم ہے کہ یہ قائم مقام مقدمات کا فیصلہ کس طرح کیا کرتا تھا اپنے تو صرف یہی دیکھا کہ وہ فوراً اپنا فیصلہ سنا دیتا ہے جس سے بظاہر ہر ایک شخص حتیٰ کہ وہ قیدی بھی جسے سزا دی گئی ہو مطمئن نظر آتا ہے یہاں عدالت میں ایک لائے قریا داروغہ خیل جس کے ہاتھ میں ایک بڑی کنجی تھی موجود تھا یہ شخص فیصلہ سنائے جانے کے بعد بلا توقف قیدی کو باہر پہونچا دیتا تھا۔ جب ایک گھنٹہ اس عدالتی شور و غل کو سنتے ہوئے گزر چکا تو بین عدالت سے اجازت حاصل کر کے بازار کے چوک میں تازہ ہوا کھانے کے لیے گیا، یہاں پہونچکر مجھے محمد بے خوش منہتی سے لگے جو ست بنی آدم کے افسر رسالہ میں ہم دونوں ترکی قہوہ پینے کے لیے ایک چھوٹے سے قہوہ خانے میں گئے جہاں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی ایک بڑی تصویر دیوار پر آویزان تھی۔ محمد بے اسوقت بہت خوش تھے۔ صاحب موصوف نے براہ مہربانی ایک خط اپنے بھائی کا جو بنی غازی میں انور بے کی ماتحتی میں کوئی خدمت افسری انجام دیتا رہا تھا دکھلایا۔ اس خط کا مضمون یہ تھا کہ برادر مذکور نے اٹالیوں پر حملہ کر کے علاوہ بہت سے آدمیوں کو نہ تیغ کرنے کے ایک سو سپاہیوں کو گرفتار بھی کر لیا تھا نیز یہ کہ اس مختصر لیکن شاندار کارروائی کے صلے میں۔

سلطان نے اس افسر کو میجر کے عہدہ پر ترقی دی تھی۔ محمد بے اسی وقت بنی آدم روانہ ہو جانے والے تھے جہاں اپنے دوست عارف بے کو دکھائی غرض سے تازہ خرمون کا ایک خوش اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے کیونکہ عارف بے نے ابھی تک خرے کا کوئی خوش نہیں دیکھا تھا

اول الذکر نے مجھ سے اٹھائیس دسمبر کو ان دو آدمیوں کے پچاسنی دے جانے کی کیفیت بیان کی جنکی نمک حرامی کا ذکر میں گذشتہ باب میں کر چکا ہوں اور کہا کہ ان میں سے ایک کی پچاسنی کے وقت میں خود بھی موجود تھا۔ ہمارے سکون اقامت میں تین جرمن افسروں کی دفعتہ آمد سے خلل پیدا ہو گیا یمنیون افسر پوری فوجی وردیاں پہنے ہوئے تھے اور جیسا کہ تعارف کے بعد ظاہر ہوا اُن سے ملاقات کرنا خالی از مسرت نہ تھا۔ دوران گفتگو میں معلوم ہوا کہ ایک صاحب جسکا نام لفٹنٹ پیرنگ تھا انگلستان کے خاندان پیرنگ کے رشتہ دار تھے دوسرے جرمنی پیرن وہال وگ اور تیسرے صاحب اُن کے بھائی تھے ان تینوں شخصوں نے صاف دلی سے اقرار کیا کہ وہ درحقیقت نامہ نگار نہیں تھے تاہم انھوں نے میرے اس سوال کا کوئی معقول جواب نہیں دیا کہ اُن کے محکمہ جنگ نے کس وجہ سے اپنے تین افسروں کو بحالت ملازمت نامہ نگارانہ حیثیت سے طرابلس میں داخل ہونے کی اجازت دیدی تھی۔ مجھے ظاہری علامات سے معلوم ہوا کہ یہ اصحاب ہمارے ترک دوستوں کی نظر میں کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے جنمیں غالباً شبہ ہو گیا تھا کہ یہ جرمنی مواقع کے متعلق جاسوسی کی خدمت انجام دیتے اور ملافت کے عام حالات کی اطلاع اپنے وطن لیجانے کی غرض سے وارد ہوئے تھے جو جوئی کو بالائے طاق رکھینے کے بعد بھی میں اس خیال سے باز نہیں رہ سکتا کہ ان اصحاب کا مہم اُن کو بھیجا جانا جرمن گورنمنٹ کی منظوری بغیر عمل میں نہیں آیا تھا جو ہر ایک ممکن ذریعہ سے ترکوں کے دلوں سے وہ خطرناک اثر دفع کرنا چاہتی تھی جو موجودہ حالت میں اُنکو جرمنی سے مدد نہ ملنے اور جرمنی کے اطالین باشندگان سلطنت عثمانیہ کی حفاظت اپنے ذمہ لینے کے باعث

پیدا ہوا تھا جب ہم پہلی مرتبہ رات کے وقت مغرب کی جانب سے زاویہ  
 میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت سست رفتار اونٹوں پر تکلیف دہ  
 سفر کے باعث بہت تھکے ہوئے تھے لیکن جب ہم یہاں سے اپنے سفر  
 واپسی پر روانہ ہوئے تو اس وقت صبح کا وقت تھا نسیم سحری چل رہی تھی۔  
 کچھور کے شاندار درخت آپس میں گئے مل رہے تھے ہم چند عربوں کو ان قحوظ  
 سے لفتے نکالتے دیکھ کر رک گئے اور اس شراب یعنی دخت خرماء کے قدرتی  
 شیرہ کو خرید کر پیا۔ یہ شیرہ بحالت تازگی بہت اچھا شربت ہوتا ہے۔  
 لیکن اسپر جلد ہی جھگ آجاتے ہیں اور اس حالت میں ایک انگریز کو  
 بہ نسبت اپنی ابتدائی حالت کے زیادہ مرعوب ہوتا ہے بعض اوقات  
 یہ شیرہ راتوں رات جھگ لے آتا ہے جس کی وجہ سے مجھے خوف ہے  
 کہ طرابلس کے عرب جو اس عرق کے بہت شائق ہیں مبادا اس کا  
 استعمال قرآن مجید کی منشا کے خلاف کر لیتے ہوں  
 گو کبھی طبع لفظی اجازت کا استخراج کر لیں۔ گو ترکوں کے اعلیٰ گھرانوں میں  
 شراب کی ممانعت علمی اثر میں موجود نہیں ہے تاہم ادنیٰ اور متوسط طبقات  
 کے مسلمانوں کی بڑی تعداد میخواری سے بالکل پرہیز کرتی ہے خلیج سودا  
 میں قیام کر کے بین الاقوامی بحری بیڑہ۔ ملاکسا۔ کابلک ہو س جس  
 تباہ کر چکا تھا تو اس وقت مجھے ایک زخمی ترک کے پاس سے گذر نیکا  
 اتفاق ہوا جس کی ران میں گولی لگی تھی اور جو پانی کے لیے چلا رہا تھا  
 سینے بلا کسی خیال کے ٹھوڑی شراب ایک پیالی میں بھر کر اسے دیدی۔  
 اس بیچا سے نے اضطراب اور شوق کی حالت میں پیالی جلد سیر ہاتھ سے  
 چھین لی لیکن جب اُس نے دیکھا کہ بجائے پانی کے شراب ہے تو پیالی

واپس کر دی چنانچہ میں کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد اس کے لیے پانی لے آیا جس کو وہ بڑی رعنت سے بڑے بڑے گھونٹ بنا کر پی گیا۔ سمندر کے موجوں کی آواز ہمارے کان میں عزیمات پہنچنے تک برابر آتی رہی جس سے طبیعت کو فرحت ہوتی تھی اور دل چاہتا تھا کہ منزل مقصود کا راستہ چھوڑ کر سمندر کی جانب چلا جاؤں اور وہاں پانی میں جی کھول کر تیروں۔ لیکن میری خواہش علیٰ طور پر بجائے میرے گارڈ ٹوٹنے پوری کر دی گئی وہ اپنا راستہ چھوڑ کر سمندر کی جانب بھاگ نکلا۔ چنانچہ اُسے تیرنیکا موقعہ مل گیا۔ طرابلس میں خرگوش بہت کم ہیں لیکن مجھے آج کے سفر میں ایک خرگوش میرے قریب سے نکلی بھاگتا ہوا دکھائی دیا۔ خوشبودار پھولوں سے بکثرت لدے ہوئے دشت اس منزل میں بڑی نقداد میں دکھائی دیتے تھے یعنی انھیں پھولوں میں خوش و صنع زرد پھول بھی دیکھے جو ریگستان میں جا بجا موجود ہیں۔ پتے اور کوئیلیں جو حال میں پھوٹنی شروع ہوئی تھیں۔ نہایت خوشنما معلوم ہوتے تھے۔

ہر ایک شخص کو طرابلس میں سفر کرے جلد ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس ملک میں اجنبی شخصوں کا گذر بالکل نہیں ہوتا ہے۔ نہ کوئی کے برخلاف جو تعجب ظاہر نہیں کرتے ہماری آمد ان قصبوں یا گاؤں میں جو راہ سفر میں واقع تھے لازمی طور سے عربوں کے استعجاب کا باعث ہوتی تھی جب کبھی ہمارا گذر کسی عربی آبادی کے نزدیک ہوا تو کئی کئی عرب ایک ہی جگہ کھڑے ہوئے ہم سے یا ہمارے متعلق گفتگو کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ بھی دیکھا کہ عرب لوگ چپ چاپ کھڑے ہمارے چہروں کو کھنگلی لگاتے دیکھ رہے ہیں۔ اگر قیام کی طوالت سے تکلف اور اجنبیت میں کسی واقعہ ہو جائے

تو پھر یہ لوگ ہم سے ہمارے یوٹون ریوالورون وغیرہ کی قیمتوں کے متعلق بات چیت شروع کرتے تھے۔ اگر روپیہ و حقیقت بدی کی جڑ ہے تو عام عرب کا اخلاقی معیار بہت بُرا نا ہونا چاہیے۔ چھوٹی چھوٹی رقوم کا خیال ان ویسی باشندوں کے ہر وقت و انگیر رہتا ہے شتر بان اپنی مالی مشکلات ظاہر کر نیکا کوئی موقع بھی بدین خیال اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا ہے کہ واجبی مقدار سے زیادہ رقم مانگنے میں یہ تکالیف اس کی مدد کا باعث بنتا ہوں گی۔ علاوہ ازیں ختم سفر پر بخشش ضرور طلب کی جاتی ہے۔ عربوں کی بڑگوئی اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ یہ لوگ آگ تاپتے ہوئے بات چیت میں ساری رات گزار دیتے ہیں لیکن ان کی ساری گفتگو کا نتیجہ روپیہ اور صرف روپیہ ہوتا ہے۔ فرانک۔ پیاسٹر۔ مجیدی۔ صولدی۔ اور بخشش۔ یہ وہ مکروہ الفاظ ہیں جو ہر وقت ان کے روزبان بہتے ہیں۔ شتر بان گھنٹوں آپس میں اس حقیر مالی تفوق پر بیزاری سے بحث کرتے ہیں جو ایک شخص کو دوسرے پر مسافر سے زیادہ کرایہ وصول کرنے کے باعث پیدا ہوا ہو ایسی حالت میں یہ بھی بہت ممکن ہے کہ متنازعہ بحث کا مسئلہ صرف فرضی منافع کی امید پر قائم ہوا ہو اس قسم کے جھگڑے ہمیشہ جاری رہتے تھے۔ چنانچہ ایک ایسا ہی جھگڑا ہمارے شتر بان اور دو ٹیونسٹی عربوں میں اسفند رُبرہ گیا کہ یہ لوگ اپنی تقریباً بیکار بند و قین چلانے پر آمادہ ہو گئے تھے گا زوٹ نے یہ حالت دیکھ کر دخل دینا مناسب سمجھا چنانچہ اُس نے تیمون آدمیوں سے جو حصہ میں بھرے ہوئے تھے بحیثیت خود مسلمان ہونے کے دریافت کیا کہ کیا انھیں شرم نہیں آتی تھی کہ میری عیسیٰ ایک عیسائی کی موجودگی میں جو ان کے ملک کا بچا ہی نہ تھا بغیر کسی معقول وجہ کے اخوت اسلامی



کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں دشمنی کا اظہار کریں۔ حالانکہ صرف دو میل کے فاصلہ پر اٹالوی کتوں کا ایک جنگی جہاز موجود تھا آپس ایسے وقت میں یہیہ اسلام کے تمام سپہ پیروں کو چاہیے کہ ذاتی اغراض کو ترک کر کے یکدل ہو جائیں وغیرہ وغیرہ اس مناسب حالات گفتگو کا عمدہ اثر فوراً ہی پیدا ہوا چنانچہ ایک ہی منٹ میں ایک ہی بوتل میں سے یہ لوگ لگے پینے لگے اور دوستانہ سلسلہ کلام شروع کر دیا میرے خیال میں یہ عرب لوگ ایسے بچے ہیں جو کبھی بڑپتے نہ ہوں اور نہ کچھ زیادہ پیائے ہی معلوم ہوتے ہوں۔

طرابلس سے درحقیقت بیرونی دنیا بالکل ناواقف ہے۔ یورپ میں کسی شخص نے دیکھا تو کجا۔ رکڈالمن۔ زوارہ۔ زاویہ۔ یا عزلیات۔ جیسے قصبوں کا نام بھی نہیں سنا ہے؟۔ یہ بالکل سچ ہے کہ حکام طرابلس نے سیاحوں کے لیے وقتیں پیدا کر رکھی تھیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص قسطنطنیہ سے تذکرہ یا فرمان بھی اپنے ساتھ لائے تب بھی ایک غیر مسلم کے لیے اندرون ملک میں دوڑ تک پیش قدمی کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ تاخیر اور ممانعت کے معمولی وجوہات گورنمنٹ کی جانب سے یہ بیان کئے جاتے تھے کہ بیابان میں سفر کرنے کے لیے سواری کا اہتمام اور مذہبی مجنون عرب فرقوں سے جو اندرون ملک میں آباد ہیں سیاح کو محفوظ رکھنے کی ذمہ داری کا بار اپنے سر لینا گورنمنٹ پسند نہیں کرتی تھی۔ لیکن علاوہ ان وجوہات کے جو ایک حد تک صحیح تھیں ایک نئی رکاوٹ دوسری شتم کی موجود تھی۔

حکامان طرابلس قسطنطنیہ مدت سے اس حکومت سے آگاہ تھے جس کی موجودگی اندرون ملک میں بیان کی جاتی ہے اور جس میں فاسفورک ایسڈ کانک بھی شامل ہے۔ گوترکی عہدہ داران ذرا بچ آمدنی کو ترقی نہ دینا

چاہتے ہوں یا خود اس امر میں مجبور ہوں تاہم انھوں نے ارادہ کیا تھا کہ اندرون ملک کے اُن حالات سے کوئی اجنبی آگاہ ہونے پائے۔ اٹلی کے فرقہ اشتراکیہ یا کم از کم ایسے اصحاب کی بڑی تعداد جنھوں نے مسلسل اس احمقانہ و غاصبانہ جنگ کی مخالفت کی ہے ہمیشہ بزور بیان کیا ہے کہ اس جنگ کی ابتداء موقعہ پرستوں یا ساہوکاروں نے کی ہے جو فرضی الدوراڈو کو ترکی طرابلس کے اندرون ملک میں دیکھنے کے خواہشمند تھے۔ میں ایک اطالوی سپاہی کو کھلے بندوں اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتے سنا ہے کہ موجودہ جنگ کا مخرج مسئلہ مالیہ ہے نیز یہ کہ اطالوی ”طرابلس قائم رہو“ کے وطن پرستانہ شور و غوغا کے پس پردہ کمپنیوں کے مالکوں اور بینکروں کے روماء کی خاموش حرص و ہوا اپنا کام برابر کر رہی تھی۔ ان بیانات کی اصلیت اس اصول سے ظاہر ہوتی ہے کہ تواریخ کی بنیاد تکرار و تہذیب قائم ہے میری رائے میں مالیہ اور جنگ پر ایک دلچسپ سبق آموز طغرائیہ جانا چاہیے روپیہ کی حرص بڑے پیمانہ پر پہونچ کر کسی خطرہ کی پروا نہیں کرتی۔ قزاق یا نقب ن کو دیکھیے کہ وہ اپنے اعضا کی قطع و برید و شکست و ریخت حتیٰ کہ اپنی ہلاکت کا باعث خود آپ ہی ہوتا ہے اسی طرح ناعاقبت اندیش مہاجن اپنے ملک کی سپاہ سے ایک خطرناک کورہ خدمت اپنی ذات کے لیے انجام دلاتا ہے چنانچہ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں کہ ڈاکو اور مہاجن میں کیا فرق ہے عورتوں اور مردوں کی تو نرزی اُن کی آہ و بکا پیشمار نکالیف بیماری و تباہی کا ذرہ بھر بھی خیال نہیں کیا جاتا جبکہ حصہ رسی عام منافذ کی امید جلد آسانی سے قائم کر لی گئی ہو۔ کیا خود انگلستان کو یہ تلخ تجربہ حاصل نہیں ہوا؟

۱۰ مدت ہوئی کہ این کے متلاشیان زر نے زرخیز امریکہ کو یہ نام عنایت کیا تھا۔ ۱۲

میں ہزار انگریزی سپاہ اور ہزار بابوئز عورتوں مردوں اور بچوں کی اموات  
میدان جنگ ہسپتالوں اور مرکزی کیمپوں میں واقع ہوئیں۔ کھیت اور  
مکانات تباہ کئے گئے قومی خزانہ جبر بڑھ گیا کہ باوجود ہماری گورنمنٹ کی شاندار  
مصالحہ کارروائی کے ابھی تک موجود ہے لیکن یہ تمام آلام و مصائب  
ساہوکاروں کی نظر میں جیتھوں نے یہ جنگ جاری کرانی تھی کیا وقعت رکھتی  
تھی۔ ہم نے اس وقت اس سفر واپسی میں ذرا سا اختلاف پیدا کر دیا تھا  
چنانچہ رگڈالمن ایک جانب ہماری راہ سے علیحدہ ہو رہا تھا جس کی وجہ سے  
ہمیں اور زیادہ تجربہ ترکوں اور عربوں کی مختلف المزاجی کا حاصل ہوا مجھے اپنے  
تمام زمانہ سفر میں کبھی بھی کوئی ایسا ترک سپاہی نہیں ملا جسے انعام کی  
خواہش یا امید ظاہر کی ہو خواہ اس نے مجھے ایسی ہی مدد کیوں نہ دی ہو  
جو اُس کے فرائض سے بالکل باہر ہو لیکن وہ دو طریقے سپاہی جو ہمارے  
بد رقعہ میں غزنیہ سے زاویہ تک اور زاویہ سے غزلیات تک شریک تھے  
بازر قسم کے چور اور اوچکے تھے ہم اپنے ساتھ گھوڑوں کے لیے چادرن کا دانہ  
لیتے آئے تھے جس کی ہمارے جانوروں کو سخت ضرورت تھی۔ اس بدتممت  
گھوڑے کے سم جیسر میں سوار تھا ورم کر آئے تھے چنانچہ میں نے اُس کے  
آرام کے خیال سے زوارہ تک سفر کا  $\frac{1}{2}$  حصہ پیدل لے کیا تھا لیکن مجھے  
بہت شبہ ہے کہ آیا اس تحفے ماندہ جانور کو منزل پر پہنچنے کے بعد  
مشمی بھر دانہ دیا گیا ہو۔ گو دوسرے دن صبح خواب سے بیدار ہونے کے  
بعد چاروں کے راتب میں ایک دانہ بھی موجود نہ پایا گیا سب غائب تھا  
چنانچہ دریافت پر عرب سپاہی نے بیان کیا تھا کہ قیام گاہ پر پہنچ کر  
سارا دانہ گھوڑوں کو کھلا دیا تھا تاہم مجھے یقین ہے کہ اس بد معاش عرب نے

راتوں رات فندق میں کسی اپنے ہی جیسے دوسرے بد وضع عرب کے ہاتھ  
سارا رات بفرخت کر دیا ہوگا۔ مینے اور گازٹوٹ نے اس شخص کی شکایت  
زاویہ میں محمد بے سے کی جس نے اسے جلد ہی حراست میں لے لیا۔ نہ صرف  
میرا گھوڑا بُری حالت میں تھا بلکہ گازٹوٹ کے گھوٹے کی حالت بھی کچھ اچھی  
نہ تھی چنانچہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ بہت عرصہ بعد مستقل زمانہ میں جب قوموں میں  
عقل مندی ترقی کرے گی اور مہذب دنیا سے تلوار کی احمقانہ مداخلت کو ترک  
کر دیا جاوے گا تو اس وقت ماہرین علم اخلاق جب گذشتہ زمانہ کی وحشتناک  
حماقت اور بدی پر پُر افسوس نظر ڈالکر اپنے سلسلہ خیالات میں وہ مکروہ تکالیف  
بھی مناسب طور پر شامل کریں گے جو آج کل تقریباً ہر ایک جنگ میں بے زبانا  
جانوروں کو پہنچتی ہیں۔ زمانہ حال کی فوجی پیشقدمی کے آثار سینکڑوں  
مردہ اور قریب المرگ جانوروں کی موجودگی سے ظاہر ہوتے ہیں بلوم فونٹین  
کی جانب پیشقدمی کی اٹھارہ جانوروں اور آدمیوں کو کمی خوراک کی وجہ سے  
یکساں تکلیف محسوس ہوئی تھی لیکن اس کے مقابلہ میں ایسے جانوروں کو  
جو عرب جیسی سنگدل قوم میں موجود ہوں غیر ضروری بیرحمی و تشدد  
برداشت کرنا ہوتی ہے۔

چونکہ آسمان ابر کی وجہ سے تاریک ہو رہا تھا لہذا سپینگ رائٹ نے  
دوسرے دن بھی زوارہ ہی میں مقیم رہنے کا ارادہ کیا میرے دوست  
اخبار نویس کی حالت جلد جلد روبہ صحت ہوتی جا رہی تھی لہذا بمبھوپوری  
امید تھی کہ وہ اور اسکا وفادار ملازم ہمیں بنی گردان میں جا ملین گے۔ اور  
اس طرح مجھ کو پھر اس کی ہنشین کا لطف حاصل ہوگا۔ لیکن سپینگ رائٹ  
بنی گردان اس وقت پہنچا جبکہ میں اس مقام سے روانہ ہو چکا تھا موجودہ

حالت میں صرف یہی امید کر سکتا تھا کہ یہ تعویق عود و مرض کے باعث  
 نہونی ہوگی۔

گو صوبہ طرابلس کے ساحل سمندر پر شہر طرابلس کے مغربی کنارے  
 ہر ایک قصبہ ریت کے ٹیلوں میں گھرا ہوا ہے۔ لیکن غزلیات میں ان ٹیلوں کی  
 بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ کثرت ہے جب مسلمان اپنے طویل اور بے  
 لطف سفر سے بالکل تھک جاتے ہیں تو اس کے بعد بھی خود اور اپنی سواری کو ان  
 ٹیلوں کے غبوروں پر مجبور پاتا ہے تو اس کے بڑی تیرمردگی طبیعت محسوس ہوتی  
 ہے خصوصاً جبکہ ہوا پل رہی اور باریک ریت اس کے چہرہ پر لگتا رہا رہی  
 ہو ان ریتیلے درون سے آنکھ میں رعبے یا کوئی دوسری تکلیف پیدا ہو جائیگا  
 احتمال رہتا ہے۔ ۱۸۹۹ء عہد کی جبرائیم سے موثر شدہ سرو کی یہ حالت  
 تھی کہ اگر اسکا ایک ذرہ بھی منہ میں پہنچ جاتا تھا تو گلے میں درم پیدا ہو جاتا  
 غزلیات میں یہیں اپنا قدیمی کمرہ قیام کے لیے ملا جس میں ہنسنے کھانا کھانا  
 اہتمام شروع ہی کیا تھا کہ ایک سیاہی بڑی کشتی اپنے ساتھ لے ہوئے وارد  
 ہوا جس میں بٹنا ہوا گوشت انڈے اور چاول تھے ہنسنے بلا دریافت کہ  
 یہ کھانا کہاں سے آیا تھا کھانا شروع کر دیا۔ ابھی فراغت نہائی تھی کہ ایک  
 اجنبی جبرمنی کمرہ میں داخل ہوا اور ہم سے یہ اپنا تعارف پیدا کیا کہ وہ  
 برلن کے ایک اخبار کا مصور نامہ نگار تھا اور یہ بھی بیان کیا کہ وہ دو گھنٹے  
 پیشتر ایک ترکی اسٹاف افسر علی نہی بے کے ساتھ غزلیات میں وارد ہوا تھا  
 اور ایک عرب کو دو فرانک تھوڑا سا گوشت خرید لانے کے لیے لے گئے لیکن  
 نہ تو عرب ہی واپس آیا اور نہ اسکو گوشت ہی میسر ہوا تھا۔ اس شخص نے افسر  
 کے باوجود چنانہ سے تھوڑی سی ترکاری لی تھی لیکن پھر بھی جیسا کہ اُسے بیان

کیا اس کو اشتہا باقی تھی۔ اس صوت میں ہمیں سولے اسکے اور کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا تھا کہ اسے اپنی لذیذ اور گرم کھانے میں شریک کوہن چنانچہ کیتھڈرائٹ سرد مہری سے اسے مدعو کیا گیا پہنچے ابھی تک کچھ نہ کھایا تھا اور ہمارا کھانا چار بھوکے مسافروں کو بمشکل کفایت کر سکتا تھا تاہم مجبوراً اس ناخواندہ مہمان کی میزبانی کرنی پڑی کھانا کھانے کے بعد اس نے بہت کچھ شکریہ ادا کیا اور مجھے باصرہ اسگریٹ کا ایک پکیٹ دینے لگا۔

اب تک جو نہایت خوش الحان انسانی آواز میں نے سنی ہیں اُن میں غزلیات کے مؤذن کی آواز بھی شامل کرتا ہوں جس نے مجھے طلوع آفتاب سے پیشتر جگا دیا تھا۔ روانکی سے قبل ہم علی قہمی بے سے ملے۔ صرف یہی عرب ایک ایسا طربسی افسر تھا جو ترکی اسٹاف میں شامل تھا اور صرف یہی ایک ایسا افسر تھا جو بدجلین اور بے مروت پایا گیا پہنچے علی قہمی بے سے زوارہ تک رہنمائی کے لیے ایک سپاہی طلب کیا لیکن اس شخص نے ہماری درخواست نفرت سے منہ منہ کر دی بلکہ کمانڈنٹ کو بکوشش جتلا دیا کہ ہمارے لیے بدرقہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے گاڑ ٹوٹ نے گذشتہ رات ایک بد معاش عرب سپاہی کو چار فرانک گھوڑوں کا دانہ خریدنے کے لیے مئے تھے جس کے متعلق آج صبح معلوم ہوا کہ گھوڑوں کو دانہ کھلائے بغیر یہ شخص روانہ ہو گیا ہے چنانچہ پہنچے علی قہمی کو اس کیفیت سے آگاہ کر دیا لیکن اس پر بھی اس بد بخت افسر نے عرب چور کا نام نوٹ بک میں نہیں لکھا۔ جیسا کہ ایک ترکی افسر نے ایسی ہی چوری کی صورت میں کیا تھا بلکہ بظاہر گاڑ ٹوٹ کے دھوکائے جانے پر خوش معلوم ہوتا تھا۔ مختصر یہ کہ اس افسر کا برتاؤ قابل نفرت تھا اور اسکی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی تھی کہ وہ چڑچڑاہٹ میں کی حالت میں تھا اور افسر تو

کوشش کر کے دو مہینے پیشتر میدان جنگ میں پہنچ گئے تھے لیکن ان عرب صاحبے حال ہی میں ورود مسعود کی تکلیف گوارا فرمائی۔ اگرز کی محکمہ جنگ نے بجائے اپنی فتحی بے کے علی نہیں کو اسٹاف کا اعلیٰ افسر مقرر کیا ہوتا تو اول الذکر بے شل افسر کی عدم موجودگی میں کس طرح عثمانی اسٹاف غیروں سے مختلف خدمات کی انجام دہی کا خواہشمند ہو سکتا تھا ؟

اس دہی افسر کے غیر مہذبانہ برتاؤ کے خلاف ہماری منصفانہ ناخوشی ایک نئی دریافت کے باعث کسی قدر کم ہو گئی اور وہ اس طرح کہ جب ہم روانگی کے لیے سوار ہو رہے تھے تو اس وقت ہمیں یہ معلوم ہو کر تعجب اور افسوس ہوا کہ گذشتہ رات، ہم نے جو کھانا کھایا تھا اسکی قیمت جرمن مصور نے اپنی جیب سے ادا کی تھی۔ اس بات کو بالکل قراموش کر کے کہ اُسکے دو فرانک کا کیا حشر ہوا تھا مصور مذکور نے بڑی خوش اسلوبی سے پے آپ کو اس کھانے میں شریک کیا جس کی قیمت وہ اپنی جیب سے ادا کر چکا تھا اور جب سگریٹ کا بکس میری نذر کرنے لگا تو میں قیاس کر رہا تھا کہ اس نذرانے سے ہماری بہانہ نوازی کا معاوضہ کیا جا رہا ہے چنانچہ اب روانگی کے وقت ان باتوں کا خیال کر کے ہم سب نے اُسے الوداع کہتے ہوئے دل کہول کر تقیہ لگائے۔

اطالیوں نے زنجور کے قریب سلسلہ تار قطع کر دیا تھا جس کی وجہ سے ہم اپنی روانگی کی اطلاع زوارہ ارسال نکر کے جہان مقیم ہونا تھا جب ہم زوارہ پہنچ گئے اور ہماری آمد کی اطلاع قابل تعریف مباشی موسیٰ بے کو ہوئی اُس نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا بیچارہ جن آفندی بیماری سے شفا پانے کے بعد اب پھر تین دن عود مرض کے باعث پیشتر سے زیادہ بیمار ہو گیا تھا اُس کے چہرہ سے مرض کی خوفناک ترقی کے آثار ظاہر تھے

اور تھا بہت بہت بڑھ گئی تھی جس آفندی کے ملازم ابراہیم نے جو یونانی  
 زبان میں ہم سے گفتگو کیا کرتا تھا ہمارے آرام و آسائش میں کسی قسم کی  
 فروگزاشت نہ ہونے دی۔ یہاں مجھے وہ ن کیستند افسر بھی ملا جس کا  
 بھائی چکاگو میں رہتا تھا اور جس سے مجھے روانگی میدان جنگ کے اثنائے  
 واقفیت حاصل ہوئی تھی اس شخص سے میرا جو لینڈ می دوست بہت دیر  
 گفتگو کرتا رہا۔ گاڑ ٹوٹ بار بار میرا بھائی کہہ کر اس افسر کو مخاطب کرتا تھا  
 چنانچہ ان دو لفظوں نے اسے گاڑ ٹوٹ کی مداحی میں بندہ بے دام بنادیا  
 موسیٰ بے کی نشست کا کمرہ ہمیں شب خوابی کے لیے دیا گیا یہ وہی کمرہ تھا  
 جس میں میں نے میدان جنگ کو جانے ہوئے قیام کیا تھا لیکن موجودہ حالت  
 میں بہ نسبت گذشتہ ایام کے اس میں بہت کچھ تبدل و تغیر واقع ہوا تھا  
 گو وہ بڑا سوراخ جو اندرونی جانب اطالوی گولے نے پیدا کر دیا تھا ابھی تک  
 موجود تھا لیکن گولہ باری کی اور دیگر تمام علامات مٹا دگئی تھیں۔ اور وہ  
 کمرہ جس میں میں نے پہلی مرتبہ بیٹھنے والی گولیوں کے ٹکڑے جمع کئے تھے فی الحال  
 میزوں۔ کرسیوں۔ چٹائیوں پر دون وغیرہ وغیرہ سے آرام دہ طریقہ پر آراستہ  
 ہو رہا تھا۔ اس لائق افسر نے بہت انکساری سے اپنی کامیابی کا جو سہی  
 سعید میں بخشی پر اترنے والی اطالوی فوج کے مقابلہ میں اسے حاصل ہوئی  
 تھی ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اس کی باقاعدہ سپاہ اور پرورش عرب معاونین  
 بالکل تیار بیٹھے ہوئے ہیں اس لیے کہ اطالویوں نے زوارہ میں فوج  
 اٹھانے کی جود ہلکی ہے رکھی ہے اور جس کا ذکر اطالوی اخبارات مدت سے  
 کر رہے ہیں جلد عمل میں لائی جائے۔ ساحل سمندر کے اُس حصہ کی جو  
 بباشی کے زیر اثر ہے مسلح عرب ابھی طرح مخالفت کر رہے تھے یہ لوگ



دل سے چاہتے تھے کہ خشکی میں دشمن سے قریب ہو کر لڑنیکا موقع ملے گا۔  
 لگے کیونکہ اٹالوی سپاہی اپنے جنگی جہازوں میں بالکل محفوظ ہونے میں  
 زوارہ میں بدرقہ یا گھوڑا یا چمڑ کی دستیابی ناممکن تھی پس سینے دو مجیدہ  
 ہر ایک اونٹ کر ایہ کیا تاکہ جب ہم پیدل چلتے چلتے تھک جائیں تو  
 اسپر باری باری سے سوار ہوتے رہیں۔ روانگی کے وقت ابراہیم درخت  
 سے ایک لکڑی میرے لیے کاٹ لایا تاکہ اونٹ کے ہانگے میں اس سے  
 مدد ملے۔ زوارہ سے روانہ ہوتے وقت ہمارا پختہ ارادہ تھا کہ رات شوٹہ  
 میں گذری جائے۔ لیکن یہ سفر بہت طویل تھا اور علاوہ ازیں ایک  
 واقعے نے جس کا ذکر آگے کیا جائیگا ہمیں غراپسی سرحد پر پہنچنے سے  
 باز رکھا۔ جب ہم قلعہ بوقحاش کی خوبصورت دیواروں کی جانب بڑھے  
 چلے جائے تھے تو ایک توپ چلنے کی آواز سنائی دی اور فٹوری دیر بعد  
 گولہ پھٹنے کا دھماکا ہوا یہ آوازین سنگر پہنچے سمندر کی جانب منظر دوڑائی  
 چنانچہ ہمیں دو جنگی جہاز دکھائی دیں جو ڈھانڈوں کی قطار کے پیرونی جانب  
 سنگر انداز اور کہنہ بلاک ہو س پر تیزی سے گولہ باری کر رہے تھے۔  
 ان دونوں جہازوں سے جو توپیں اس وقت چل رہی تھیں وہ بظاہر مختلف  
 پیمانہ کی معلوم ہوتی تھیں پھٹنے والے گولے توپ کی نال سے نکل کے ہوا  
 میں سائیں سائیں کرتے ہوئے ریت پر پہنچتے تھے جہاں ان کے  
 پھٹنے انسان کو بہرہ بنائیں والا شور پیدا ہوتا تھا۔ اس دوسری مرتبہ  
 گولی باری کا نتیجہ اس قدر بے اثر ثابت ہوا کہ اسپر اعتبار کرنا ایک مشکل امر ہے  
 یعنی تڑپ سے زیادہ گولے پھینکے گئے لیکن اس ساری گولہ باری سے قطع  
 کی کسی دیوار میں ذرا سی خراش بھی نہیں آئی۔ شام کے وقت میں وہ مقام

بھی دیکھا جہاں ۶۔ انچہ قطر کا ایک گولہ پھٹا تھا مجھے اُمید ہے کہ یہ گران قیمت  
گولہ باریان اطالوی ٹیکس دہندہ کی خوب خبر لین کی چنانچہ اگر ہم اوسط  
قیمت سے اس گولہ باری کے صرفہ کا اندازہ کریں تو ہمیں کم از کم یہ معلوم ہوگا  
کہ دو سو پونڈ کے گولے اس جگہ برباد کئے گئے ہیں اس موقع پر اطالوی توپچیوں کی  
قادر اندازی کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس بوتقاش کے سفید رنگ  
والے قلعہ پر جو بلند سی پر واقع ہونے کے علاوہ توپوں کی پوری زرد اور جہازوں  
نوب صاف نظر آتا تھا آدھ گھنٹے متواتر گولہ باری کی گئی لیکن ایک گولہ بھی  
قلعہ کی کسی دیوار سے نہیں ٹکرایا۔ بوتقاش یا زوارہ میں جو کچھ مینے اپنی آنکھوں سے  
دیکھا ہے یا جو بیانات مینے ایسے غیر جانب دار شاہدوں سے سنے ہیں جو  
ایام جنگ میں شہر طرابلس میں موجود تھے اُن کی بنا پر میں صرف یہی کہہ سکتا  
ہوں کہ اطالوی توپچانہ کی نشانہ بازی اس درجہ عطا اور بے نتیجہ ہے کہ اسکو  
دیکھ کر افسوس ہوتا ہے اور اس طرح ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ یہ لوگ اپنے  
جہازوں میں بھی ایسے ہی نالائق ثابت ہو چکے ہیں جیسے کہ اپنی خند توپچر۔  
پانچ بجے شام کے جب تاریکی پھیلنی شروع ہو گئی تھی گولہ باری بند  
کر دی گئی لیکن جہازوں کی روشنی سے انکی موجودگی کا پتہ چلتا تھا۔ اسوقت  
قلعہ کی جانب ہم زیادہ احتیاط سے بڑھے تھے کیونکہ ممکن تھا کہ اس میں چند  
آرمی موجود ہوں اور وہ ہمیں رات کی تاریکی میں اطالوی سمجھکر کوئی ایسی حرکت  
نہ کر بیٹھیں جسکا نتیجہ ہمارے لیے ضرر رساں ثابت ہو۔ بی نے جسے جنوبی فریقہ  
میں خدمت جاسوسی کی انجام دہی کا تجربہ حاصل تھا ہم سے آگے روانہ ہو کر  
یہ دیکھنے کا ارادہ ظاہر کیا کہ قلعہ میں آیا تو کون یا عربوں کی موجودگی کی کوئی  
علامت پائی بھی جاتی ہے یا نہیں۔ مینے اس تجویز کو پسند کیا کیونکہ مجھے

یہ معلوم نہیں تھا کہ لفظ جاسوسی جنوبی افریقہ میں کن معینوں میں استعمال کیا جاتا ہے بہر حال بی نے اس موقع پر جاسوسی کی خدمت جس طرح انجام دی اگر اُسے معیار قابلیت بنایا جائے تو میری رائے میں جنوبی افریقہ میں جاسوسی کی خدمت ایک سخت نا عاقبت اندیش نہ کارروائی ہو سکتی ہے سینے مرچہ قواعد کا خیال کرتے ہوئے یقین کیا تھا کہ بی کسی بلندی پر چھپ کر قلعہ سے ٹھینٹا دو فرلانگ فصل رکھتی ہو دو رہین کے ذریعے اسکی حالت کا اندازہ کر کے چھین سیٹی بجا کر اسکی حالت سے مطلع کریگا۔ لیکن ان حضرات نے ایک عجیب جدت اختیار کی جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔ الغرض بی ہمارے آگے آگے اور ہم بی سے دو سو قدم پیچھے چلتے رہے۔ تاریکی برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ اسی اثناء میں ہمیں یکایک سامنے سے بہت سے آدمیوں کی آوازیں بلند ہوتی سنائی دیں جن میں بی کی سیٹی بھی سنائی دی گاڑوٹ۔ بین۔ اور میرے ٹیونسی ہمراہی فوراً ایک کرنی کے پاس پہنچے جو بڑی خطرناک حالت میں پایا گیا۔ اُس نے بظاہر خفیہ کر لیا تھا کہ موقعہ جا بچنے یا اپنے آپ کو چھپانے کے بغیر ہلاک ہاؤس کی دیواروں تک سیدھا بڑھا چلا جائے۔ چنانچہ اسکا نتیجہ اسقدر خوفناک پیدا ہونا کہ جسکا افسوس ناقابل تلافی ہوتا اندنوں بوقفاش میں ایک نر کی سار جھٹ اور تقریباً بیس عرب مسکن گزین تھے یہ عرب بی کو دیواروں کے قریب آتا دیکھ کر فوراً ہی قلعہ سے باہر نکل پڑے اور اُسکو گھیر کر حاقوون سے مار ڈالنا چاہتے تھے لیکن نر کی سار جھٹ نے اس موقع پر دخل دیکر بی کی جان بچالی۔ اسوقت یہ عرب تازہ ترین گولہ باری کے باعث غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور ایک یورپین کو دوسرے یورپین سے بالکل شناخت نہ کر سکتے تھے۔ بی عربی کا ایک لفظ بھی نہ بول سکتا تھا علاوہ ازیں

حال ہی میں اطالیوں کو سیدی سید میں خشکی پر اترنے سے یہ ریٹیلے ٹیلوں کے  
 محافظ عرب اور بھی چوکنے ہو گئے تھے منظر برین بی سخت خطرناک حالت میں  
 مبتلا ہو گیا تھا لیکن جتنے جلد ہی موقعہ پر پہونچکر اس کی صفائی پیش کر دی  
 وہ ترکی سارجنٹ جس نے عین موقعہ پر پہونچکر اپنی مداخلت سے بی کی جان  
 بچائی تھی ایک بہت خوبصورت خوش خلق و خوش لباس شخص صاف  
 ستھر اسفندہ کار لگائے موجود تھا یہ شخص عربوں پر اس طرح حکومت کرتا تھا  
 جیسے کہ کوئی حکمران باپ اپنے بچوں پر بی کے متعلق عربوں کی رائے کا یہہ  
 خلاصہ کہ اس کی کارروائی بالکل اہمقا نہ لیکن دلاورانہ تھی بالکل صحیح تھا  
 میں نے اس اظہار حماقت پر بی کو بہت کچھ لعن و طعن کی اور اُسے جتلا یا کہ  
 اسکی حماقت کا کس قدر خطرناک نتیجہ پیدا ہونیوالا تھا نیز یہ کہ آئندہ میں کبھی  
 اس کی جنوبی افریقہ والی جاسوسی کو ہرگز دیکھنا پسند نہ کروں گا۔ بی میں باوجود  
 بہت سی خوبیوں کے بعض قابل گرفت باتیں بھی موجود تھیں اس شخص نے  
 سوائے جنوبی افریقہ کے دنیا میں اور کچھ نہ دیکھا تھا چنانچہ عام معلومات  
 خصوصاً عربوں کے متعلق اس کی چالوت یہودگی کی حد تک پہونچی ہوئی تھی  
 وہ ایسے آدمیوں میں جو انگلستان کے باشندے ہوں اور ان باشندوں  
 میں جو گوری آبادی سے تعلق نہ رکھتے ہوں کوئی خاص امتیاز نہ کر سکتا تھا  
 ظاہر اُسے قدرتی طور پر یہ دعویٰ معلوم ہوتا تھا کہ وہ نہ صرف دوسروں کے  
 آرام کا خیال نہ رکھنے میں حق بجانب ہے بلکہ اُسے ان عربوں کو جسمانی سزا  
 دینے کا حق بھی حاصل ہے جو اس کے تعمیل ارشاد میں سستی کریں۔ یا اسکی  
 خواہش کو نہ سمجھ سکیں میں نے اُسے جتلا دیا تھا کہ ایک مذہبی مجنون عرب  
 اور ایک شاہانہ باٹن ٹاٹ میں بڑا فرق ہے نیز یہ کہ اپنے غلام کو اپنے ہاتھ

زاد کو بکرتا ایک ایسا اصول ہے جو طرابلس میں ناقابل عمل درآمد ہے چنانچہ  
 میں نے ممانعت کر دی تھی کہ وہ یا کوئی دوسرا شخص میرے ملازموں کو نہ لے لے پیٹے  
 لیکن باوجود اس تمام گاہی کے اسکی خود پسندی و جاہلیت نے اس موقعہ  
 پر اس کی جان لے ہی لی ہوتی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس دسمبر کے بعد  
 بی کا زندہ رہنا ایک قسم کی کرامت ہے۔

ہمارے قلعہ میں داخل ہونے کے بعد سارجنٹ اور اسکے رفقاء نے  
 اطالویوں کی بے سود گولہ باری پر فریادیں تھپتھپے لگائے چونکہ اس وقت  
 چاند نکل آیا تھا میں نے اس کی روشنی میں تھوڑی سی چہل قدمی اُن گولوں  
 کے پھٹنے کے نشانات دیکھنے کی غرض سے کی جنہیں میں ایک میل سے  
 چلتے ہوئے دیکھ چکا تھا ایک تین سو گز کے دائرہ میں ادھر ادھر گولوں  
 کے گرنے اور پھٹ جانے کے آثار موجود تھے لیکن عملی طور پر کہا جاسکتا  
 ہے کہ بوقماش کی دوبارہ گولہ باری بغیر کسی نقصان کے ایک ٹھیٹھ پرن دکھائی  
 جاسکتی ہے۔ ۴ جنوری کے اخبار پائٹن میں اس واقعہ کی جو کیفیت شائع  
 ہوئی ہے وہ اطالوی نامہ نگاران جنگ کی دروغ بیانیوں کا ایک نمونہ  
 ہے جسکو یہ لوگ یورپ ارسال کیا کرتے ہیں چنانچہ یہ تحریر بھی حسب معمول  
 غلطیوں سے پر ہے وہ کثیر التعداد مسلح جنگجو جنکا اس واقعہ کے متعلق ذکر کیا  
 گیا ہے صرف ایک سارجنٹ اور بیس عرب تھے اور بجائے راہ گزیر اختیار  
 کرنے کے جیسا کہ نامہ نگار نے ظاہر کیا ہے یہ مختصر جماعت چار دیواری  
 میں بیٹھی تھپتھپے لگاتی اور خوب غپ شپ کرتی رہی مگر جہازوں کے  
 نالایق توپچی ان عربوں کے پاس پاس گولے پھینک رہے تھے لیکن  
 یہ لوگ ابتداء گولہ باری سے اخیر تک اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہیں

ہے۔ علاوہ ازیں اس تحریر میں جن بعض سواروں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی غالباً غالباً ہمارے ہی اوپر رکھی گئی ہے کیونکہ میں نے اور بی اور کاڑٹوٹ نے متعین ملازموں اور دو شیر باتوں کے قلعہ میں صرف آدھ گھنٹے سستاے کے بعد چاندنی رات میں سرحد کی جانب سفر شروع کر دیا تھا چنانچہ غالباً ہمارے ہی حالت کو شکست فاش کھا کر راہ فرار اختیار کرنا بیان کیا ہے لیکن میں ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہماری راہ فرار زیادہ سست رفتار تھی۔

قلعہ بو فاش میں ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد ہم چاندنی رات میں پھر اپنے پیر تکلیف سفر پر روانہ ہوئے چاند میں اونٹ کے راستہ کا نشان اچھی طرح دیکھائی دیتا تھا چنانچہ ہم گم شدگی راہ سے بچوٹ ہو کر چلتے رہے دونوں جنگی جہازوں کی روشنی چٹانوں کی لابی قطار پھیلی لیکن برابر دکھائی دے رہی تھی۔ ہم اس حالت میں ڈیڑھ گھنٹہ سفر کرتے رہے صبح کے آٹھ بجے روانہ ہو کر رات کے ۹ بجے تک سفر کرنا خالی از تکلیف نہ تھا گو اس عرصہ میں ہم باری باری ایک اونٹ پر جس کی سواری بجائے خود پریشان کن تھی سوار ہوتے رہے تاہم باد جو د صعوبت سفر میں چاہتا تھا کہ ابھی اور آگے بڑھ کر قیام کیا جائے لیکن بی نے اپنی گھائل ایڑی جس میں ریت کی رگڑ سے تکلیف پیدا ہو گئی تھی معذرت میں پیش کی اور کاڑٹوٹ نے آبادی میں مقیم ہونا بدینوجہ ناپسند کیا کہ وہ عربوں کی دھوکہ بازی سے وق ہو رہا تھا پس بیابان میں پہنچنے رات کے نو بجے نسب باشی کا تہیہ کر کے پانچ منٹ میں خیمہ استادہ کر لیا جس میں اگرچہ صرف ایک شخص آرام و آسائش سو سکتا تھا لیکن اس وقت بحالت مجبوری ہم تین آدمیوں نے اس چھوٹے سے ڈربے میں بند ہونا منظور کیا۔ ہمارے عرب ہمراہی خیمہ کے پہلوؤں یا اونٹوں کے نزدیک اپنے لمبا دون میں گھسریاں

بیکر ٹپ گئے۔ ان لوگوں کو بوتقماش سے ہماری روانگی ایک آنکھ نہین بہائی  
 کیونکہ قلعہ من سردی سے محفوظ ہو کر ان لوگوں کو اپنے بھائی بندوں سے  
 بوتقماش کی تازہ ترین گولہ باری کے متعلق غپ شب کا بہت اچھا موقع  
 مل سکتا تھا۔ غالباً یہ لوگ اپنے دل میں خیال کرتے ہوں گے کہ ہم یورپین  
 کسٹڈریو قوت تھے کہ طلوع آفتاب کی سخت سردی اور رات کی کثرت  
 شبیم کو ایک محفوظ عمارت میں شب باشی پر ترجیح دی۔ مینے اس وقت  
 اپنے بستر پر لیٹے ہوئے اُن نے نئے نئے تجربوں کا خیال کیا جو مجھے سال ۹۱ء  
 میں دستیاب ہوئے تھے بڑے دن کی شام ایک غیر آباد حرم میں اور  
 اس کی رات ایک خالی قصبہ میں گذاری تھی فی الحال نے سال کی رات  
 ایک چھوٹے سے ڈیرے میں گزارنے کے لیے آمادہ تھے جو وسطیابان  
 جنگلی وزخون کے درمیان استادہ کیا تھا جسمانی تہکن کے باعث نیند  
 کا مجھ پر اس قدر زیادہ غلبہ ہوا کہ ختم سال پر حسرت آمیز نظر ڈالنے کی مہلت  
 نہیں مل سکی لیکن بی سے طعام شب اور ناچ کا ذکر کیے بغیر نہیں رہا گیا چنانچہ  
 اُس نے اس سلسلہ بیان میں یہ بھی ظاہر کیا کہ آئندہ سال کے لیے  
 ان تفریحوں میں اپنی شرکت کا وعدہ کیا تھا۔ وعدہ شرکت کے متعلق میں  
 یہ خیال کرتے ہوئے سو گیا کہ بی صرف اپنی خوش طالعی سے اس وقت  
 زندہ ہے ورنہ اسکا سترن سے جدا اور جسم قلعہ بوتقماش کی دیواروں کے  
 باہر موجود پایا جاتا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ کیوں ختم سال کو اظہار مسرت کا خاص  
 موقع قرار دیتے ہیں۔ سرکان ڈاکل اپنے ناول میں ایک نئے شادی شدہ  
 جوڑے کا ایک خاص مقبرہ پر پہنچنا اور وہاں ایک عورت کے مجسمہ

ہر جو کسی زمانہ میں خوبصورت تھی خاوند کا نظر ڈالنا اور پھر فوراً ہی اپنی محبوبہ پیوی  
 کو نظر بھر کر دیکھنا اور اس تمام خطرہ کو پوری طرح محسوس کر لینا جو انسانی زندگی  
 سے وابستہ ہے ایسی خوبی سے بیان کیا ہے کہ میں اس کی تطبیق انسانی  
 جذبات سے کئے بغیر نہیں رہ سکتا جو ہر ایک شخص کے دل میں خواہ وہ  
 کیسا ہی سنگدل کیوں نہ ہو ختم سال پر الحظاطہ عمر و نیز دیگر جبرت آمیز دہائی  
 سے پیدا ہوتے ہیں لیکن بیابان میں تھکان کے باعث عالم تخیل میں  
 غوطہ خوری کا بہت کم موقع ملا ہم سب جلد ہی سو گئے۔ اور صبح ہی طلوع  
 آفتاب سے پیشتر بیدار ہو کر کڑکڑاتی ہوئی سردی میں ایک دوسرے کو  
 سال نو کی مبارکباد دی اظلاوی جہاز ابھی تک ہماری نظر کے سامنے موجود  
 تھے چنانچہ کاڑٹوٹ نے مجھے رائے دی کہ اگر یہ جہاد ہماری جانب نشانہ باز  
 شروع کریں تو میں وہ چھوٹا سا کپڑا جس پر یونین جیک کی علامت بنی ہوئی  
 تھی اور جس میں میرا سیٹفر پستول لپٹا ہوا تھا کھجور کی اس لکڑی کے  
 سرے پر باندھ کر جو میرے ہاتھ میں موجود تھی بلند کر دوں مجھے ابھی طرح  
 معلوم تھا کہ خود اظالیوں کی قادر اندازی ہمارے لیے محافظت کا کام دیگی  
 البتہ مجھے صرف اس امر کا اندیشہ تھا کہ اگر وہ ہم پر آگ برسائے لیکن تو  
 کہیں قلعہ بو قماش کو کوئی نقصان نہ پہونچے ہماری یہ آخری منزل نسبت  
 اور منازل کے سب سے زیادہ تکلیف دہ اور طویل تھی۔ گو ساحل  
 سمندر دلی تمام دوسری منزلوں کو میں ہنسی خوشی طے کر چکا تھا تاہم یہ  
 ناممکن تھا کہ زندہ دلی اور خوش طبعی اس منزل کے اختتامی حصہ میں  
 بھی قائم رکھی جاسکتی ہم گیارہ بجے کے قریب سرحد پار پہونچ گئے  
 اور تقریباً ایک بجے ٹوشہ میں ایک دفعہ اور اپنے دوستوں کے



درمیان شامل ہوئے یہاں عرب عمال میں سے ایک شخص مجھے پریشان کرتا رہا کیونکہ میں بی کے متعلق اس شخص کو کوئی بات بتانا نہیں چاہتا تھا۔ آخر کار پہنچے بنی خود ان سے بذریعہ تار آگے بڑھنے کی اجازت حاصل کر لی۔ اور اُس کے ساتھ ہی سگریٹ و چار اور ادھر ادھر کی غپ شب سے سکون و آرام پا کر ایک بار اور سفر شروع کیا۔ یہاں تک تو سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا لیکن محوڑی ہی دیر بعد ہمارے لیے دوسری وقتوں کی ابتدا ہوئی۔ یعنی اول تو ہم بہت تیز و تند ہوا کا حملہ ہوا اور بعد ازاں موسلہ دھار بارش شروع ہو گئی عرب لوگ گولے جانوروں کی آڑ میں چھپتے رہے لیکن ایک لمحہ ہی میں پانی میں غرق ہو گئے۔ بی کی پرانی برساتی ایسی سخت بارش میں کام نیسے کے لائق نہ تھی چنانچہ یہ بیچارہ بھی پانی میں تڑپتے ہو گیا گاڑ ٹوٹنے بارش سے بچنے کی کوئی کوشش نہ کی بلکہ اُس نے اپنا بڑا برساتی کوٹھے پہننے کے لیے دیدیا چنانچہ ساری پارٹی میں اکیلا میں ہی بارش سے محفوظ رہ سکا اور وہ اسوجہ سے کہ میں علاوہ گاڑ ٹوٹ کے کوٹ کے اپنی برساتی بھی پہن رہا تھا خوش قسمتی سے عین اُس وقت جبکہ بارش زور سے ہو رہی تھی اونٹ پر میری سواری کی باری آپہونچی۔ عرب لوگ تو ہمیشہ کثرت باران میں بری طرح پریشان ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہم میں سے کوئی خوش نہ تھا۔ کثرت بارش نے ہمارے راستہ میں جا بجا پانی بھردیا چنانچہ اونٹ نے جو بلی کی طرح پانی سے نفرت کرتا ہے پھونک پھونک کر قدم رکھنا شروع کیا۔ قیاس چاہتا ہے کہ اونٹ کے پاؤں زیادہ دیر تک پانی میں بیٹھے رہنے سے پھٹ جاتے ہوں گے اور اسی باعث اسے پانی میں چلنے سے تکلیف ہوتی ہوگی بہر حال اگر ایسی حالت میں اس عجیب مخلوق کا

پاؤں ریٹ جائے تو اُس کے وزنی بوجھ یا مسافر کو زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہوتا ہے۔

۲ خرکاری عرواں کی بلندیاں دکھائی دینی شروع ہوئیں۔ پہنے سفر واپسی کی اس منزل میں جو حد درجہ پریشان کن ثابت ہوئی تھی اپنے دل کو اس خیال سے تسکین دی کہ عنقریب سونے کے لیے عمدہ بستر معہ چادر اور کھانے کے لیے لذیذ کھانا معہ شراب دستیاب ہوگا لیکن ہمارے قیاس کا پہلا جز غلط ثابت ہوا کیونکہ اس عجیب عمارت میں پہنچنے پر جو براۓ فکرت ہوٹل کھلائی جاتی ہے، ہمیں یہ معلوم کر کے مایوسی ہوئی کہ کوئی بستر کثرت مسافروں کی دستبرد سے محفوظ نہ رہے گا اس وقت ہمارے لیے ممکن الحصول نہ تھا۔ غذا کے مقابلہ میں ہمیں بستروں کی کچھ زیادہ خواہش نہ تھی چنانچہ ہم بلا تامل کھانے کی جانب رجوع ہوئے۔ پہنے ہفتون ٹین میں بند کیا ہوا باسی گوشت کھایا تھا اور گھٹلا پانی جوش دیکر پیا تھا علاوہ ازیں اور بیسیوں چھوٹی بڑی نکالیف جن کا تعلق انسانی زندگی سے جدا نہیں ہو سکتا تھا برداشت کی نہیں لیکن صعوبات اب ختم ہو چکی تھیں اس وقت میری نظر کے سامنے میز کریاں، نائیکین، انڈے، شراب، بہنا ہوا مرغ، بشوہ وغیرہ وغیرہ مشروبات و ماکولات ایسے آرام دہ طریقہ پر سجے سجھے موجود تھے کہ میرا دل خوشی سے بے قابو ہو گیا۔ ضروریات زندگی کے متعلق ایسی چھوٹی چھوٹی خوشیاں جتنی کہ اس وقت میں محسوس کر رہا تھا اسطو کے اصول کے مطابق اس دائرہ میں آ سکتی ہیں جو اس حکیم نے محسوس کی ہوئی خواہش کے برآئے کے متعلق کیا ہے اور اس قسم کی مسرتیں فی الحقیقت بالکل سچی ہو کرتی ہیں خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ایک مدت

تکلیف میں گزاری ہو یہ کارلٹن سولے یارٹنز کے ہوٹلون میں جو کھاتے کھاتے ہیں وہ ہرگز اس قدر مرغوب الطبع نہیں تھے جیسا اس وقت سینے بنی غردان میں کھایا وہ کھانا جو جگورات کے وقت عدن میں سقوط طرہ سے بحرہ ہند کو ایک ایسی کشتی میں عبور کرنے کے بعد دستیاب ہوا تھا۔ چونکہ بی یا گاز ٹوٹ کے پاس کوئی ذریعہ کپڑے بدلنے یا انھیں خشک کر نیکام موجود نہ تھا لہذا انھوں نے بھیسگے کپڑے پہنے ہوئے تناول کیا یہ ایک پرخطر عمل تھا جس کا نتیجہ علی الصباح ظاہر ہوا۔ ہم سب کی بڑی خوش قسمتی تھی جی سلامہ وہ ملنسار ٹیولنسی جو سفاکس کا باشندہ اور غزیریہ میں قوجی شفاخانہ کے ملازمون کو زخمیوں کے میدان جنگ سے اٹھالانے وغیرہ کی تعلیم دیتا تھا اس وقت خلاف امید ہوٹل میں وارد ہوا چنانچہ ہم نے اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیا۔ بعد فراغت طعام بنی سلامہ ہمارے لیے مکان تلاش کرنے کے لیے روانہ ہوا اور کھوٹوسی دیر بعد ہی واپس آکر یہ خوشخبری سنانی کہ وہ اپنی جستجو میں کامیاب ہو گیا ہم اس مہربانی کی تہ دل سے قد کرتے ہوئے اس کے ساتھ نئی فرد گاہ ہو پونچے جہاں ہمیں رات گزارنی تھی۔ بنی نے یہاں پہونچکر آخری مرتبہ اپنی انگلیٹھی دکھائی اور گاز ٹوٹ کے شریک حال ہو کر باہمی مدد سے جہاں ہو سکا اپنے کپڑے سکھائے لیکن اسپہ بھی آخر کار مجبوراً یہی کپڑے پہنے ہوئے کبل کوٹ برساتیان غرض جو کچھ اُن کے ہاتھ لگا اُسے اوڑھکر زمین پر ہی پڑے۔ لیکن کچھ دیر بعد دونوں کو جاڑے اور بخار لے آدیا چنانچہ رات بھر انھیں بہت کم نیند آئی مینے بطور حفظ ماتقدم دونوں کو دس دس گرین کوئین کھلا دی تھی۔ اس سے گو بخار نہ رک سکا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ وہ سو پ

نکل آنے پر پہچانے مرلیون کو اعصابی درد اور بخار میں سو بچ کی رفتار کے ساتھ ساتھ بند رنج تخفیف ہونے لگی مینے خدا کا شکر ادا کیا کہ میرے دونوں رفیق گٹھیا یا کسی اور سخت مرض میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے۔

بنی غردان میں ہمارے قیام کی پہلی رات بہ نسبت نر کی کیمپ یا طرابلس میں عام قیام کے زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوئی میرے پاس ایک سفری بستر اور سونے کے لیے ایک کیس موجود تھا پس مجھے تو آرام ملا لیکن میرے رفیقانے بڑی تکلیف اٹھائی چنانچہ ہمیں دوسرے دن لفٹنٹ ڈیسی واکس سے جو ضلع بنی غردان کا فوجی کمانڈنٹ ہے ملاقات کر کے درخواست کی کہ ہمیں جلد زریں روانہ ہو جانے کی اجازت دیجائے۔ لیکن اس مہربان افسر نے جس سے مجھے روانگی طرابلس کے ایام میں تعارف حاصل ہو چکا ہوتا جو اب کہا کہ زریں پہونچکر جہاز پر سوار ہونا ہمارے لیے تقریباً ناممکن ہے کیونکہ اس قصبہ میں ہیضہ بھوٹ نکلنے کے باعث فوج کے ذریعہ سے لوگوں کی آمد و رفت بند کر دی گئی تھی اس یا یوس جواب کے ساتھ افسر موصوف نے براہ عنایت یہ بھی کہا کہ اگر ہم دونوں بنی غردان میں اور قیام کر کے براہ بس بی بنس روانہ ہو جائیں تو اس صورت میں وہ بڑی خوشی سے ایک کمرہ ہمارے قیام کے لیے دیگا۔ ہمنے اس تجویز کو جو سراسر مہربانی پر مبنی تھی سچی شکر گزاری سے منظور کیا۔ زمانہ آئندہ میں جب کبھی میں اس جنگ میں اپنی آوارہ گردی کا خیال اسی اطمینان کے ساتھ کرونگا جو ایک منزل رسیدہ اونٹ کو جنگلی کی وقت میسر ہوتا ہے تو مجھ کو لازمی طور پر نر کی اور فرانسیسی افسروں اور سپاہیوں کی

یکسان عمدہ رفاقت اور بیخضانہ خوش اخلاقی بار بار یاد آیا کرے گی۔  
 حقیقت یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جس نے اہل دنیا سے تنگ آکر ان کی  
 نسبت بہت بُری رائے قائم کر رکھی ہو میں مشورہ دوں گا کہ وہ میرے  
 نقش قدم پر چلے۔ مجھے دعویٰ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے سخت ترین  
 نفرت کرنا بھی اس گرجوشی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا جس کا  
 ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ قصہ مختصر یہ ہے بنی غردان میں اپنے قیام کو طویل  
 دینا منظور کیا۔ ہمارے عنایت فرما فرانسیسی افسر نے قیام کے لیے کمرہ  
 دینے کے علاوہ ہم سے باصرار درخو است کی ہم لوگ فرانسیسی افسروں کے  
 ساتھ جو تعداد میں صرف تین تھے کھانا کھا یا کرین ان تین افسروں میں  
 ایک صاحب تو ڈیسی واکس تھے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے دوسرے صحاب  
 دو ماشیر ڈمی کرائیکس اور ماشیر لی کامٹی ڈمی بلاس تھے۔ بنی غردان  
 جیسے سرحد کے دور افتادہ مقام میں یہ افسر بظاہر وطن سے علیحدگی کا  
 زیادہ خیال نہ کرتے تھے بلکہ خوش طبعی سے اپنے فرائض کے انجام دینے  
 میں مصروف اور کبھی کبھی تفریح طبع کی خاطر غزالہ یا تیتربٹیر کا شکار  
 کیا کرتے تھے ابتداً جنگ سے بنی غردان کی رونق اور چہل پہل بہت ترقی  
 کر گئی ہے۔ کیونکہ صوبہ طرابلس میں داخل ہونے کے جو دو باب ہیں  
 ان میں ایک بنی غردان بھی ہے۔ چونکہ یہاں صرف ایک ہوٹل ہی قائم  
 ہے لہذا آج کل مسافروں کی کثرت کے باعث ایک ہفتہ میں اس قدر  
 کام کرنا پڑتا ہے جتنا کہ پہلے کبھی دو ماہ میں میسر ہوتا ہو گا سامان خوراک  
 بمقدار کثیر اس چھوٹے سے قصبہ سے گذرتا ہوا مشرق کی جانب لیجا یا  
 جاتا تھا لہذا سرد سرائی کا مسئلہ فرانسیسی حکام کی پریشان اور تکلیف کا

باعث ہو رہا تھا۔ ان افسروں نے خوراک و دیگر ضروریات زندگی کے سرح  
 پر سے گزرنے کے متعلق بعض اوقات عجیب بے ڈھنگے طریقہ سے کام لیا  
 ہے مثلاً عرض کرتا ہوں کہ جب میں سفر واپسی کے اثنائ میں بوتماش سے  
 روانہ ہو چکا تھا تو بارش کی آندے سے تھوڑی ہی دیر پیشتر میں نے ایک بہت بڑا  
 کاروان غلہ سے لدا ہوا پہاڑی پر پہنچ کر دیکھا جو باضابطہ سرح کا کام  
 دیتی ہے۔ اس کاروان میں بارہ سو چالیس اونٹ موجود تھے۔ اس سے  
 زیادہ بڑا کاروان میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا اور نہ آندہ دیکھنے کی کوئی اُمید ہو  
 بنی غردان میں اس کاروان کو دو ہفتہ سے زیادہ روک دیا گیا اور پھر دفعتاً  
 روانگی مع بار غلہ کے جو تخمیناً ڈیڑھ سو ٹن تھا طرابلس کی اجازت دیدی گئی  
 میں نہیں چاہتا کہ اس نازک مسئلہ پر کوئی طولانی بحث کروں ہاں البتہ یہ ضرور  
 عرض کروں گا کہ قانون اسباب ممنوعہ جنگ جسے مدت سے عمل و رواج  
 نے قائم کر رکھا ہے بہت سہل و آسان ہے مثلاً سامان خوراک کا بیچ و بون کے  
 نام بھیجا جانا ممنوع ہے لیکن اگر اسٹیا خور دو نوش کسی ملک میں  
 بحالت جنگ ایسے سودا گروں کے نام بھیجی جائیں جسے عام آبادی کو  
 ایسی اشیاء کی دستیابی کا موقع ملے تو اس صورت میں قانون سامان ممنوعہ  
 جنگ کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہو سکتی۔ گو میں یہ بیان کرنے کے لیے تیار  
 نہیں ہوں کہ ہمیں راستہ میں غلہ کے جو کاروان ملے تھے ان کی اصلی منزل  
 مقصود کون جگہ تھی تاہم یہ ظاہر ہے کہ صوبہ طرابلس میں ہر وقت لکھو کھا  
 غیر جنگ موجود رہتے ہیں موجودہ حالت میں تمام عرب جنگ نہیں کرے ہیں  
 بلکہ بہت کم علاوہ ازیں عورتوں بچوں اور بوڑھوں کی ایک بہت بڑی  
 تعداد ایسی موجود ہے جو محض بدینوہ فاقہ کشی کے لیے چھوڑی نہیں جاسکتی

غیر قوم نے ان کو تمام رسد سے محروم کر رکھا ہے جو سمندر سے پہونچائی جاسکتی ہے صوبہ ٹیمپنس سے شہر طرابلس کو ایسے جہازات روانہ ہو رہے ہیں جن میں گو سفند یا گوشت کی ایک تعداد یا مقدار بھی جاتی ہے۔ کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لیے بھی قیاس کر سکتا ہے کہ یہ سامان نوراک شہر طرابلس میں صرف ان لوگوں کے لیے مخصوص کر دیا جائیگا جو غیر جنگجو ہیں؟۔ نیا ہر کوئی معقول شکایت اندرون ملک میں غلہ بھیجے جانے کے متعلق اٹلی کو اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی محصور فوجوں کے لیے طرابلسی قصبات میں غیر مالک کے بند گاہوں سے اسباب منگوا رہی ہے۔

اونٹوں کا وہ بڑا کاروان جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ایسے وقت بنی غردان سے روانہ ہوا تھا کہ اپنے سفر کا وہ حصہ جو اطالوی توپوں کی زد میں تھا تاریکی شب میں طے کر لیا جائے گا لہذا اطالوی جاسوسوں نے کاروان کے روکے جانے اور عنقریب اسکو اجازت روانگی کے ملنے کی اطلاع اپنی ساحلی فوج کو دیدی تھی چنانچہ دو جنگی جہاز اس کاروان کے انتظار میں بلاشبہ ساحل پر موجود تھے تاکہ وہ ہزار گز کے فاصلہ سے ایک دفعہ اور اپنی قادر اندازی کا امتحان کریں۔ بحالیکہ مطلع صاف ہوا اور چاندنی میں سرچ لائٹ کی مدد سے یہ قافلہ مختور بہت کھائی دے۔ جو لوگ اس کاروان کے نگران تھے وہ اس امر کے ذمہ وار تھے کہ اطالوی گولہ باری سے کاروان کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔ یہ بہت ممکن تھا کہ ایک دور دراز راستہ سے یہ لوگ گولہ باری کے خطرہ سے محفوظ ہو کر طرابلس میں اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیں لیکن

ان کے دلون میں کوئی اندیشہ شکی میں اٹالوی فوج سے ٹڈ بھٹکر کا معلوم نہ ہوتا تھا۔ اس بڑے کاروان کے شتر بانوں کو جو طرابلس سے صوبہ ٹیونس میں داخل ہوئے تھے اپنے تمام اسلحہ تنہا شوشہ میں باضابطہ داخل کرتے پڑے تھے چنانچہ جس کمرہ میں یہ اسلحہ رکھے تھے وہ ایک فوجی بحائب خانہ کی طرح گذشتہ زمانہ کی عجیب غریب بند و قون اور زمانہ حال کی چند رافلون سے پُر ہو گیا تھا واپسی پر ان شتر بانوں نے جو تعداد میں کم از کم بارہ سو تھے اپنے اسلحہ واپس حاصل کر کے مسلح ہو گئے پس اس طرح یہ تعداد بزدل اٹالیوں کی خشکی پر اتر دیوالی فوج کی مدافعت کے کٹانی سے زیادہ معلوم ہوتی تھی۔

جس وقت بی میدان جنگ کو عجیب غریب طرح سفر کرتا ہوا بنی غردان میں پہونچا تو ایک مرفہ الحال عرب نے اس کے ساتھ بڑی کشادہ دلی و ہمان تواری کا برتاؤ کیا تھا یہ عرب اس قصبہ کے اطراف و جوانب میں ایک بڑی جائداد کا مالک تھا لیکن جب نے اس شخص کا پتہ لگانا چاہا تاکہ بی اس سے ملکر ایک فحہ اور شکریہ ادا کرے تو مجھے معلوم ہوا کہ اسکو گرفتار کر کے جیلخانہ بھیجا گیا تھا۔ بظاہر اس پر ایک ایسے جرم کا الزام لگایا تھا جس کی کوئی شرح ٹھیک نہیں ہو سکتی البتہ قیاس چاہتا ہے کہ وہ سرحد کے پہلے ممنوع سامان جنگ کے بھیجنے میں مشتبہ تھا۔ گو مجھے اسکے مقدمے کے حالات ٹھیک معلوم نہیں ہوئے اور گو میں اس امر سے بھی خوب واقف ہوں کہ جو شخص کوئی خطرناک کھیل کھیلے تو پہلے ہی اُسے خطرہ برداشت کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے تاہم مجھے ایک ناگوار تعجب اس علم سے محسوس ہوا کہ ایک تعلیم یافتہ و ذی حیثیت عرب



کسی قدر سیاسی جرم کی خلاف ورزی کے باعث معمولی مزدوروں کی طرح  
 شرکون وغیرہ بدخمت کرنے کے لیے مجبور کیا جائے مجھے ایسے اشخاص سے  
 جو بظاہر واقعات سے آگاہ اور راست گو دیکھائی دیتے تھے معلوم ہوا  
 کہ بنی غردان جیسے لمحات میں جہان فوجی قانون جاری ہے عرب لوگ  
 بالکل فوجی حکام پر چھوڑ دئے گئے ہیں چنانچہ کوئی باقاعدہ مراغہ کسی سزا  
 کے خلاف خواہ وہ کیسی ہی نامناسب اور حد سے بڑھی ہوئی کیوں نہ ہو  
 دائر نہیں ہو سکتا ہے مجھے بعد میں یہ بھی مسموع ہوا کہ اس عرب امیر کو  
 جس طرح یکایک بلا متقول تحقیقات کے جیلخانہ بھیج دیا گیا تھا اسی طرح دفعتاً  
 بلا کسی اظہار وجہ کے رہا کر دیا گیا۔ جو کچھ میں نے سنا ہے اس کی بنا پر کہہ سکتا  
 ہوں کہ فرانس کے لیے اخلاقی نقطہ خیال سے علیحدہ ہو کر یہی مناسب و  
 سودمند معلوم ہوتا ہے کہ ٹیونس بائندون کے مقدمات کی مختصر طریقہ  
 کار روانی پر پورا غور و خوض کر کے ضروری اصلاحیں عمل میں لائی جائیں۔  
 عربوں میں خود مختارانہ فیصلوں اور غیر منصفانہ سزائوں کی حکایت کے  
 باعث جو ان کے ہم مذہبوں پر عائد کیے گئے ہیں والی کے برخلاف  
 تلخ ترین دشمنی پھیل رہی ہے۔

بنی غردان کی ساری سرزمین میں جاسوسی کی بدبو پھیلی ہوئی محسوس  
 ہوتی تھی مجھ سے مختلف لوگوں نے بیان کیا کہ فلان فلان اشخاص جاسوس  
 ہیں لیکن جن لوگوں کے متعلق جاسوسی کی افواہ مشہور تھی وہ اور آدمیوں کو  
 اس خدمت میں ملوث ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے یہاں میں ایک  
 عجیب بات یہ دیکھی کہ طعن کے طور پر عرب لوگوں نے بعض الفاظ کے معنی  
 بالکل برعکس قرار دے رکھے ہیں مثلاً دغا باز کو صادق یا وفادار

کوئلہ کو بعد عیدنی سفید و غیرہ و غیرہ ایسے الفاظ ہیں جو آج کل بنی غردان میں بکثرت برعکس مفہوم میں استعمال کئے جاتے ہیں پہلے ہوٹل میں آخری دفعہ ناشتہ کھانے کے وقت ایک شخص کو دیکھا جو ٹیلی کپیلی وضع میں ایک چھوٹی سی جہیز اور چھوٹے سے کوٹ میں بلبوس اور خاکی رنگ کی پٹیان باندھ ہوئے تھا یہ بد وضع شخص جس کی نسبت مجھے پہلے ہی سے اطلاع ہوئی تھی اس کی اطلاع تھی بڑا لسان تھا چنانچہ اس سے بھیجا چھڑانے میں وقت محسوس ہوئی گو اشارہ گفتگو میں اس شخص نے اپنے آپ کو مالٹا کا باشندہ ظاہر کر کے فخر یہ بیان کیا کہ تو ایچ مین کوئی مثال اس وفادار ملک کے کسی ایسے باشندے کی نہیں پائی جاتی ہے جس نے برٹش شہریت ترک کر دی ہو تاہم اس شخص کا ہر ایک دیکھنے والا سمجھ سکتا تھا کہ ایسے لسان آدمی کو اسکے پولیٹیکل خیالات تبدیل کرانے کی خاطر کوئی بہت بڑی رقم دینے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

بنی غردان سے روانہ ہو کر میں نے وہ راستہ ترک کر دیا جس پر سے میں اس پہلے سفر میں سرحد پہنچا تھا اس صورت سے سفاکس پہونچ کر لسانی بڑا سے براہ سمنڈ حسب مشورہ فرانسیسی کمانڈنٹ روائنگی کا ارادہ کیا اس ہتھام سے زوری میں روکے جانے کا کوئی اندیشہ نہ تھا بنی غردان سے مغرب کی جانب معمولی مسافر گاڑیوں میں سفر کرنا بہت تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ یہ مسافر گاڑیاں جو جنوبی ٹیمونس میں عام طور سے رائج ہیں بھری وضع کی چوبی ہوتی ہیں ان میں بڑے بڑے پیچھے لگے ہوتے ہیں اور خچر جوڑے جاتے ہیں۔ گو یہ گاڑیاں اسباب لادنے کے لیے نہایت کارآمد و موزوں ہیں۔ تاہم کمائی دار ہونے کے باعث مسافروں کو ہچکولوں سے

نا قابل برداشت تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور اگر کوئی مسافر ایسی حالت میں اونگھ رہا ہو تو زمین پر آ رہے یا پیے میں لپٹ کر کیل جانیکا خطرہ پیدا ہو جیسا نہیں علاوہ ازمین مدین سے جو مسافر گاڑیاں رات کے وقت روانہ ہوتی ہیں ان میں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اس مسافت کو بذریعہ موٹر کار طے کرے تو اس کا گریہ بہت گراں ہے۔ ان تمام وقتوں کے مقابلہ میں یہی بہتر ہے کہ سبائی بینس سے سفاکس تک صرف ۳۱ فرانک گریہ و یکجہ براہ سمندر جہاز می راستہ ۹ گھنٹے میں طے کر لیا جائے۔

۴ جنوری کو بنی اورین اپنا اپنا اسباب ایک چھری گاڑی میں لا دھکر پیدل سبائی بینس کو روانہ ہو گئے۔ گاڑی ٹوٹ ہمارے ساتھ شریک سفر نہ ہو سکا کیونکہ بنی گردان میں اسے بعض کاغذات کی آمد کا انتظار تھا تاہم وہ بنی سلامہ ہمارے ساتھ آیا وہی کے کنارے تک الوداع کہنے کی غرض سے آئے تھے۔ مجھے حقیقت میں اس پولینڈی دوست سے جدا ہونیکا فاسوس ہوا کیونکہ اس کی رفاقت نے میرے سفر واپسی کو بہت خوش گزران بنا دیا تھا بہر حال مجھے اُمید تھی کہ گاڑی ٹوٹ سے ٹیونس میں ملاقات کر نیکا موقعہ ملے گا۔ بنی گردان سے مرصہ فرصہ تک صرف نو کیلومیٹر کا فاصلہ ہیں ہمیں پیدل طے کرنا تھا لہذا مجھ جیسے شخص کے لیے جس نے بسا اوقات دن بہر میں تیس سے پچاس کیلومیٹر تک سفر کیا ہوتا یہ مختصر فاصلہ خاصی تفریح تھی۔ مرصہ پہنچ کر دیکھا کہ یہاں صرف ایک محمول خانہ اور ایک عمارت بندرگاہ کی موجود ہے۔ یہ مقام ایک سیج بحری جھیل کے جنوب میں واقع ہے جس کا عمق نہایت کم اور جو قسم قسم کی مچھلیوں سے معمور ہے

مانشیر سین جو جہاز ران کمپنی کا ایک خلیق ایکٹ ہے ہماری آمد کے تصویری  
 دیر بعد بھی ابجگہ وارد ہوا زیادہ توقف کیے بغیر ہم دونوں مانشیر سین کیساتھ  
 ایک کشتی پر سوار ہو کر سبائی بنس روانہ ہو گئے۔ پانی پر کشتی کی نیز روانی اور  
 ہوا کی موافقت نے اس کی رفتار کو خواب آور و تسکین دہ بنا دیا اور سورج  
 کی حرارت جون جون وہ بلند ہوتا جا رہا تھا بڑی خوشگوار معلوم ہوتی تھی  
 ہم کشتی میں سفر کرتے ہوئے ایک گھنٹہ میں سبائی بنس پہنچ گئے۔  
 یہ پر قضا مقام ایک تنہا جزیرہ کی شکل میں جو تنگ کھاڑیوں کے باعث  
 دو لانی چٹانوں کی قطار سے پیدا ہوئی ہے واقع ہے یہ چٹانیں زمین  
 سے نکلتی ہوئی دونوں جانب پھیلی ہوئی ہیں چنانچہ سمندر کو ایک جھیل کی  
 شکل میں گھیر رکھا ہے۔ یہاں مانشیر سین جہاز رانی اور ماہی گیری کی حیثیت  
 سے با اختیارات کامل سکونت رکھتے تھے چند عرب بھی جنہوں نے ماہی گیری  
 کے وسیع کاروبار کا ٹھیکہ گورنمنٹ فرانس سے لے رکھا تھا یہیں دو باش  
 رکھتے تھے۔ یہاں سمندر میں مختلف سمتوں میں لکڑی وغیرہ کے انبار  
 ایسے مقامات میں قائم کئے گئے ہیں جہاں کی گہرائی نہایت کم تھی اور  
 اس سے مقصد یہ ہے کہ پانی کاٹ کر مچھلیوں کو ایسی جگہ پہنچا دیا جا  
 جہاں سے بآسانی پکڑی جاسکیں ان انباروں پر سیکرٹوں ماہی  
 پرند موجود تھے جنہیں بظاہر سمندر سے اپنا ٹکس وصول کرنے میں۔  
 کسی طرح منع نہیں کیا جاتا تھا۔ سبائی بنس کے مغربی کنارہ پرینے ایک  
 برباد شدہ سپانوی قلعہ کے آثار موقعہ پر پہنچ کر دیکھے اس قلعہ  
 کی دیواروں اور چوہترہ سے باوجود شکست و ریخت ظاہر ہونا  
 تھا کہ یہ عمارت فوجی استحکام کی نظر سے ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے

کہ غازیان کے دیکھنے کے بعد سے ایسی فوجی عمارت اور کہیں نظر نہیں آئی اس قطعہ زمین پرانی تو بہن بھی دیکھیں جو قطعہ کی گذشتہ غفلت کی یادگار ہیں۔ مانشیہ سیمین لہجہ تنہائی کا کچھ زیادہ شاکی دکھائی نہیں دیتا تھا علاوہ تین کتوں کے ایک عمدہ کتب خانہ بھی مانشیہ موصوف کی تنہائی کو خوش گذران بنانے کے لیے موجود تھا۔ گو صحیح ہے کہ کتا میں انسان کی اُس خواہش کو پوری نہیں کر سکتیں جو اس کے دل میں بالطبع اپنے ہمعصرین سے میل جول قائم کرنے کے لیے پیدا ہوتی ہے تاہم تنہائی کی تکلیف مطالعہ کتب سے کس قدر کم ضرور ہو جاتی ہے۔ مانشیہ سیمین کے کتب خانہ میں میز پر بیٹے کارن ڈی ایچ کے فری خوش کن ظرفیت آمیز نقاشی کے نونے پائے الغرض۔ ۱۰ صبح سے ۴ بجے شام تک ہمنے سبائی ہنس میں بڑی تفریح سے جہاز کی آمد کے انتظار میں اپنا وقت گزارا آخر کار ایک چھوٹا ایئر مین اور اس ٹاپو سے کشتی کی ایک گھنٹہ کی مسافت پر لنگر انداز ہوا کیونکہ اب جگہ سمندر کی گہرائی بہت کم ہے چنانچہ ہم ایک کشتی پر سوار ہو کر جہاز پر جا پہنچے جو بہت دیر قیام کرنے کے بعد چاندنی رات میں روانہ ہوا اس وقت وہ خوفناک دلدل جس میں سے ہم گزر رہے تھے ہم پر بہت مہربان تھی۔ اس جہاز میں ایک سپاہی نے جو اپنی رجمنٹ میں شریک ہونے کے لیے سفر کر رہا تھا مجھ سے بیان کیا کہ وہ بنی مردان سے کس قدر تنگ آ گیا تھا بلکہ منظر کی خوبصورتی سے جرات پا کر یہ بھی کہہ بیٹھا کہ وہ کس قدر خوشی سے ٹیونس پہنچ کر اپنی منگیتر سے ملاقات کرے گا۔ ہارلیس کی طرح یہ شخص بھی کسی پیاری دل لبھائی نے اور مسکراہو الی معشوقہ کے خیالات میں غوطہ زنی کر رہا تھا۔

میں زردیس جو ایک خوبصورت مقام ہے نہ جاسکا کیونکہ یہاں سمندر کی گہرائی اسقدر کم ہے کہ کھٹکی سے ایک میل سے کم فاصلہ پر جہاز پہنچ نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں یہ چھوٹا سا قصبہ فی الحال ہیضہ کے باعث ممنوع الدخل قرار دیدیا گیا تھا زردیس کے بعد جہاز نے دحیرہ میں قیام کیا تا ریکی شب کے باعث میں اس کے مقام کو بھی نہ دیکھ سکا۔ یہ دحیرہ وہی جزیرہ ہے جس میں ہومر نے اپنے جیالی کنول خور قائم کر رکھے تھے اور اس مشہور شاعر کے بعد یہی نے بھی اس مقام کی مدح سرائی کی تھی۔ اس وقت رات کی تاریکی میں جہاز کی جھٹ پرت سے دحیرہ دہندہ لادکھائی گئے رہا تھا مجھے افسوس ہے کہ اپنے قبل از وقت دلدل کو اہل جہاز کے لیے مہربان کیوں ظاہر کیا۔ ان پایاب مقامات نے جنھیں طوفان نے پیدا کر دیا تھا ہمارے جہاز کو اسقدر پریشان کرنا شروع کیا کہ ان مسافر ملک بھی کھانا کھانا دو بہر ہو گیا جو جہازی سفر کے بہت زیادہ عادی تھے۔

اس موقع پر میں کھانپکا مختصر حال بیان کرنا چاہتا ہوں گو اس ادنی درجہ کے جہاز میں بخیرین باورچی خانہ وغیرہ مختصر کوئی آرام دہ یا مروجہ چیز موجود نہ تھی تاہم اس چار سو ٹن وزنی جیسے حقیر جہاز کے کھانے کی فہرست لیکر اس کا دو پہر یا رات کے کھانے سے مقابلہ کیجیے جو ہلو گون کو انگلش چینل کے نیز رفتار جہازوں میں ملتا ہے تو دونوں میں بہت بڑا فرق پایا جائیگا کیونکہ یہیں پینا کھانا ملا وود حقیقت بہت اچھا تھا اور بڑے تکلف سے چنا گیا تھا ایک خوبصورت صاف میز پوش میز بچھا ہوا تھا جس پر نائیکین سرخ و سفید شراب کی بوتلیں عمدہ قبوہ اعلیٰ درجہ کی نارنگیاں انجیر اخروٹ کے علاوہ چھ قسم کا لذیذ کھانا موجود تھا ہماری با عظمت قوم در حقیقت

عہدہ خوراک تیار کرنے میں اور اقوام سے گری ہوئی ہے جب کبھی میں فرانسیسی کھانا خواہ وہ معمولی و حربہ کا ہی کیوں نہ ہو کھاتا ہوں تو مجھے بے اختیار یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ انگلستان میں مسافروں کے کھانے کا انتظام کس قدر افسوس کے قابل ہے جنکو مینر ہوشوں پر دہیوں اور غذا کے ریزروں سے واسطہ رکھنا پڑتا ہے علاوہ ازیں ناپکون کا پتہ نہیں ہوتا۔ گوشت بڑی طرح پکایا جاتا ہے۔ اُسے ہسٹل کے شرفی خفندہ دریا تلخ چار یہ بنایا خورو نوش کسی طرح بھی مرغوب طبع نہیں ہو سکتیں خصوصاً وہ چیز جسکو انگلستان میں ریل کی ملازمہ ستورات براہ قدر افزائی قہوہ کہتی ہیں مجھے تعجب ہوتا ہے کہ برٹش عوام الناس کس طرح اپنے ملک میں ریلوے ہوٹلوں اور جہاز کے کمروں میں خوراک کے نامعقول انتظام کو چپ چاپ برداشت کرتے ہیں گو یہ ممکن ہے کہ میرے ہم ملک اکل و شرب کے موجودہ انتظام کو پسند کرتے ہوں تاہم مجھے یہ دیکھ کر کچھ بھی تعجب نہیں ہوتا کہ بعض اشخاص صرف ایک بسکٹ کے ناکافی اور معمولی ذائقہ کے ناشتہ کو جو کی شراب یا دہسکی اور سوٹے کے ساتھ تناول کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں بہ نسبت اُس غذا کے جو سفر میں عام طور پر دستیاب ہوتی ہے۔

میں نے سفاکس میں بی کی آرام و آسائش کا کچھ اہتمام کر دیا اس بیچائے کی آخری درخواست مجھ سے یہ تھی کہ ہوٹل کے مالک سے کہیں اس کے لیے تھوڑا سا شور بہ منگوادون بی فی الحقیقت ایک اچھا آدمی تھا اس نے وہ کام کیا جس کی انجام دہی کا بہت کم شخص خیل کر سکتے اس شخص نے طح طرح کی ذلتوں پر غلبہ پایا تھا خواہ دوسروں کی آمد کے ذریعہ سے یا محض اپنی زبردست طبیعت کے باعث۔ لیکن جن لوگوں نے بی کو مدد دی تھی۔

انھوں نے اپنے اوپر اسکا غلبہ تسلیم کر لیا تھا چونکہ اس پہلے آدمی کے ارادے بالکل غیر مستقل اور روزانہ تبدیل ہوا کرتے تھے پس میں خیال نہیں کر سکتا کہ اس سے آئندہ پھر کبھی ملاقات کا موقعہ ملے گا بہر حال مجھے وہ خود غرضی سے پاک کوششیں یاد آتی رہا کریں گی جو اُس سے میری راحت اور آسائش کی خاطر عمل میں آئی تھیں۔ اور سب سے زیادہ مجھے اس کی قابلِ تعریف قوت برداشت و تحمل کا خیال آتا رہے گا۔ خدا کرے کہ وہ ہمیشہ کامیاب اور خوش و خرم رہے (انشاء اللہ)

ٹیونس میں داخل ہونے کے تقوڑی ہی دیر بعد میں نے اطالوی قونصل سے ملاقات کی تاکہ شہر طرابلس کو دیکھنے کی اجازت اُس سے حاصل کروں گو میرے پاس اخبار یا پمپٹر گارڈن کی نامہ نگاری کا باضابطہ ثبوت موجود تھا اور میرے پروانہ راہداری پر برٹش سفیر کی اجازت ورج تھی تاہم قونصل مذکور نے ڈیکس پر سے ایک کاغذ اٹھا کر جواباً بیان کیا کہ میرے لیے اطالیوں کے خلاف مضامین لکھنے کے باعث ایسی اجازت ملنی ناممکن تھی۔ یہ جواب سکرینے صاف دلی سے اقرار کیا کہ فی الحقیقت میں اطالین گولہ باری پر جو انھوں نے غیر محفوظ قصبات اور دیہات پر کی تھی سختی سے تکنت چینی کر چکا تھا اور اسی ضمن میں میں نے ترکی سپاہیوں کی قابلیت اور اطالوی افسروں کی ذاتی جرأت کا بھی ذکر کیا تھا۔ اطالین سفیر نے میرے ساتھ بڑا خوش خلقانہ برتاؤ کیا اور روم سے براہ مہربانی بذریعہ تار یہ دریافت کر لیا وعدہ کیا کہ آیا مجھے ممنوع الدخول شہر طرابلس میں داخل ہونے کی اجازت دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اثنائ گفتگو میں قونصل مذکور نے مجھ سے دریافت کیا کہ ایسی حالت میں جبکہ گورنمنٹ برطانیہ



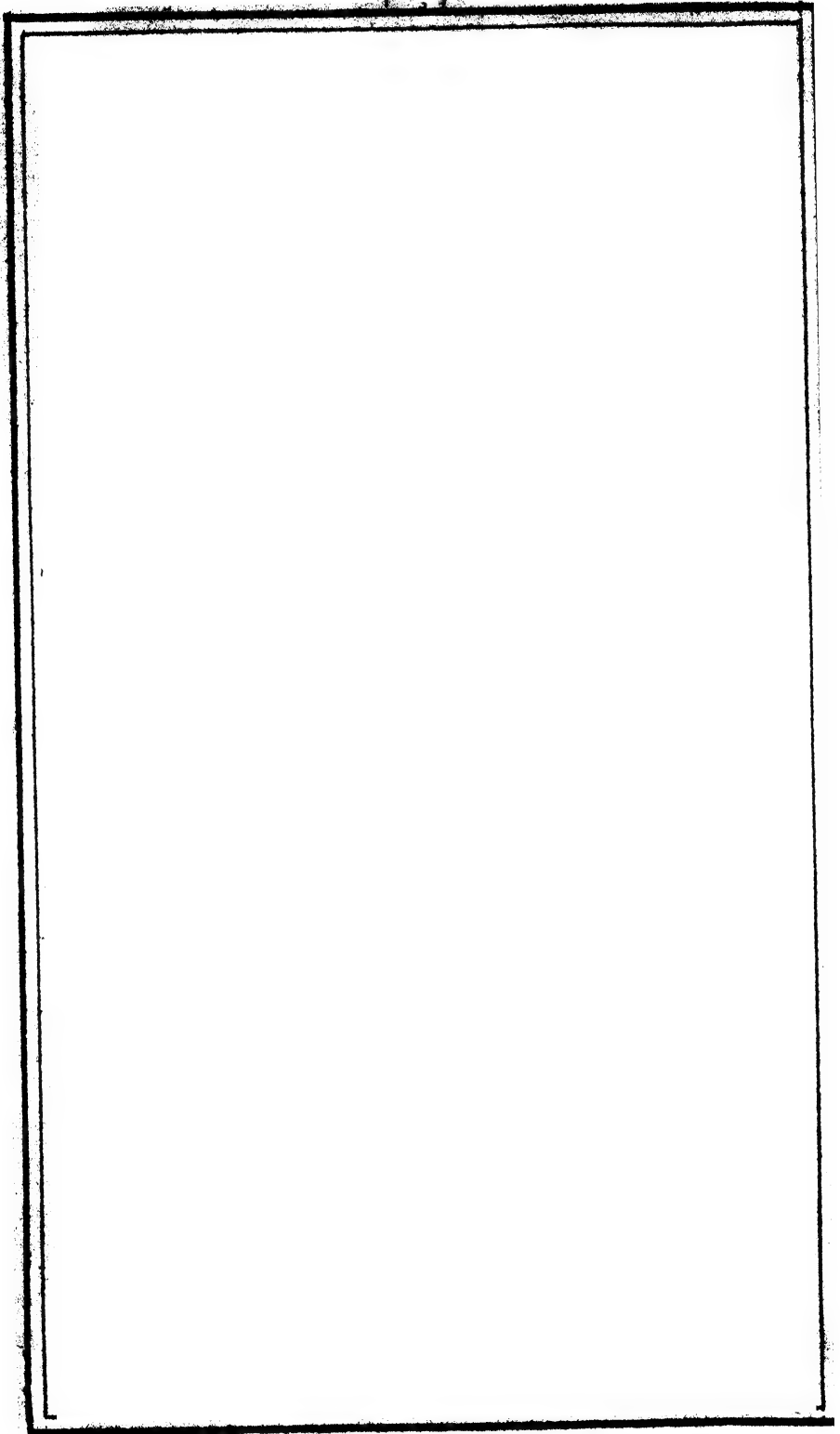
کارویہ اٹلی کی جانب بالکل درست بلکہ ہمدردانہ ہے تو پھر کس طرح  
 اخباروں کا عام لہجہ اسکے ہوطنوں کی کھلے بندوں مخالفت کر رہا ہے  
 میری طبیعت چاہتی تھی کہ اُسے مطلع کروں کہ دیکھن میں اپنے خیالات  
 اُس پر ظاہر نہیں کیے، ایک لبرل گورنمنٹ میں بھی فارن آفس کے رویہ  
 اور اس پارٹی کے اعلیٰ محسوسات میں بھی تفاوت پیدا ہو سکتا ہے جسکا  
 ایک ممبر سند وزارت پر ممکن ہو۔ علاوہ ازیں انگلستان میں یہ نسبت کسی  
 اور ملک کے وزیر صیغہ خارجہ زیادہ خود مختارانہ حیثیت رکھتا ہے اس پر  
 کوئی کمیٹی تعلقات خارجہ کے متعلق حکومت نہیں کرتی ہے چنانچہ وہ  
 اپنے فیصلے خود تیار کرتا اور اُس پر خود عمل درآمد کرتا ہے بغیر اس امر کے کہ وہ  
 رعایا کے انتخاب کردہ نائبوں سے کوئی مشورہ بھی لے۔ میں سینئر بروڈی  
 (اطالوی سفیر) کے عمدہ برتاؤ کا شکریہ ادا کر کے رخصت ہوا۔ مجھے  
 پیشتر سے ہی خیال تھا کہ روم سے بذریعہ نار جو جواب موصول ہو گا  
 وہ مجھے شہر طرابلس میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے گا چنانچہ ایسا ہی  
 ہوا۔ میں ہفتوں اس شہر سے چنابیل کے فاصلہ پر مقیم رہا تھا  
 میرے خیمہ میں اس شہر سے زوردار سرچ لائٹ کی روشنی پہنچا  
 کرتی تھی اور میری طبیعت چاہا کرتی تھی کہ شہر مذکور کو اندر سے دیکھوں  
 لیکن مجھے اس معاملہ میں مایوسی نصیب ہوئی اسکے ساتھ ہی یہ بھی  
 ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مجھے شہر طرابلس دیکھنے کی اجازت نہ ملنے کے  
 باعث اطالوی افسروں سے کوئی حق بجانب شکایت پیدا نہیں ہو سکتی  
 ہے کیونکہ میں ابتداء جنگ ہی سے ترکون کے ساتھ پوری ہمدردی  
 اُس شاندار مہمت کے ساتھ رکھتا تھا جو انہوں نے اپنے ملک پر

ایک نادان جیسی دستیر کے مقابلہ میں شروع کر دی تھی میں پس پیش  
اپنے خیالات کا اظہار اُن خطوط میں کر چکا ہوں جو میں نے مائجسٹر گارڈن کو  
لکھے تھے۔ اگر میں اطالوی افسروں کی جگہ تعینات ہوتا تو میرا طرز عمل  
بھی انھیں جیسا ہوتا کیونکہ میں معقولیت کے ساتھ یہ امید نہیں کر سکتا  
تھا کہ خرگوش کے ساتھ بھاگتا بھی رہتا اور کتوں کے ساتھ شکار بھی  
کھیلتا رہتا یہ تو صرف سادہ لوح ترک ہی ایک ایسا شخص ہے جو  
نامہ نگاروں بلکہ مشکوک الاعتبار اجنبیوں کو بھی اپنے  
خطوط مدافعت کے ملاحظہ کی اجازت دیدیتا ہے اور علاوہ ازیں  
اُن کے لیے بلا قیمت روٹی اور بلا کرایہ گھوڑے ایسی حالت میں  
ہیا کرتا ہے جبکہ وہ خود اپنی بیشمار ذاتی دقتوں میں گرفتار ہو میں  
آخر میں اطالوی محکمہ خبر رسانی کی تعریف کے بغیر نہیں رہ سکتا وہ  
اطالوی تفوصل جس سے میں ملا تھا ملاقات سے قبل ہی میرے  
متعلق ہر ایک بات سے آگاہ تھا مثلاً یہ کہ میں ترکوں کے ساتھ موجود تھا  
بنی غردان سے گذرا تھا ٹیونس یا ٹیلس ہوٹل میں مقیم تھا وغیرہ وغیرہ  
ان سب واقعات کا اسے علم تھا اس سفیر اور اس کی گورنمنٹ کی  
خدمت جاسوسوں کی ایک بڑی جماعت خوب انجام دے رہی تھی  
جس میں سے مجھے ایک شخص کی نسبت معلوم تھا کہ وہ دو مہینے  
پہلے اپنے آپ کو ترکوں کا زبردست حامی ظاہر کرتا تھا اور اطالیوں  
کی علانیہ عیب جوئی کیا کرتا تھا۔

میرادل اس بہادر فوج سے سچی ہمدردی رکھتا ہے جو اپنا تعلق  
دنیا کی مدد سے قطع ہو جانے کے باوجود بھی ایک کثیر التعداد دشمن

کے مقابلہ میں مروا گئی سے جنگ کر رہی ہے جن دوستوں کو میں نے اپنے پیچھے میدان جنگ میں چھوڑا ہے اُن سے جنگ کی سنتوں مزاجیوں اور تباہ کن اثرات کے درمیان الوداع کہنا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اپنے ترک میزبانوں کا لطف صحبت پُر امن حالات میں پھر کبھی اٹھاؤ لگا اور اپنے خدائے بھی یہی دعا کرتا ہوں بہت سے مناظر جنہیں سے میرا گذر ترکی اور انگلینڈی رفقا کے ساتھ ہوا ہے ہمیشہ میرے ذہن میں محفوظ رہیں گے۔ اور بعض اوقات سکون اور اطمینان کی حالت میں مجھے خواہش پیدا ہو سکتی ہے کہ میں پھر توارہ کے جھنڈوں میں واپس جاؤں اور ان مجبور کن درختوں پر نظر ڈالوں جنہر چاندنی نکھر رہی ہو اور ریت کے ٹیلوں سے پہرے سمندر کے بہنے کی آواز میرے کانوں میں آ رہی ہو۔

بِالْحَقِّ فَمِنْ  
بِیْرُ





پیش کشنده سنی کی روح

جو نگاہیں شیخ سنو سی کے ۳۲ صفحوں کو ایک غیر معمولی شوق کیساتھ

دیکھ چکے ہیں وہ تو اس سرخی پر لوٹ ہوئی جائیگی اور انکی سہیلی اور بیٹی اب

ہمارا اضطرابِ اہوت تک قطعی رفع نہیں ہو سکتا جب تک یہ اس سلا کے قدسی

میں کو نہیں دیکھ لیں گے جسکی نورانی پیشانی پر یہ عرشا سرخی ایکٹو کے جمبو

لیکن یہی ہے جو حضرات جو شیخ سنوسی سوات

۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰

سے شیخ سنوسی کی رُوح اٹھائیں اس سزا میں وہ کھچپ مضامین ہیں کہ ایک

لینے کے بعد ان کا آنکھ سے اوجھل ہو جانا وہ برہو جانیگا۔ بارہا طبیعت

ی تقاضہ ہوگا کہ ایک فہم تو اور بھی دیکھ بیجے قیمت معصورہ لک ۶ آنہ

المش

منہج ملای ریس و اسطیقت دینی

مجلس















